عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نادرِ روزگار،
اور معرکہ آرا کتاب "مثنوی معنوی" کی جامع اور لاجواب شرح

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

8

یہ وہ مقبول خاص و عام کتاب ہے کہ خواندہ ناخواندہ سب ہی اس سے دلچسپی لیتے ہیں مگر مضامین عالیہ ہونے کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور بعض اوقات نوبت الحاد و زندقہ تک پہنچ جاتی ہے، حضرت حکیم الامت نے اشعارِ مثنوی کو واضح کر کے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس سے معتبر اور شریعت و طریقت کا پاس و ادب رکھ کر مضامین کو حل کرنے والی کوئی اور شرح نہیں لکھی گئی

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ
ملتان

کلیدِ مثنوی

عارف باللہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر روزگار،
اور معرکہ آراء کتاب مثنوی معنوی کی جامع اور لاجواب اردو شرح

از:

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

یہ وہ مقبول خاص و عام کتاب ہے کہ خواندہ' ناخواندہ سب ہی اس سے دلچسپی لیتے ہیں۔ مگر مضامین عالیہ ہونے کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور بعض اوقات نوبت الحاد و زندقہ تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت حکیم الامت نے اشعار مثنوی کو واضح کرکے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے معتبر اور شریعت و طریقت کا پاس ادب رکھ کر مضامین کو حل کرنے والی اور کوئی شرح نہیں لکھی گئی

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ • ملتان

بقیہ ربع اوّل از دفتر ثالث کلید مثنوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح حبیبی

افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن وے و دعوے طاؤسی نمودن درمیان شغالان دیگر

آن شغالے رفت اندر خم رنگ	اندر آن خم کرد یک ساعت درنگ
پس بر آمد پوستش رنگین شدہ	کہ منم طاؤس علیین شدہ
پشم رنگین رونق خوش یافتہ	وآفتاب آن رنگہا برتافتہ
دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد	خویشتن را بر شغالان عرضہ کرد
جملہ گفتند اے شغالک حال چیست	کہ ترا در سر نشاطے ملتویست

عہ اس دفتر ثالث کے شروع سے اس بقیہ تک اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفرنگر سے طلب فرما سکتے ہیں ۱۲

از نشاط از ما کرانہ کردۂ ۔۔۔ این تکبر از کجا آوردۂ

یک شعالے پیش وشد کالے فلاں ۔۔۔ شید کردی تاشدی از خوش دلاں

شید کردی تا بہ ممبر برجہی ۔۔۔ تاز لاف این خلق را حسرت دہی

بس بجوشیدی ندیدی گرمئے ۔۔۔ پس ز شید آوردۂ بے شرمئے

صدق وگرمی خود شعار اولیاست ۔۔۔ باز بے شرمی پناہ ہر دغاست

کالتفات خلق سوئے خود کشند ۔۔۔ کہ خوشیم واز درون بس ناخوشند

اے بنے ہوئے عارف تیری ایسی مثال ہے جیسے ایک گیدڑ رنگ کے مٹکے میں جا گھسا وہ اسمیں تھوڑی دیر ٹھیر رہا تاکہ خوب رنگ چڑھ جائے اُس کے بعد نکلا تو اُسکی کھال رنگین ہو گئی تھی اور دعوے کرتا تھا کہ میں جنت کا مور ہوں اُسکی اون سے رنگین ہو کر ایک عجیب چمک دمک پیدا ہو گئی تھی دہوپ کی آمیزش سے مختلف رنگ چمکنے لگے تھے جب اُس نے اپنے آپ کو کبھی سرخ اور کبھی سبز اور کبھی گلابی اور کبھی زرد دیکھا تو اُسنے اپنے کو گیدڑوں کے سامنے پیش کیا۔ اُسکو عجیب خوشی میں دیکھکر گیدڑوں نے کہا کہ اے گیدڑ کیا حال ہے کہ تیرے سر میں خوشی پیچ وتاب کھارہی ہے اور مارے خوشی کے تو ہم سے الگ ہو گیا ہے یہ تکبر تو کہاں سے لے آیا۔ ایک گیدڑ نے آگے بڑھکر کہا کہ ارے فلاں تو نے فریب گانٹھا ہے اور اس فریب سے تو خوش ہو رہا ہے پس اے بنے ہوئے عارف تو نے بھی بہروپ بھرا ہے تاکہ ممبر پر سردار ہو کر بیٹھے اور اپنے دعوؤں کی لوگوں کے دلوں میں حسرت پیدا کرے تو بدون گرمی محبت کے بہت کچھ جوش وخروش دکھلاتا ہے۔ اور

مکر سے یہ بے شرمی اختیار کی ہے۔ سچائی اور سوزش دروني اہل اللہ کا شعار ہے نہ کہ تیرا بلکہ تو بے شرمی سے اپنی دغابازی کو چھپاتا ہے اس لئے کہ بے شرمی دغابازوں کی پشت و پناہ ہے دغاباز بے شرمی کے سہارے پر دہوکا اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری حالت بہت اچھی ہے۔ حالانکہ اُن کی اندرونی حالت بالکل تباہ ہوتی ہے۔

شرح شبیری

ایک گیدڑ کا رنگ کے مٹکے میں گر پڑنا اور رنگین ہو جانا اور پھر گیدڑوں میں جا کر طاؤس ہونیکا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ — اندراں خم کرد یک ساعت درنگ

یعنی ایک ذراسا گیدڑ رنگ کے مٹکے میں گر پڑا اور اُس مٹکے میں کچھ دیر رہا یعنی مٹکے میں کچھ دیر لگی

پس برآمد پوستش رنگیں شدہ — کہ منم طاؤس علیین شدہ

یعنی پھر وہ نکلا اس حال میں کہ اُس کی کھال رنگین ہو گئی تھی۔ اور کہہ رہا تھا کہ میں طاؤس جنت ہو گیا ہوں۔

پشم رنگیں رونق خوش یافتہ — آفتاب آں رنگہا بر تافتہ

یعنی رنگین اون نے خوب رونق پائی تھی اور آفتاب نے اُن رنگوں کو اور چمکا دیا تھا۔

دید خود را سرخ و سبز و پور و زرد — خویشتن را بر شغالاں عرضہ کرد

یعنی اُس نے اپنے کو سُرخ سبز اور گلابی اور زرد دیکھا تو اپنے کو گیدڑوں کے سامنے پیش کیا۔

جملہ گفتند اے شغالک حال چیست کہ تُرا در سر نشاطے ملتویست

یعنی سب گیدڑوں نے کہا کہ اے گیدڑ یہ کیا حال ہے کہ تیرے سر میں ایک خوشی لپٹی ہوئی ہے۔ یعنی آج تو بہت خوش معلوم ہوتے ہو۔

از نشاط از ما کرانہ کردۂ این تکبر از کجا آوردۂ

یعنی نشاط کے مارے ہم سے کنارہ کیا ہے تو نے تو یہ تکبر کہاں سے لایا ہے یہ تو سب نے اعتراض کیا اور

یک شغالے پیش او شد کاے فلاں شید کردی تا شدی از خوشدلاں

یعنی ایک گیدڑ اسکے آگے آیا کہ اے فلانے تو نے مکر کیا ہے تاکہ خوشدلوں سے ہو جاوے

شید کردی تا بہ ممبر بر جہی تا ز لاف این خلق را حسرت دہی

یعنی تو نے مکر کیا ہے تاکہ ممبر پر کودے اور تاکہ شیخی سے اُن لوگوں کو حسرت دے یعنی جبکہ تو ایسے دعوے کریگا تو سب کو حسرت ہوگی کہ افسوس ایسے ہم نہ ہوئے تو تو نے اس لئے یہ مکر کیا ہے کہ تو سب سے بڑا بنے اور سب پر حکومت کرے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گیدڑ کچھ عارف تھا اور کہا کہ

بس بجوشیدی ندیدی گرمئے پس ز شید آوردۂ بے شرمئے

یعنی تو بہت کودا اور اُچھلا مگر کوئی گرمی نہ دیکھی تو اب مکر سے بے شرمی لایا ہے مطلب یہ کہ اول تو خوب اُچھلا کودا اگر کوئی حرارت قلب کے اندر پیدا نہ ہوئی تو اب بے شرم ہو کر یہ مکر کیا ہے تاکہ اگر سچا حال نہیں ہے تو حال کاذب ہی سے لوگوں کو پھنساوے۔

صدق وگرمی خود شعار اولیاست　　　باز بے شرمی پناہ ہر دغاست

یعنی صدق اور حرارت قلب تو خود اولیاء کرام کا شعار ہے اور پھر بے شرمی ہر دغاباز کی پناہ ہے۔ یعنی جو دغاباز ہے وہ بے شرم ہو کر دعوے کرے پس پھر کیا ہے سب کچھ حاصل ہے سب لوگ بزرگ ہی سمجھیں گے۔ اللہ رے بے شرمی تیرا ہی راج ہے۔

کالتفات خلق سوئے خود کشند　　　کہ خوشیم و از دروں بس ناخوشند

یعنی تاکہ التفات خلق کو اپنی طرف کھینچیں کہ ہم خوش ہیں حالانکہ اندر سے بہت ناخوش ہیں مطلب یہ کہ وہ بے شرمی کر کے اپنے کو مخلوق کے آگے خوش ظاہر کرتے ہیں مگر ان کا دل تو خراب ہے اور وہ دل سے ناخوش ہیں۔ آگے ایک شخص کی حکایت لاتے ہیں کہ وہ اپنی مونچھوں پر چربی لگا کر لوگوں میں شیخی کیا کرتا تھا کہ میں نے پلاؤ کھایا ہے زردہ کھایا ہے اور اندر سے بھوکا ہوتا تھا۔ آخر کار ایک روز اسکی بھی قلعی کھل گئی تو اسی طرح جو لوگ کاذب ہیں وہ ظاہر میں تو بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں مگر اندر سے دیکھو تو ایسے نالائق کہ الامان والحفیظ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

پوست دنبہ یافت مرد مستہاں　　　ہر صباح او چرب کردے سبلتاں

درمیان منعماں رفتے کہ من　　　لوت چربے خوردہ ام در انجمن

دست بر سبلت نہادے در نوید　　　رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید

کاین گواهِ صدقِ گفتارِ من است ‌— وین نشانِ چربِ شیرین خوردنست

اشکمش گفتی جواب بی‌طنین ‌— که اباد الله کید الکافرین

لافِ تو ما را بر آتش برنهاد ‌— کان سبال چرب تو برکنده باد

گر نبودی لاف زشتت ای گدا ‌— یک کریمی رحم افگندی بما

ور نبودی عیبِ کم کردی جفا ‌— هم بدی مهمانِ یک آشنا

راست گر گفتی و کج کم باختی ‌— یک طبیبی دارو ما ساختی

گفت حق که کج مجنبان گوش و دم ‌— ینفعن الصادقین صدقهم

کهف اندر کژ مخسپ ای محتلم ‌— آنچه داری وانما و فاستقم

ور نگوئی عیب خود باری خمش ‌— از نمایش وز دغل خود را مکش

بر سبال چرب خود تکیه مکن ‌— زانکه گربه بر دو نبه بی‌سخن

گر تو نقدی یافتی مکشا دہان ‌— ہست در رہ سنگہای امتحان

سنگہائے امتحاں را نیز پیش — امتحانہا ہست در احوال خویش

گفت یزداں از ولادت تا بہ حین — یفتنون فی کل عام مرتین

امتحاں بر امتحانست اے پسر — ہیں بکمتر امتحاں خود را مخر

امتحانات قضا ایمن مباش — ہاں ز رسوائی بترس اے خواجہ تاش

بلعم باعور و ابلیس لعین — ز امتحان آخریں گشتہ مہین

زانکہ بودند ایمن از مکر خدا — کامتحانہا رفت اندر ما مضیٰ

عاقبت رسوائی آمد حال شاں — ہم شنیدہ باشی از احوال شاں

کانچہ پنہاں می کند پیداش کن — سوخت مارا اے خدا رسواش کن

او بدعوائے میل دولت میکند — معدہ اش نفرین سبلت میکند

لاف وادادکرمہا می میکند — شاخ رحمت را ز بن بر میکند

جملہ اجزائے تنش خصم وے اند — کز بہائے لاف ایشاں در دبند

راستی پیش آر یا خاموش کن　　وانگہاں رحمت بہ بین و نوش کن

واین شکم خصم سبال او شدہ　　دست پنہاں در دعا اندر زدہ

کاے خدا رسوا کن ایں لاف لئام　　تا بجنبد سوئے ما رحم کرام

مستجاب آمد دعائے آں شکم　　سوزش حاجت بزد بیرون علم

گفت حق گر فاسقی و اہل صنم　　چوں مرا خوانی اجابتہا کنم

تو دعا را سخت گیر و می شخول　　عاقبت برہاندت از دست غول

چوں شکم خود را بحضرت در سپرد　　گربہ آمد پوست را دنبہ ببرد

از پئے دنبہ دویدند او گریخت　　کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

آمد اندر انجمن آں طفل خرد　　آبروئے مرد لافی را ببرد

گفت آں دنبہ کہ ہر صبحے بداں　　چرب می کردے لبان و سبلتاں

گربہ آمد ناگہانش در ربود　　بس دویدیم و نکرد آں جہد سود

پہلوان درلاف گرم وذوقناک ‌‌ ‌ چون شنید این قصہ گشت ازغم ہلاک

منفعل شد درمیان انجمن ‌ ‌ ‌ سرفروبردو خمش شد ازسخن

خندہ آمد حاضران را از شگفت ‌ ‌ ‌ رحمہا شان باز جنبیدن گرفت

دعوتش کردند وسیرش داشتند ‌ ‌ ‌ تخم رحمت در زمینش کاشتند

او چو ذوق راستی دید از کرام ‌ ‌ ‌ بے تکبر راستی را شد غلام

راستی را پیشۂ خود کن مدام ‌ ‌ ‌ تا شوی در ہر دو عالم نیکنام

ایسے دغابازون کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص کو دنبہ کی کہال مل گئی تھی وہ ہر صبح اسکی چکنائی سے اپنی موچھونکو تر کرتا اور دولتمندونکی مجلس مین جاکر کہتا کہ مین نے ایک محفل مین خوب مرغن کہانا کہایا ہے اور خوشی خوشی موچھون پر ہاتھ رکہتا یہ کنایہ ہوتا تھا اس امر کا کہ تم میری موچہین دیکہہ لو کہ میرے بیان کی شاہد ہین اور یہ چکنائی میرے مرغن بشیرین غذا کہانے کی علامت ہے۔ ظاہری حالت تو یہ اور اندرونی حالت یہ کہ پیٹ اسکو کوستا تھا اور کہتا تھا کہ خدا ایسے کافرونکے مکر کو تباہ کرے ارے تیری شیخی نے ہمیں تو انگارونپر لٹار کہا ہے خدا کرے یہ تیری چکنائی آلود موچہین اکہڑ جائیں ارے ننگے اگر تیری یہ بیہودہ شیخی نہ ہوتی تو کوئی اللہ کا سخی ہم پر رحم کرتا اور اگر تو اپنا عیب فقر ظاہر کرتا اور یہ ظلم نہ کرتا تو کسی مہربان کے یہان تو مہمان ہوتا اور اگر تو سچ سچ اپنی حالت کہدیتا اور ٹیڑہی چال نہ چلتا تو کوئی طبیب ہمارا علاج کرتا واقعی پیٹ کا بیان بالکل سچ ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ کان اور دم بے قاعدہ مت ہلا یعنی اصلی

حالت ظاہر کر کہ بیچ سیحون کو نفع پہونچاتا ہے لہذا آدمی کو چاہیئے کہ غار کے اندر ٹیڑھا نہ ہوئے
یعنی نہ اپنی حالت کو چھپاتے اور نہ کج بیانی اختیار کرے بلکہ اصلی حالت کو ٹھیک ٹھیک ظاہر کردے
اور اگر اپنا عیب بھی نہ بیان کرے تو اتنا ہی کرے کہ خاموش رہے نمائش اور فریب سے اپنے کو
ہلاک نہ کرنا چاہیئے جسطرح یہ شخص کر رہا تھا اور اپنی چکنی موچھونپر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ
بلی دنبہ کو اٹھالے گئی یعنی اپنی ظاہری حالت کی درستی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ عنقریب اوسکی
حقیقت کھلنے والی ہے اور دہوکہ ظاہر ہوکر ندامت لاحق ہونیوالی ہے خواہ مخواہ کی شیخی تو
بُری بات ہے ہی لیکن اگر کسی کو کچھ دولت باطنی بھی ملجاوے تب بھی خاموش رہنا چاہیئے اسلئے
کہ اظہار دعوے ہے اور اس دعوے کی تصویب اور تغلیط کیلئے امتحان کی کسوٹیان یعنے
اہل اللہ موجود ہین اور امتحان بڑی سخت چیز ہے حق سُبحانہ محفوظ رکھین اور خود ان کسوٹیون
کیلئے بھی انکے احوال مین بہت سے امتحانات ہیں اونکو بھی اپنی کسوٹی ہونے پر مغرور نہ ہونا
چاہیئے حق سُبحانہ فرماتے ہین کہ ہر سال لوگونکی ایک یا دو مرتبہ جانچ کیجاتی ہے پس معلوم ہوا
کہ راہ مین اہل امتحان کا بھی امتحان ہوتا ہے لہذا تم کو معمولی امتحان کے معاوضہ مین بھی اپنے
کو نہ خریدنا چاہیئے یعنی معمولی امتحان کیلئے بھی آمادہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ حق سُبحانہ سے دعا کرنی
چاہیئے کہ وہ ہم کو امتحان کے شکنجہ مین نہ کھینچے امتحانات قضا نہایت سخت ہوتے ہین لہذا تم کو
ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے اور کبھی ایسی بات پر زبان نہ بلانی چاہیئے جس سے دعوی ظاہر ہو
دیکھو بلعم باعور اور ابلیس آخری امتحان مین ذلیل ہوگئے اور وجہ یہ ہوئی کہ حق سبحانہ کے ارادہ
مخفیہ سے بیخوف ہوگئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ بہت سے امتحانات ہوچکے ہین اور ہم اونمیں
پاس ہوچکے ہین اب کیا پروا ہے اسکا انجام یہ ہوا کہ بالآخر رسوا ہوئے تو تمنے اونکی حالت سُنی
ہی ہوگی ہم کو تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہین خیر تو اسکا پیٹ کہتا تھا کہ اے اللہ جسکو یہ چھپا رہا
ہے تو اوسکو ظاہر کردے اور اے اللہ تو اسے ذلیل کر اس نے ہمیں پھونک دیا دیکھو وہ محض دعوے
سے دولتمندی کی طرف مائل ہوتا تھا لیکن خود اوسکا پیٹ ہی اوسکی موچھونکو ملامت کرتا تھا اسکی شیخی
بخششونکو دور کر رہی تھی اور رحمت کی شاخ کو جڑ سے اوکھیڑ رہی تھی لیکن اوسکے جسم ہی کے اجزاء
اوسکے دشمن ہو رہے تھے کیونکہ وہ بہار کی شیخی بگھار رہا تھا اور سرسبزی و شادابی کا دعوی کر رہا تھا

اور اسکے اجزا خزان اور خشکی اور انقباض کی حالت مین تھے ارے احمق کیا غضب کر رہا ہے۔ کہ
خواہ مخواہ شیخی بگھار رہا ہے اور مصیبت مین گرفتار ہے تجھکو چاہیئے کہ یا تو یہی حالت بیان کردے
اور اگر یہ نہو تو خاموش ہی رہ پھر دیکھنا کہ لوگ تجھپر کیسی رحمت کرتے ہین تو اصلی حال کہدے اور
خوب مزہ سے کہا کیون ہو کام کرتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب سنو غرض کہ اوسکا پیٹ ہی اوسکی
مونچھونکا دشمن ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر دعا کر رہا تھا کہ اے خدا ایسے پاجیونکی شیخی کو رسوا کر تاکہ ہماری
طرف اسخیا کا رحم متوجہ ہو حق سبحانہ نے پیٹ کی دعا قبول فرمائی اور سوزش احتیاج جسکو وہ چھپا رہا
تھا طشت از بام ہو گئی حق سبحانہ فرماتے ہین کہ خواہ فاسق ہو خواہ بت پرست ہو جب ہم سے دعا
کرتا ہے تو ہم اوسکو قبول فرماتے ہین لہذا تم کو شکم سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور دعا کو مضبوط
پکڑنا چاہیئے اور خوب چلانا چاہیئے انشاء اللہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایکروز تم کو شیطان کے پنجہ سے رہائی
نصیب ہوگی دیکھو جب پیٹ نے اپنے کو خدا کے حوالہ کیا تو حق تعالے نے اوسکی حصول مدعا کی تدبیر کی
جو اس صورت سے ظاہر ہوئی کہ بلی آئی اور دنبہ کی کھال اڑا لیگئی گھر والے دنبہ کو چھیننے کے لئے
دوڑے لیکن وہ بھاگ گئی اور ہاتھ نہ آئی اوسکو دیکھکر باپ کے غصہ کے خوف سے لڑکے کا رنگ فق
ہوگیا اور وہ چھوٹا بچہ محفل مین آیا اس شیخی باز کی ساری آبرو خاک مین ملادی اسنے کہا کہ دنبہ کی
وہ کھال جس سے آپ ہر روز صبح کو ہونٹ اور مونچھیں چکنی کیا کرتے تھے بلی لے گئی ہم چھیننے کیلئے
بہت دوڑے لیکن ہماری کوشش بے سود ثابت ہوئی یہ بہادر اسوقت شیخی بگھارنے مین سرگرم
اور مزے لے رہا تھا جب اسنے یہ قصہ سنا تو ارے رنج کے مرنے کے قریب ہوگیا اور محفل مین
بہت شرمندہ ہوا اوسنے سر کو جھکا لیا اور خاموش بیٹھ گیا حاضرین اول تو اس واقعہ سے متعجب
ہو کر ہنس پڑے اوسکے بعد اونکے رحم کو حرکت ہوئی اور خیال کیا کہ بیچارہ شریف آدمی ہے۔
اسلئے اپنی حالت کو چھپاتا ہے اسکی مدد کرنی چاہیئے لوگون نے اوسکی دعوت کی اور اوسکا خوب پیٹ
بھر دیا اور اپنے رحم کا بیج اوسکی زمین مین بو دیا پس جبکہ ان اسخیا کیطرف سے اوسکو سچ کا مزہ حاصل
ہوا تو وہ سچ کا غلام ہوگیا اور پھر کبھی شیخی نہیں کی اس واقعہ سے تم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔
اور سچ کو اپنا شعار بنا لینا چاہیئے تاکہ دنیا مین بھی نیکنامی ہو اور آخرت مین بھی۔

شرح شبیری

ایک شیخی باز کا ہر صبح کو اپنی موچھ اور لب کو چکنا کر لینا اور باہر آکر دوستوں مین ظاہر کرنا کہ مین نے یہ کھایا ہی اور وہ کھایا ہی

دنبہ پارہ یافت مردے مستہان ہر صباحے چرب کردے سبلتان

یعنی ایک شخص نے کہین سے دُنبہ کی کھال کا ٹکڑہ مفت پا لیا تھا تو ہر صبح کو اوس سے موچھیں چکنی کیا کرتا تھا۔

درمیان منعمان رفتے کہ من لوت چربے خوردہ ام در انجمن

یعنی امراء کے یہان جاتا اور کہتا کہ مین نے (فلان) مجلس مین بڑی چرب غذا کھائی ہے۔

دست بر سبلت نہادے در نوید رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید

یعنی ہاتھ موچھ کے اوپر رکھتا خوشی میں اشارہ یہ کہ موچھ کیطرف دیکھو مطلب یہ کہ موچھونکے اُوپر تاؤ دیتا تھا کہ لوگونکو معلوم ہو کہ حضرت کی موچھ چکنی ہو رہی ہے تو ضرور کھایا ہے۔

کاین گواہ صدق گفتار من است وین نشان چرب و شیرین خوردن است

یعنی (اسطرف اشارہ مقصود ہوتا تھا) کہ یہ میری بات کا گواہ ہے اور یہ چرب و شیرین غذا کھانے کی نشانی ہے وہ تو اس طرح سے خوب شیخی بگھارا کرتا تھا اور اوسکے پیٹ کی یہ حالت تھی کہ۔

اشکمش گفتے جواب بے طنین کہ اباد اللہ کید الکافرین

یعنی اوسکا پیٹ جواب بے آواز کے دیتا کہ خدا اس کا فروں جیسے مکر کو غارت کرے مطلب یہ
کہ پیٹ اوسکو بوجہ بھوک کے کوسا کرتا تھا اور اسکے کوسنے کی کوئی آواز تو سنتا نہ تھا وہ کہتا
کہ خدا ایسے مکر کو کہ مجھے بھوکا رکھتا ہے غارت ہی کرے اور کہتا کہ۔

لاف تو ما را بر آتش بر نہاد　　　　کان سبال چرب تو بر کندہ باد

یعنی تیری شیخی نے ہمیں آگ پر رکھ رکھا ہے تیری وہ موچھ خدا کرے اکھڑ جاوے۔

گر نبودے لاف زشتت اے گدا　　　　یک کریمے رحم آوردے بما

یعنی اگر تیری یہ بری شیخی نہ ہوتی تو شاید کوئی کریم ہم پر رحم کرتا اور کہلا دیتا مگر اب تو سب سمجھتے
ہیں کہ یہ ایسی غذا کھاتا ہے کہ کسیکو نصیب نہیں لہذا کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔

ور نبودے عیب و کم کردے جفا　　　　ہم بدے مہمانی یک آشنا

یعنی اور اگر عیب و کہلا دیتا اور جفا کم کرتا تو کسی آشنا کا مہمان ہوجاتا مگر اب کوئی پوچھتا ہی نہیں۔

راست کم گفتے و کج کم باختے　　　　یک طبیبے دارو ما ساختے

یعنی اگر سچ کہہ دیتا اور کج بازی کم کرتا تو کوئی طبیب ہماری دوا کر دیتا اور دوا یہی روٹی ہے
کوئی تو ہمیں روٹی دے دیتا آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

گفت حق کہ کج مجنبان گوش و دم　　　　ینفعن الصادقین صدقہم

یعنی حق تعالے کا ارشاد ہے کہ گوش و دم کو کج مت ہلاؤ اسلئے کہ صادقین کو قیامت میں اونکا
صدق ہی نفع دیگا۔ لہذا غلط اور کذب ہرگز نہ بولنا چاہیئے۔

کہف اندر کژ مخسپ اے محتلم　　　　انچہ داری وانما و فاستقم

یعنی اے پراگندہ خواب دیکھنے والے غار کے اندر کم مت سوجو کچھ کہ تو رکھتا ہے دکھلا دے اور استقامت اختیار کر مطلب یہ کہ تمہارے اندر عیوب ہین اونکو پوشیدہ کرکے مت رکھو بلکہ ظاہر کردو کہ اونکا کوئی علاج ہی کرنے اوسکے بعد تم استقامت اختیار کرو مگر بعض طبائع ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عیوب ظاہر نہیں کرسکتے ہیں اونکو علاج آگے بتاتے ہیں کہ اولی تو یہی ہے کہ ظاہر کردو۔ اور اگر عیوب کو ظاہر نہ کرسکو تو اوسکے لئے فرماتے ہین کہ۔

ورنگوئی عیب خود بارے خمش　　　　از نمایش وز دغل خود را مکش

یعنی اور اگر اپنے عیوب کہتے نہیں تو چپ ہی رہ نمایش اور دغل سے اپنے کو قتل مت کر مطلب یہ کہ اگر عیوب کو ظاہر نہیں کرسکتے تو اوسکے خلاف کمالات تو ظاہر مت کرو بلکہ چپ ہی رہو اسلئے کہ اگر تم نے کمالات کا دعوی کیا تو پھر کوئی بھی رحم نہ کریگا اور اگر دعوی شروع کردیا تو پھر تو کوئی پوچھے گا بھی نہیں اور پھر مارے جاؤگے۔

بر سبال چرب خود تکیہ مکن　　　　زانکہ گربہ برد دنبہ بے سخن

یعنی اپنی چکنی مونچھ پر بھروسہ مت کر اسلئے کہ بلی دنبہ کی کھال کو بے شک لیگی۔ اسکے بیانے کا قصہ آگے بیان فرماوینگے تو مطلب یہ کہ فضول باتیں بناکر اپنا نقصان مت کرو اسمیں خطاب سالک کو بھی ہے کہ دیکھو اول تو اپنے عیوب کو شیخ کے سامنے ظاہر کردو تاکہ وہ علاج کردے اور اگر یہ تم سے نہ ہوسکے تو دعوے تو مت کرو کہ اوسمین تو پھر کوئی بھی تم پر رحم نہ کریگا اور فرماتے ہیں کہ۔

گر تو نقدے یافتی مکشا دہان　　　　ہست در رہ سنگہائے امتحان

یعنی اگر تم نے کوئی نقد پا لیا ہے تو پھر منہ مت کھولو اسلئے کہ راہ مین بہت سے سنگ امتحان ہیں مطلب یہ ہے کہ اول تو کاذب دعوے مت کرو اور اگر کچھ سوز و گداز حاصل بھی ہوگیا ہے تب بھی اوسکو سائے مین گاتے مت پھرو اسلئے کہ اس نقد کے پرکھنے والے راہ سلوک میں بہت ہیں اور وہ اولیاء اللہ ہین جو کہ حال صادق اور حال کاذب کو معلوم کرلیتے ہیں اور ذرا سنبھلکر قدم رکھنا ورنہ

اگر امتحان مین ناکامیاب ہوئے تو پھر بڑی خرابی ہو گی کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎ سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار مین مجنون + کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے۔ اب چونکہ یہان کاملین کو غرہ ہو سکتا تھا کہ آہا ہم سنگہا ئے امتحان اور پرکھنے والے ہیں لہذا مولانا اونکے کان بھی کھولتے ہیں فرماتے ہیں کہ۔

سنگہائے امتحان را نیز پیش　　امتحانہاہست دراحوال خویش

یعنی سنگہائے امتحان کے آگے بھی اپنے احوال مین امتحانات ہیں مطلب یہ کہ یہ جو کاملین پرکھنے والے ہیں اونکے لئے بھی امتحانات ہیں۔ اور اونکی بھی آزمائشیں ہوتی ہیں لہذا وہ بھی ضرا تادیں اور ذرا سنبھل کر رہیں ورنہ کہیں لغزش ہو گئی تو پھر سخت مشکل ہو گی آگے فرماتے ہین کہ۔

گفت یزدان از ولادت تا بحین　　یفتنون فی کل عام مرتین

یعنی حق تعالے کا ارشاد ہے کہ ولادت سے وقت (موت) تک وہ ہر برس مین دو مرتبہ آزمائے جاتے ہین قرآن شریف مین ہے یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین تو دیکھو جب دو طرف سے آزمائش ہے تو بےفکر ہو جانا سخت غلطی ہے اور فرماتے ہین کہ۔

امتحان بر امتحانست اے پسر　　ہین بکمتر امتحان خود را مخر

یعنی اے صاحبزادے امتحان پر امتحان ہین تو تم بہت چھوٹے امتحان میں اپنے کو مت خرید و مطلب یہ کہ جب امتحانات ہیں تو ذرا سنبھل کر کام کرو کہیں ذرا سے امتحان میں آکر اپنے کو برباد نہ کردو۔

زامتحانات قضا ایمن مباش　　ہین ز رسوائی بترس ای خواجہ تاش

یعنی قضا کے امتحانات سے بےخوف مت ہو اور اے ساتھی رسوائی سے ڈرتے رہو۔ کہ کہیں امتحان ہو اور اس میں ناکام ہو کر رسوائی ہو لہذا ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے آگے لبعم باعور کی بےخوفی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو وہ بےخوف ہو گئے تھے اور آخر رسوا اور شرمندہ ہوئے۔

بلعم باعور کا بیخوف ہو جانا کہ حضرت حق نے اوسکا امتحان کیا تھا اور پھر اوسکا ناکام رہنا

بلعم باعور و ابلیس لعین　　ز امتحان آخرین گشته مهین

یعنی بلعم باعور اور ابلیس لعین دیکھو آخری امتحان مین ذلیل ہو گئے۔

زانکه بودند ایمن از مکر خدا　　کامتحانها رفت اندر ما مضا

یعنی اسلئے کہ وہ مکر خدا سے بیخوف تھے (اور سمجھتے تھے) کہ زمانہ ماضی مین تو بہت سے امتحانات ہو چکے ہین مطلب یہ کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اسقدر امتحانات ہو چکے ہیں اب کیا امتحان ہوگا۔ اور اگر ہوگا بھی تو جیسا اون مین پاس ہو گئے تو اب تو ضرور پاس ہو جاینگے بس اس دہوکہ مین رہ گئے تو آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ۔

عاقبت رسوائی آمد حال شان　　هم شنیده باشی از احوال شان

یعنی انجام کار اونکی حالت رسوائی ہوئی اور تو نے اونکے احوال سنے ہی ہونگے ابلیس کا اور بلعم باعور کا قصہ مشہور ہے کہ جب امتحان ہوا تو ناکامیاب اور ذلیل ہوئے لہذا چاہیئے کہ مکر حق سے کبھی بیخوف نہ رہنا چاہیئے بس آگے پہر اس شیخی باز کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ۔

او بدعوے میل دولت میکند　　معده اش نفرین سبلت میکند

یعنی وہ دعوے کے ساتھ رغبت دولت کی کرتا تھا اور اوسکا معدہ اوسکی موچہ پر لعنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ۔

کانچه پنہان میکند پیداش کن سوخت ما را اے خدا رسواش کن

یعنی کہ جو کچھ یہ چھپاتا ہے یا اپنی اسکو ظاہر کر دے اسنے ہم کو جلا دیا ہے اے خدا اسکو رسوا کر دے۔

جملہ اعضائے تنش خصم وے اند کز بہارے لاف ایشان در وے اند

یعنی اوس بدن کے تمام اعضاء اوسکے دشمن ہیں کیونکہ وہ ایک بہارے شیخی مار رہا ہے اور وہ سب خزاں میں ہیں۔ مطلب یہ کہ مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ وہ شیخی بگھارتا تھا اور اوسکے اعضاء سارے بھوکے ہوتے تھے تو سارے اوسکے دشمن تھے اور کوستے تھے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

لاف وا رد زد کرمہا مے کند شاخ رحمت را زبن بر میکند

یعنی شیخی کرمونکو واپس کر دیتی ہے اور شاخ رحمت کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے اسلئے کہ جب کوئی شیخی کرتا ہے تو اوسپر کوئی بخشش نہیں کرتا لہذا چاہیئے کہ۔

راستی پیش آر یا خاموش کن وانگہا رحمت بہ بین و نوش کن

یعنی راستی کو آگے لا یا خاموش رہ اور اسوقت رحمت کو دیکھ اور نوش کر۔ مطلب یہ کہ یا تو اپنے عیوب ٹھیک ٹھیک بیان کر دو اور اگر یہ نہ ہوسکے تو چپ ہی رہو یہ تو نہیں کہ اور اوپر سے دعوے شروع کر دو یاد رکھو کہ یہ دعوے بہت بڑے حجاب ہیں کہ یہ جود وعطا کو متوجہ ہونے ہی نہیں دیتے۔

این شکم خصم سبال او شدہ دست پنہان در دعا اندر زدہ

یعنی یہ پیٹ اوسکی موچھ کا دشمن ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر دعا میں ہاتھ اوٹھاتے ہوتے تھا اور موچھ کا اسلئے دشمن تھا کہ اسکی چربی کی وجہ سے تو بیچارہ بھوکا رہتا تھا وہ دعا کرتا تھا کہ۔

کاے خدا رسوا کن این لاف لئام تا بجنبد سوے ما رحم کرام

یعنی کہ اے خدا اس ہیون کی شیخی کو رسوا کرتا کہ ہماری طرف کرمیو مکارم خبخش کرے۔ اسلئے کہ جب لوگوں کو حالت معلوم ہوگی تو کہلا دینگے۔

مستجاب آمد دعائے آن شکم　　سوزش حاجت بزد بیرون علم

یعنی اوس پیٹ کی دعا قبول ہوگئی اور حاجت کی سوزش نے باہر علم نکالا یعنی وہ سوزش حسی صورت تو نہیں آگئی اور اوس سے انتقام نے لیا اور وہ انتقام اس طرح لیا کہ اوسکی شیخی ظاہر ہوگئی اور وہ رسوا ہوگیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت حق گر فاسقی و اہل صنم　　چون مرا خوانی اجابتہا کنم

یعنی حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تو اگر فاسق ہے اور اگر بت پرست ہے جب مجھے پکارے گا مین قبول کرونگا محققین کا یہی مذہب ہے اور یہی مشاہدہ ہے کہ کفار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور کسی نے اس مضمون کو اس طرح نظم کیا ہے کہ ؎ باز آ باز آ از انچہ کردی باز آ * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ * این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ *

تو دعا را سخت گیر و می شخول　　عاقبت برہاندت از دست غول

یعنی تو دعا کو سخت پکڑے اور فریاد کر تو آخر کار یہ دعا تجھے ان شیاطین کے ہاتھ سے چھڑا دے گی توجب پیٹ نے دعا کی تو اوسکی دعا بھی قبول ہوگئی اسطرح کہ۔

بلی کا اوس دنبہ کی کھال کو لیجانا اور اوس پہلوان کا رسوا ہونا

چون شکم خود را بحضرت در سپرد　　گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد

یعنی جب پیٹ نے اپنے کو حضرت حق میں سونپ دیا تو ایک بلی آئی اور پوست دُنبہ کو لیگئی۔

ازپس دُنبہ دویدا و می گریخت کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

یعنی لڑکا اوس کھال کے پیچھے دوڑا اور بھاگا اور اوس (شیخی باز) کے خوف سے اوسکا رنگ (زرد) جاتا رہا یعنی جب بلی لے گئی تو اوسکا لڑکا بہت دوڑا اور اوسے چھیننے کو بھاگا۔ مگر وہ بلی لے ہی گئی تو اوس بچے نے سوچا کہ اب مجھے مارینگے اسلئے اوسنے یہ کیا کہ۔

آمد اندر انجمن آن طفل خورد آبروئے مرد لافی را ببرد

یعنی وہ چھوٹا بچہ محفل مین آگیا اور اوس شیخی باز آدمی کی آبرو ریختہ کردی۔ اسلئے کہ۔

گفت آن دُنبہ کہ ہر صبحے بدان چرب میکردی لبان و سبلتان

یعنی اوسنے کہدیا کہ وہ کھال جس سے ہر صبح کو تم لب اور مونچھیں چکنی کیا کرتے تھے۔

گربہ آمد ناگہانش در ربود پس دویدیم و نکرد آن جہد سود

یعنی بلی آئی اور ناگہان اسکو لے گئی ہم بہت دوڑے مگر اوس کوشش نے کچھ فائدہ نہ کیا۔

پہلوان در لاف گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ شد از غم ہلاک

یعنی پہلوان شیخی مین سرگرم اور ذوقناک تہا جب اوسنے یہ قصہ سُنا تو مارے غم کے قریب بہ (ہلاک) ہوگیا اسلئے کہ ساری قلعی کھل گئی۔

منفعل شد در میان انجمن سرفرو برد و خمش گشت از سخن

یعنی وہ محفل مین شرمندہ ہوگیا اور سر جھکا کر بات کرنے سے خاموش رہگیا۔

خندہ آمد حاضرا از شگفت رحمہاشان باز جنبیدن گرفت

یعنی حاضرین کو (اول تو طبعی طور پر) تعجب سے ہنسی آگئی پھر اونکے رحم نے جنبش شروع کی مطلب یہ
کہ اول تو سب کو اوسکی اس حرکت پر ہنسی آگئی مگر پھر اوسکی حالت پر رحم آیا۔ کہ دیکھو شریف آدمی ہو
آجتک شرافت کے مارے اپنی حالت کو ظاہر نہ کرتا تھا اب کیا تھا اب تو یہ حالت ہوئی کہ۔

دعوتش کردند و سیرش داشتند تخم رحمت در زمینش کاشتند

یعنی وہ اوسکی دعوت کرتے تھے اور اوسکو خوب پیٹ بھر کر رکھتے تھے اور اوسکی زمین میں تخم رحمت
بوتے تھے یعنی اوسکے ساتھہ خوب سلوک کرتے تھے۔

او چو ذوقے راستی دید از کرام بے تکبر راستی را شد غلام

یعنی اوسنے جب کریموں سے راستی کا مزہ دیکھا تو بے تکبر کے راستی کا غلام ہو گیا یعنی جب اوسنے
دیکھا کہ اصل حالت کے ظاہر ہو جانے سے ایسے ایسے انعامات ہوتے ہیں اوسنے پھر ہمیشہ راستی
ہی اختیار کر لی آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

راستی را پیشہ خود کن مدام تا شوی در ہر دو عالم نیک نام

یعنی ہمیشہ اپنا پیشہ راستی کو بنا لو تاکہ دونوں عالم میں نیکنام رہو پس اسکو ختم کرکے آگے اوس
شغال کا قصہ پورا فرماتے ہیں۔

شرح حبیبی

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت بر بنا گوشش ملامت گر بگفت

بنگر آخر در من و در رنگ من یک صنم چون من ندارد خود شمن

چون گلستان گشته ام صدرنگ خوش　　مر مرا سجده کن از من سرمکش

کر و فر و آب و تاب و رنگ بین　　فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

مظہر لطف خدائی گشته ام　　لوح شرح کبریائی گشته ام

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال　　کے شغالے را بود چندین جمال

آن شغالان آمدند آنجا بجمع　　ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع

جملہ گفتندش چہ خوانیمت جوہری　　گفت طاؤس نرچون مشتری

پس بگفتندش کہ طاؤسان جان　　جلوہا دارند اندر گلستان

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے　　بادیہ نارفتہ چون گوید منے

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا　　پس نۂ طاؤس خواجہ بوالعلا

خلعت طاؤس آید ز آسمان　　کے رسد از رنگ دعوہا بدان

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش　　برتر از موسے پرید از خریش

او هم از نسل شغال ماده زاد | در خم مالے و جاہے اوفتاد
ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد | سجدۂ افسوسیان را او بخورد
گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق | از سجود و از تحیرہائے خلق
مال مار آمد کہ در وے زہرہاست | وآن قبول و سجدۂ خلق اژدہاست
ہائے اے فرعون ناموسی مکن | تو شغالے ہیچ طاؤسی مکن
سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی | عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
موسی و ہارون چو طاؤسان بدند | پر جلوہ بر سر و رویت زدند
زشتیت پیدا شد و رسوائیت | سرنگون افتادی از بالائیت
چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب | نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب
اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش | پوستین شیر را بر خود مپوش
غرۂ شیرت بخواہد امتحان | نقش شیر و آنگہ اخلاق سگان

اے شغال بے جمال بے ہنر   ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان   خوار و بے رونق بمانی در جہان

ضمنی مضمون سے فارغ ہو کر پھر قصہ شغال کیطرف عود فرماتے ہین اور کہتے ہیں کہ جب اوس گیدڑ نے آگے بڑھکر اعتراض کیا تو اوس رنگین گیدڑ نے چپکے سے اوسکے کان پر منہ رکھکر کہا کہ تو مجھے اور میری رنگ کو دیکھکر بتا کہ کسی بُت پرست کے پاس ایسا خوبصورت بُت ہے دیکھہ تو سہی میں باغ کی طرح صد رنگ اور پسندیدہ و مرغوب ہو گیا ہون تو مجھسے سرکشی مت کر اور مجھے سجدہ کر تو میری شان و شوکت میری چمک دمک اور میرے رنگ کو دیکھہ اور مجھے دنیا اور رکن دین کہہ مین عنایت حق سبحانہ کا مظہر ہوں اور اوسکی کبریائی و عظمت و جلال کی شرح کی تختی ہوں کہ مجھسے اوسکی عظمت اوسکا جلال ظاہر ہوتا ہے اے گیدڑو دیکھو مجھے گیدڑ نہ کہنا بھلا کہیں گیدڑ مین بھی یہ خوبصورتی ہوتی ہے یہ تقریر سُنکر سب گیدڑ اوسکے چاروں طرف یوں جمع ہو گئے جیسے شمع کے گرد پروانہ اور سب نے کہا کہ اچھا جناب ہم آپ کو کیا کہا کریں اوسنے کہا ”طاؤس نر چون مشتری“ اسپر اونہوں نے کہا۔ کہ طاؤسان عالم جان یعنی اہل اللہ گلشن عالم مین اپنے عجیب و غریب جلوے دکہلاتے ہیں تو ایسے جلوے دکہا سکتا ہے اوسنے جواب دیا کہ نہیں۔ واقعی بات ہے یہ بیچارہ جنگل تک تو گیا نہیں منا کی حالت کیا بیان کر سکتا ہے یعنی اوسکو تو عالم جان کی ہوا بھی نہیں لگی پھر اہل اللہ کے سے جلوے کیا دکہا سکتا ہے اسکے بعد کہا اچھا ان طاؤسان کی بولی بول سکتا ہے اور حقایق و معارف بیان کر سکتا ہے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ تو بس تو جناب آپ احمق ہین اور طاؤس نہیں ہو سکتے واقعی بات یہ ہے کہ خلعت طاؤسی آسمان کی طرف سے ملتی ہے یعنی جسکو حق سبحانہ مقرب بنائیں وہی مقرب ہو سکتا ہے اور تیرے رنگین دعوؤن سے یہ دولت حاصل نہیں ہو سکتی محض مدعی تقرب حق کی ایسی مثال ہے جیسے فرعون نے اپنی ڈاڑہی میں موتی پروئے تھے اور اپنے گدہے پن سے اپنے کو موسے علیہ السلام سے بالاتر سمجھتا تھا بات یہ تھی کہ وہ بھی کسی گیدڑ ہی کی اولاد سے تھا اور

مال و دولت کے مٹکے میں گر کر اپنی حقیقت کو بھول گیا تھا پس جس نے اوس جاہ و مال پر نظر کی اوس نے اوسکو سجدہ کیا اور ایسے ہی احمق لوگوں کا مسجود اوسے کہا گیا کیونکہ وہ دولت ابدی سے محروم مخلوق کے سجدوں اور اونکی تعظیموں سے مغرور ہو گیا اور یہ بنا ہوئی اوسکی تباہی کی واقعی بات یہ ہے کہ مال تو ایک سانپ ہے جو اپنے اندر سیکڑوں زہر رکھتا ہے لیکن جاہ اور بھی آفت ہے کہ یہ اژدہا ہے یہ مال سے بھی زیادہ تباہ کن ہے دیکھہ اے فرعون مغرور مت بن اور اپنی حقیقت کو مت بھول۔ تو گیدڑ ہے طاؤس مت بن اگر تو اصلی طاؤسوں کے سامنے آئے گا اور اہل اللہ سے تیرا مقابلہ ہوگا تو تو اونکی سی پھبن نہ دکھا سکے گا اور ذلیل ہوگا۔ دیکھہ لے حضرت موسے اور حضرت ہارون حضرت حق کے اصلی طاؤس تھے اونہوں نے تجھے اپنا جلوہ دکھایا اور تو اونکا مقابلہ نہ کر سکا لہذا تیرا قبح اصلی ظاہر ہو گیا اور تو رسوا ہو گیا اور بلندی سے پستی میں سر کے بل گر گیا جب تو کسوٹی پر کسا گیا تو کھوٹے سونے کی طرح تیری سیاہی ظاہر ہو گئی اور وہ شیرانہ صورت جاتی رہی اور اندر سے کتا نکل آیا۔ پس اے خارشتی کتے اور اے مدعی کاذب تو حرص اور جوش طمع سے شیر کی کھال پہنکر شیر ہونے کا دعوی مت کر اور اہل اللہ کی صورت بنا کر ولایت کا مدعی نہ بن امتحان چاہتا ہے کہ تیرے اندر شیر کی غرش ہو یعنی اہل اللہ کے اوصاف ہوں حالانکہ تجھہ میں یہ نہیں بلکہ صورت تو شیر کی ہے اور اخلاق کتوں کے یعنی ظاہر تو تیرا اہل اللہ کا سا ہے اور باطن سگان دنیا کا سا پھر تجھے شیر حق اور ولی کون مان لیگا دیکھہ او بدصورت اور بدسیرت گیدڑ اور او مدعی کاذب خبردار اپنے کو طاؤس اور ولی اللہ نہ سمجھہ بیٹھنا اسلئے کہ اصلی طاؤس یعنی اہل اللہ تجھے آزمائیں گے اور تو دنیا میں ذلیل اور بے آبرو ہوگا

شرح شبیری

اوس گیدڑ کا دعوی طاؤسی کرنا جو کہ رنگ کے مٹکے مین گر پڑا تھا

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت ۔۔۔ بر بنا گوشش ملامت گر بگفت

یعنی اوس رنگ رنگ والے گیدڑ نے چپکے سے ملامت کرکے کان مین یہ کہا کہ۔

بنگر آخر در من و در رنگ من	یک صنم چون من ندارد خود شمن

یعنی آخر میرے اندر اور میرے رنگ کو دیکھ تو سہی کہ بت پرست ایک بت بھی ایسا نہیں رکھتا یعنی بت پرست باوجودیکہ خوبصورت بت بناتے ہیں مگر مجھ جیسا خوبصورت کوئی بت پرست بھی نہین رکھتا۔

چون گلستان گشتہ ام صد رنگ خوش	مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

یعنی مین باغ کی طرح سو رنگ خوش والا ہوگیا ہون تو تو مجھے سجدہ کر اور سرکشی مت کر۔

کر و فر و آب و تاب و رنگ بین	فخر دنیا خوان مرا و رکن دین

یعنی میری کر و فر اور آب و تاب اور رنگ کو دیکھ اور مجھے فخر دنیا اور رکن دین کہو۔ اسلئے کہ میرا مرتبہ بہت بلند ہوگیا ہے۔

مظہر لطف خدائی گشتہ ام	لوح شرح کبریائی گشتہ ام

یعنی مین لطف خدا کا مظہر ہوگیا ہون اور کبریائی حق کی شرح کی لوح ہوگیا ہون غرضکہ اوسنے کہا کہ مظہر جلال و جمال دونون ہون اور بولا کہ۔

اے شغالان ہین مخوانیدم شغال	کے شغالے را بود چندین جمال

یعنی اے گیدڑو مجھے گیدڑ مت کہو اسلئے کہ دیکھو تو کسی گیدڑ کو بھی اتنا جمال ہوتا ہے اور جب میرے اندر جمال ہے تو معلوم ہوگیا کہ میں گیدڑ نہیں رہا۔

آن شغالان آمدند آنجا بجمع	ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع

یعنی وہ گیدڑ سارے اوس جگہ اس طرح جمع ہو گئے جیسے کہ پروانے شمع کے گرد ہوتے ہین اور وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ۔

گفت آن طاؤس زچون مشتری — پس چہ خوانیمت بگوائے جوہری

یعنی اے جوہری پھر ہم تجھے کیا (کہکر) پکارین تو اوسنے کہا کہ وہی طاوس ز مانند مشتری (ستارہ کے) یعنی جسطرح کہ مشتری ستارہ علویات مین سے ہے اسی طرح مجھے طاؤس علوی کہو۔

پس بگفتندش کہ طاؤس جہان — جلوہا دارند اندر گلستان

یعنے پس اونہوں نے اوس سے کہا کہ دُنیا کے طاؤس تو باغ مین جلوہ کرتے ہیں (یعنی ناچتے ہیں)

تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے — بادیہ نارفتہ چون گوید منے

یعنی تو ویسا جلوہ کر سکتا ہے تو وہ بولا کہ نہیں (مولانا فرماتے ہین) کہ جنگل مین نہ چلا ہوا کیونکر (حالات) منی بیان کر سکتا ہے یعنی جب وہ کبھی ناچا ہی نہ تہا تو کس طرح ناچ سکتا تہا جب اوسنے اسکا انکار کیا تو اونھون نے دوسرا سوال کیا کہ۔

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا — پس نہ طاؤس خواجہ بوالعلا

یعنی اچھا تو موروں کی آواز کر سکتا ہے تو اوس نے کہا کہ نہیں (تو وہ بولے کہ) اے خواجہ بوالعلا تو طاؤس نہیں ہے اسلئے کہ جب اوسکے کمالات مین سے کوئی بھی تیرے اندر موجود نہیں ہے تو پھر کدہر سے طاؤس بن بیٹھا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

خلعت طاؤس آید ز آسمان — کے رسی از رنگ دعوے ہا بدان

یعنی طاؤس کی خلعت تو آسمان سے آتی ہے تو رنگ کے دعوون سے تم اوس تک کب پہنچ سکتے ہو مطلب یہ کہ مور کا وہ حسن تو خلقی ہوتا ہے اور مخلوق حق ہوتا ہے پھر اوس اصل

کمال تک دعویٰ کسطرح پہونچ سکتا ہے اسی طرح اگر تم دعوے کروگے اور اصل مین کچھ نہوگا تو پھر ذلیل ہوگے اور کچھ نہ ہوگا۔

گر تو دعوے میکنی معنی بیار   گہ مخور ورنہ پس گردن مخار

یعنی اگر تم دعوے کرتے ہو تو اوسکے معنی بھی لاؤ اور گہ مت کھاؤ ورنہ پس گردن مت کھجانا۔ پس گردن خاریدن کنایہ از شرمندہ شدن مطلب یہ کہ اگر دعوے کرتے ہو اوسکی کچھ اصلیت بھی پیدا کرو ورنہ پھر خواہ مخواہ شرمندگی حاصل ہوگی تو دیکھو کہیں ایسا مت کرنا کہ پھر شرمندگی ہو آگے فرعون کا قصہ بیان فرماتے ہین اور اوسکو اس شغال مدعی سے تشبیہ دیتے ہین۔

فرعون کا دعویٰ خدائی کرنا اور اوسکو اوس گیدڑ سے تشبیہ دینا کہ جسنے طاؤسی دعویٰ دوسرے گیدڑونکے سامنے کیا تھا

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش   برتر از موسیٰ پریدہ از خریش

یعنی مثل فرعون کے کہ اوسنے ڈاڑھی مرصع کررکھی تھی اور اپنے گدھے پن کی وجہ سے موسے علیہ السلام سے بڑہتا تھا۔

او ہم از نسل شغال مادہ زاد   در خم مالے وجاہے اوفتاد

یعنی وہ بھی اسی گیدڑ کی نسل سے تھا اور مال وجاہ کے مٹکے میں پڑا ہوا تھا۔

ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد   سجدۂ افسوسیان را او بخورد

یعنی جو کوئی اوسکا جاہ و مال دیکہتا تھا سجدہ کرتا تھا اور وہ اون خوشامدیون کا سجدہ قبول کرتا تہا۔

گشت مستک آن گدائے ژندہ دلق   از سجود و از تحیرہا ئے خلق

یعنی وہ پرانی گدڑی والا فقیر مخلوق کی تحیر اور سجود سے مست ہوگیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مال مار آمد کہ در وے زہرہاست   وان قبول و سجدۂ خلق اژدہاست

یعنی مال سانپ ہے کہ اوسکے اندر بہت سے زہر ہین اور وہ مخلوق کا قبول کرنا اور سجدہ اژدہا ہے اول مصرع مین مال اور دوسرے مین جاہ کی مذمت ہے اور مال کی خرابی جاہ سے کم ہے یہ جاہ بڑی قاتل ہے اسکا مارا پانی بہی نہین مانگتا آگے فرماتے ہین کہ۔

ہائے اے فرعون ناموسی مکن   تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن

یعنی ہاے ارے فرعون نخوت مت کر اور تو تو شغال ہے تو طاؤسی مت کر یعنی جو کمالات کہ تمہارے اندر نہون اونکو ظاہر مت کرو اور اونکا دعوے مت کرو اسلئے کہ۔

سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی   عاجزی از جلوہ و رسوا شوی

یعنی طاؤسونکی طرف اگر تو ظاہر ہوگا تو تو جلوہ سے تو عاجز ہے تو رسوا ہی ہوگا یعنی جب کاملین کی برابری کا دعوی ہوگا اور وہ کمالات حاصل نہونگے تو امتحان کے وقت رسوا ہوگے اس سے بہتر ہے کہ پہلے ہی سے بچتے رہو۔

موسے و ہارون چو طاؤسان بدند   پرجلوہ بر سرو رویت زدند

یعنی موسے اور ہارون طاؤس کیطرح سے تو اونہونے پرجلوہ کو تیرے سر اور منہ پر مارا تو یہ ہوا کہ۔

زشتیت پیدا شد و رسوائیت   سرنگون رفتادی از بالائیت

یعنی تیری زشتی ظاہر ہوگئی اور تیری رسوائی اور تو اوس بلندی سے سرنگون ہوکر گر پڑا۔

چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب　　نقش شیرے رفت پیدا گشت کلب

یعنی جب تو نے کسوٹی دیکھی تو کھوٹے کی طرح سیہ ہوگیا اور تیرا نقش شیری جاتا رہا اور کتا ظاہر ہوگیا مطلب یہ کہ جن کمالات کو کہ تو ظاہر کرتا تھا وہ سارے زائل ہوگئے اور اصل حقیقت جو تھی وہ نکل آئی۔

اے سگ گرگین زشت از حرص جوش　　پوستین شیر را بر خود مپوش

یعنی ارے خارشتی بُرے کتے حرص وجوش سے تو شیر کی پوستین اپنے اوپر مت پہن اسلئے کہ۔

غرۂ شیرت بخواہد امتحان　　نقش شیر و آنگہ اخلاق سگان

یعنی تیرا غرۂ شیر تو مقتضی امتحان کو ہے اور نقش تو شیر جیسے اور اخلاق کتون جیسے ہیں تو پھر رسوائی نہو تو اور کیا ہو اور فرماتے ہین کہ۔

اے شغال بے جمال و بے ہنر　　ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر

یعنی ای بے جمال اور بے ہنر گیدڑ اپنے اوپر کسی قسم کا گمان طاؤسی مت کر۔

زانکہ طاؤسان کنندت امتحان　　خوار و بے رونق بمانی در جہان

یعنی اسلئے کہ طاوس تیرا امتحان کرینگے تو تو خوار بے رونق درمیان مین رہجاویگا۔ یہان بظاہر خطاب شغال وغیرہ کو ہے مگر مقصود وہ لوگ ہین جو دعوے کاذب کیا کرتے ہین اور مقصود یہ بیان کرتا ہے کہ میان ذرا شیخی مت کرو کہ اگر کاملین تمہارا امتحان لینے لگے تو اوسوقت فضول شرمندہ ہونا پڑیگا آگے آیت ولتعرفنھم فی لحن القول کی تفسیر کرتے ہین اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص کہ دعوی کاذب کرتا ہی اوسکے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا ہی اب سنو فرماتے ہین

شرح حبیبی

گفت یزدان مرنبی را در مساق ۔ یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

گر منافق زفت باشد نغز و ہول ۔ در شناسی مر ورا در لحن قول

چون سفالین کوزہا را می خری ۔ امتحانے میکنی اے مشتری

می زنی دستے بر آن کوزہ چرا ۔ تا شناسی از طنین اشکستہ را

بانگ اشکستہ دگرگون می بود ۔ بانگ چاوش است پیشش می رود

بانگ می آید کہ تعریفش کند ۔ ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

اوپر مدعی کاذب سے کہا تھا کہ دیکھ جھوٹے دعوے مت کر اہل اللہ تیرا امتحان کرینگے اور تو رسوا ہوگا اب مدعیان کاذب کے امتحان کا ایک واقعہ اور امتحان کا ایک طریق بیان فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو منافق لوگ مسلمانی کے جھوٹے دعوے کرتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکا امتحان کیا اور حق سُبحانہ نے اونکے امتحان کا ایک قاعدہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا وہ یہ کہ اونکی باتون میں اخلاص نہوگا اور کبھی کبھی ایسی باتیں بھی اونکی زبان سے نکل جائیں گی جو اونکے دعوے کے منافی ہونگی کیونکہ حق سُبحانہ فرماتے ہیں۔
ولتعرفنھم فی لحن القول یعنی اگر منافق بڑے سے بڑا اور شیریں کلام اور باہیبت و رعب بھی ہوگا تب بھی تم اوسکو ب ولہجہ اور گفتار سے معلوم کر لوگے کیونکہ اوسکی باتیں دلنشین نہ ہونگی۔

اور کبھی ایسی باتین بھی زبان سے نکل جائیں گی جو اوسکے دعوے کے خلاف ہونگی جیسے لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل وغیرہ جب یہ معلوم ہوگیا کہ اہل اللہ امتحان کرتے ہیں۔ اور اونکے امتحان کے لئے بہت طریقے ہیں منجملہ اونکے ایک آواز بھی ہے تو اب سمجھو کہ اس امتحان کی ضرورت ہے اور آواز سے امتحان ہوسکتا ہے دیکھو جب تم مٹی کے برتن خریدتے ہو تو پہلے اونکا امتحان کرتے ہو اور امتحان کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیوں محض اسلئے کہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو پس جبکہ مٹی کے برتن کے لئے امتحان کی ضرورت ہے تو اتنا بڑا دعوے کرنے والے کے لئے امتحان کی ضرورت نہو گی اور جب مٹی کا ٹوٹا ہوا برتن آواز سے پہچانا جا سکتا ہے تو فاسد القلب لوگ آواز سے کیون نہیں پہچانے جا سکتے ضرور پہچانے جا سکتے ہین یاد رکھو کہ جس طرح ٹوٹے ہوئے برتن کی آواز اور ہی قسم کی ہوتی ہے یون ہی فاسد القلب لوگونکی گفتار بھی دوسری ہی قسم کی ہوتی ہے جو اہل اللہ کی آواز سے نہیں ملتی۔ آواز بمنزلہ شاہی چوبدار کے ہے جو آگے آگے چلتا ہے پس جسطرح چوبدار بادشاہ کی آمد کو ظاہر کرتا ہے جو ہنوز معلوم نہین ہوتے یون ہی آواز اہل اللہ اونکے قلب مین شہنشاہ حقیقی کی اس آمد کو ظاہر کرتی ہے جو اوسکی شان کے مناسب ہے اور جسطرح فعل باوجود مصدر سے نکلنے کے اوسکی حالت یعنی قابل تغیر و اصلاح ہونے کو ظاہر کرتا ہے یون ہی لوگونکی آواز باوجود اسکے اونسے صادر ہونے کے اونکی لایق تغیر حالت باطنی کو ظاہر کرتی ہے۔

شرح شبیری

آیت وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ کی تفسیر جو کہ منافقونکے بارہ میں ہے

گفت یزدان مرنبی را در مساق - یک نشان سہلتر ز اہل نفاق

یعنی حق تعالے نے قرآن مجید مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بہت سہل نشانی اہل نفاق

کی یہ بتائی ہے کہ۔

گرمنافق زفت باشد نغز وہول   درشناسی مرد را در لحن قول

یعنی اگرچہ منافق بہت ڈیل اور خوب موٹا ہو (مگر) آپ اوسکی بات کے لہجہ سے معلوم کرینگے (کہ یہ منافق ہے) اسلئے کہ خلوص اور مکر تو بات کے لہجہ سے معلوم ہوجاتا ہے آگے اس آواز سے معلوم کرلینے کی ایک بڑے غضب کی مثال دیتے ہین کہ۔

چون سفالین کوزہا را می خری   امتحانے میکنی اے مشتری

یعنی جب مٹی کے برتن خریدتے ہو تو اے خریدار تم اوسکا امتحان (اسطرح) کیا کرتے ہو کہ۔

میزنی دستے بران کوزہ چرا   تا شناسی از طنین اشکستہ را

یعنی تم اوس برتن پر ہاتھ مارتے ہو کیونکہ آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لو۔

بانگ اشکستہ دگرگون می بود   بانگ چاوش است پیشش میرود

یعنی ٹوٹے ہوئے کی آواز ہی اور طرح کی ہوتی ہے اور آواز ایک نقیب ہے کہ جو اوسکے آگے جارہا ہے (اور پکار رہا ہے کہ بچ جاؤ یہ شخص فلان آتا ہے تو اوسکی برائی بہلائی معلوم ہوجاتی ہے

بانگ می آید کہ تعریفش کند   ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

یعنی آواز آتی ہے تاکہ اوسکی تعریف کردے مثل مصدر کے کہ فعل اوسکی تصریف کرتا ہے۔
مطلب یہ کہ آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے جیسے کہ یہ مصدر کہ اصل ہے اشتقاق مین اور مبداوہی ہے مگر فعل جو کہ تابع ہے اوسکی تعریف کرتا ہے مصدر اعلال مین اوسکے تابع ہوتا ہے تو دیکہو باوجودیکہ وہ تابع ہے مگر اعلال مین اوسکا معرف ہے اسی طرح اگرچہ آواز تابع ہے مگر اوسکی حالت کے بیان کیلئے ایسکی ضرورت ہے اور یہ آواز ہی اوسکی حالت کو بیان کرتی ہے

توجسطرح کہ اوسکی آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے اسیطرح منافقین اور غیر مخلصین اور مدعیین کی باتوں سے اونکے قلب کی حالت روشن ہوجاتی ہے اور سارا مکر ظاہر ہوجاتا ہے اور رسوا ہوتے ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چون حدیث امتحانے رو نمود
یاد م آمد قصۂ ہاروت زود

پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے
خود چہ گویم از ہزار انش یکے

خواستم گفتن دران تحقیقہا
تاکنون وا ماندم از تعویقہا

گوش دل را یک نفس این سو بدار
تا بگویم با تو از اسرار یار

حملۂ دیگر زبسیارش قلیل
گفتہ آید شرح یک جزوے زپیل

گوش کن ہاروت را ماروت را
اے غلام وچاکران ماروت را

مست بودند از تماشائے اِلٰہ
وز عجائبہائے استدراج شاہ

این چنین مستی ست ز استدراج حق
تاچہ مستیہا و ہد معراج حق

دانۂ دامش چنین مستی نمود
خوان انعامش چہا داند کشود

مست بودند و رہیدہ از کمند	ہائے وہوئے عاشقانہ میزدند
یک کمین و امتحان در راہ بود	صرصرش چون کاہ کہ را می ربود
امتحان میکرد شان زیر و زبر	کے بود سرمست را زینہا خبر
خندق و میدان پیش او یکیست	چاہ و خندق پیش او خوش مسلکیست

جبکہ امتحان کی یہان تک نوبت پہونچی تو اسپر مجھے قصہ ہاروت و ماروت یاد آگیا اس سے پیشتر بھی مین نے دفتر اول مین اسکو کسیقدر بیان کیا ہے اور اب بھی پورا تو کیا بیان کر سکتا ہون ہزارون حصوں مین سے ایک حصہ بیان کرونگا میرا ارادہ تہا کہ اسمین تحقیقات عجیبہ بیان کرون لیکن موانع کے سبب معذور رہا اب تم کو تہوڑی دیر کے واسطے اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے تاکہ مین تجہسے حق سبحانہ کے کچھ بہید ظاہر کرول دوسری بار بھی میں بہت نہ بیان کرونگا بلکہ بہت تھوڑا سا بیان کرونگا اور گویا کہ ہاتھی کے ایک ذرا سے جزو کی تشریح کرونگا اچھا اب تم قصہ ہاروت و ماروت سنو وہ بظاہر تماشا سے حق سبحانہ اور فی الحقیقت اس کے عجائبات استدراج کے سبب مست تھے اور اس بظاہر مشاہدہ جمال حق اور بباطن استدراج حق نے اون کو اس درجہ بیخود کر رکھا تھا کہ نفع و ضرر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے حتی کہ حق سبحانہ کے معارضہ میں دعوے عظمت کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور یاد رکھو کہ یہ وہ مستی نفسانی نہیں ہے جسکی فرشتون سے کلام اہل فن میں نفی کیگئی ہے بلکہ یہ قوی مدرکہ کا ایک خاص امر ہیں انہماک اور ماسوی کی طرف عدم التفات ہے اور اسکی فرشتوں سے نفی کی کوئی وجہ نہیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ جب استدراج حق سے اس قسم کی مستی اور انہماک حاصل ہو سکتا ہے تو قرب حق میں کیا کچھ مستی نہ ہوگی اور جب جال میں ڈالے ہوئے ایک دانہ نے ایسا مست کر دیا تو اوسکا خوان انعام کیا کچھ مستیوں کے دروازے

اسیر نہ کھولیگا غرض کہ وہ مست اور اس کمند امتحان سے آزاد تھے اور عاشقوں کی طرح ہا و ہو کرتے تھے یعنی محبت الہی کا دم بھرتے تھے لیکن راہ تقرب حق میں ایک سخت مہلکہ اور امتحان تہا جو اسقدر قوی تھا کہ اوسکی آمد ہی تنکے کی طرح پہاڑ کو اوڑا دیتی تھی اور بڑے بڑے ارباب استقلال کے حوصلے اوس سے ٹکرانے اور اوسکا مقابلہ کرنے سے پست ہوتے تھے اور وہ امتحان اونکو تہ و بالا کر رہا تھا لیکن وہ تو مست تھے اونکو کیا تنبہہ ہوتا مست کی تو حالت یہ ہوتی ہے کہ خندق اور میدان دونون اوسکی نظر میں یکسان معلوم ہوتے ہیں۔ اور اوسکو تو کنوان اور خندق بھی عمدہ شاہراہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ سے اوسکی تصدیق ہو گی۔

شرح شبیری

چون حدیث امتحان روئے نمود … یادم آمد قصۂ ہاروت زود

یعنی جب امتحان کی بات آگئی تو مجھے قصہ ہاروت و ماروت کا یاد آگیا مولانا نے کچھ قصہ ہاروت و ماروت بنابر علی المشہور دفتر اول کے اخیر میں بیان کیا ہے جو کہ کلید مثنوی دفتر اول سطر ثانی مین مذکور ہے یہان اوسیکی طرف اشارہ ہے کہ اب چونکہ بہت دور سے امتحان کا ذکر آرہا ہے اور ہاروت و ماروت کا بھی امتحان ہوا تھا اسلئے یہان اونکا قصہ بھی یاد آگیا آگے خود اوس پہلے مذکور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ۔

پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے … خود چہ گویم از ہزار انش یکے

یعنی اس سے پہلے میں نے اوسمین سے کچھ بیان کیا ہے اور خود کیا کہون ہزار مین سے ایک مطلب یہ کہ اوسکے اندر جو حقائق ہیں اونمین سے جو بیان کرونگا اور کرسکتے ہیں وہ ایسے ہیں۔ جیسے کہ ہزار میں سے ایک چیز بیان کیجاوے یعنی بہت تھوڑا سا بیان کیا جاسکتا ہے۔

خواستم گفتن دران تحقیقہا　　تاکنون وا ماندم از تعویقہا

یعنی مین نے اوسکے اندر کچھ تحقیقات بیان کرنا چاہے تھے مگراب تعویقات کی وجہ عاجز رہا

حملۂ دیگر زبسیارش قلیل　　گفتہ آید شرح یک عضوے زپیل

یعنی اب دوسری مرتبہ اُس مین سے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ہاتھی مین سے ایک عضو مطلب یہ کہ جیسے سارے ہاتھی کی نسبت اوسکا ایک عضو بہت ہی قلیل ہوتا ہے اسیطرح ان تحقیقات مین سے اب بھی تھوڑے ہی سے بیان ہوسکتی ہے۔

گوش کن ہاروت را ماروت را　　اے غلام وچاکران ماروت را

یعنی قصہ ہاروت و ماروت کو سُن لے وہ شخص کہ ہم تیرے منہ کے غلام اور نوکر ہیں دوسرا مصرعہ ایساہے جیسے کہ ہماری زبان میں بولتے ہین کہ میں تیرے مکھڑے کے قربان ذرا یہ بات سُن لے تو مولانا بھی غایت شفقت سے اسیطرح فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ۔

گوش دل را یک نفس این سو بدار　　تا بگویم با تو از اسرار یار

یعنی گوش دل کو ایک ذرا اودھر کرتا کہ مین تجھے اسرار یار میں سے کچھ بیان کرون یار سے مراد حق تعالےٰ مراد یہ کہ ذرا گوش دل سے سُنو تو ہم تم سے اسرار حق بیان کریں۔ آگے اونکا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

قصہ ہاروت اور ماروت کا اور حق تعالےٰ کے امتحان پر اونکی دلیری

مست بودند از تماشائے الہ　　وز عجایبہائے استدراج شاہ

یعنی وہ لوگ تماشائے حق مین مست تھے اور حق تعالے کی عجیب عجیب استدراجون سے
تماشائے حق سے مراد تجلیات مطلب یہ کہ وہ دونون تجلیات مین اسقدر مست ہو رہے
تھے کہ اونکو دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اونکو کبھی وہم بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم مردود
بھی ہوگئے اور انکو اس استدراج کی خبر نہ تھی کہ اونکو اس قرب میں استدراج ہے کہ وہ
مست ہو رہے ہین حالانکہ یہی اونکے لئے مہلک تہا۔

این چنین مستی است استدراج حق　　　تا چہ مستیہا دہد معراج حق

یعنی استدراج حق مین ایسی مستی ہے تو معراج حق تو کیا کچھ مستی دیگی مطلب یہ کہ دیکھو کہ جب
استدراج میں کہ اوسمین قرب اصلی ہوتا بھی نہین ایسی مستی ہے کہ دوسری طرف التفات ہی
نہیں ہے تو پھر جب معراج اور قرب ہوگا اسوقت تو دیکھو کیسی کچھ مستی ہوگی۔

دانہ دامش چنین مستی نمود　　　خوان انعامش چہا وا اندکشود

یعنی اونکے دانہ دام نے ایسی مستی دکھائی تو اوسکا خوان انعام تو کیا کچھ کھولنا چاہیگا۔
مطلب یہ کہ دیکھو اونکا امتحان ہوا تھا تو اسقدر مست ہوئے کہ اونکو دوسری طرف کی خبر
بھی نہ رہی تو بہلا جسکو کہ قرب حق اصل مین حاصل ہوا اوسکو تو کیا کچھ مستی حاصل ہوگی غرضکہ
اونکی یہ حالت تھی کہ۔

مست بودند و رہیدہ از کمند　　　ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند

یعنی مست تھے اور کمند سے چھوٹے ہوئے تھے اور عاشقون جیسی ہائے ہوئے کرتے تھے
مطلب یہ کہ چونکہ کبھی کمند مین پہنسے نہ تھے اسلئے مست تھے اور چھوٹے پھر رہے تھے اور
عاشق بنتے تھے۔

یک کمین و امتحان در راہ بود　　　صرصرش چون کاہ کہ را مے ربود

یعنی ایک کہانی اور امتحان راہ مین تہا اور اسکی ہوا کوہ کو کاہ کی طرح بجا تی تہی مطلب یہ کہ وہ مست تھے حالانکہ اونکی راہ میں اور اوس سلوک مین امتحان بھی تہا اور ایسا امتحان کہ اوسکی باد تند بڑے بڑے مضبوطوں کو ہلا دے بس اونکو اوسکی خبر نہ تہی اور وہ اوسی حالت مشاہدہ مین مغرور اور مست ہو رہے تھے۔

امتحان میکردشان زیروزبر　　　کے بود سرمست رازینہا خبر

یعنی حق اونکا امتحان زیروزبر کر رہے تھے او، سرمست کو اوسکی کب خبر ہوتی ہے مطلب یہ کہ حق تعالے نے تو اونکو استدراج مین مبتلا کر رکہا تھا اور اونکو اسکی خاک بھی خبر نہ تہی یہان ایک ذرا سا اشکال یہ ہوتا ہے کہ محققین نے کہا ہے کہ ملائکہ کے اندر شہوت نہیں ہوتی اسلئے کہ انکے اندر نفس نہیں ہوتا اور مولانا اونکو مست کہہ رہے ہیں تو یہان مست سے کیا مراد ہوگا تو بات یہ ہے کہ مستی دو قسم کی ہوتی ہے ایک مستی عقلی اور ایک شہوانی مثلاً ایک مستی اور سرور انسان کو اوسوقت ہوتا ہے جبکہ اوسکو کوئی نئی بات معلوم ہو یا کوئی خوشی ہو یا کوئی خیال سرور پختہ جم جاوے اور ایک شہوانی ہوتی ہے تو ملائکہ مین وہ مستی شہوانی تو نہ تہی ہان یہ مستی عقلی ضرور تہی کہ وہ اس خیال مین مگن تھے کہ ہم مقرب حق ہین بس اسی مستی کو مولانا بھی فرمارہے ہین اور یہ اونکی ملکیت کی بھی منافی نہین ہے آگے فرماتے ہیں کہ اوس سرمست کی یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

خندق و میدان بہ پیش او یکیست　　　چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے ست

یعنی خندق اور میدان اوس کے آگے سب ایک ہوتے ہیں اور کنوان اور خندق اوسکے آگے عمدہ راستہ ہین مطلب یہ کہ وہ اسقدر مست ہوتا ہے کہ اوسکو مضرات و مہلکات نافع اور خوش معلوم ہوتے ہین آگے بزکوہی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو جسطرح وہ مست ہوکر قعر کوہ کو میدان سمجہتا ہے اسی طرح جو مست ہوتے ہیں وہ بھی مہلکات کو نافع خیال کرتے ہین اور اوسطرف التفات نہیں کرتے۔

شرح حبیبی

آن بزِ کوہی بران کوہِ بلند	بر دود از بہرِ خوردے بے گزند
تا علف چیند بہ بیند ناگہان	بازیٔ دیگر ز حکمِ آسمان
بر کُہے دیگر براندازو نظر	مادہ بز بیند بر آن کوہ دگر
چشمِ او تاریک گردد در زمان	بر جہد سرمست زین کہ تا بدان
آنچنان نزدیک بنماید ورا	کہ دویدن گرد بالوعہ سرا
آن ہزاران گز دو گز بنمایدش	تا ز مستی میل جستن آیدش
چونکہ بجہد در فتد اندر میان	در میانِ ہر دو کوہِ بے امان
او ز صیادان بہ کُہ بگریختہ	خود پناہش خونِ او را ریختہ
نشستہ صیادان میانِ آن دو کوہ	انتظارِ آن قضائے با شکوہ
باشد اغلب صیدِ این بز اینچنین	ورنہ چالاکست و چست و خصم بین

رستم از چہ با سر و سبلت بود ‌ ‌ دام پاگیرش یقین شہوت بود

ہمچو من از مستی شہوت بہ بر ‌ ‌ مستی شہوت بہ بین اندر شتر

باز این مستی و شہوت در جہان ‌ ‌ پیش مستی ملک شد مستہان

مستی آن مستی این بشکند ‌ ‌ او بشہوت التفاتے کے کند

آب شیرین تا نخوردی آب شور ‌ ‌ خوش بود خوش چون درون دیدہ نور

قطرۂ از بادہ ہائے آسمان ‌ ‌ بر کند جان را از مے وز ساقیان

تا چہ مستیہا بود املاک را ‌ ‌ در جہالت روحہائے پاک را

کہ بہ بوئے دل بر آن می بستہ اند ‌ ‌ خم بادہ این جہان بشکستہ اند

جز مگر آنہا کہ نومید ند و دور ‌ ‌ ہمچو کفار نہفتہ در قبور

نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند ‌ ‌ خار ہائے بے نہایت کشتہ اند

دیکھو ایک پہاڑی بکرا خوراک حاصل کرنے کے لئے بے خطر ایک اونچے پہاڑ پر دوڑتا ہوا جاتا ہے تاکہ وہاں جا کر گھاس چرے لیکن قضائے آسمانی کا اوسکو کچھ اور ہی کرشمہ نظر آتا ہے

یعنی وہ دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے تو اوسکو بکری نظر پڑتی ہے پس اوسکو دیکھکر فوراً ہی اوکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاجاتا ہے اور وہ اس پہاڑ سے اوس پہاڑ پر جست کرتا ہے وہ پہاڑ باوجود بہت دور ہونے کے اوسکو اسقدر قریب اور آسان معلوم ہوتا ہے جیسا کہ گھر کے چوبچہ کے گرد پھرنا اور ہزاروں گز اوسکو دو گز دکھلائی دیتے ہیں حتی کہ مستی کے سبب اوسکو کودنے کی خواہش ہوتی ہے اور بالآخر وہ کودتا ہے لیکن جب وہ کودتا ہے تو فوراً ہی دونوں پہاڑوں کے درمیان میں گرجاتا ہے اس سے تم کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مستی کیا اثر رکھتی ہے اب فوائد زائدہ سنو دیکھو وہ شکاریوں سے بھاگا تھا اور سنے پہاڑ میں پناہ لی تھی لیکن خود اوسکی جائے پناہ ہی نے اوسکو ہلاک کردیا اور قضائے آلٰہی سے بچ نہ سکا۔ اور جن سے بچنا چاہتا تھا اونہیں کے قبضہ میں آگیا چنانچہ ان پہاڑوں کے درمیان حق سبحانہ کے قضائے یا شکوہ کے انتظار میں شکاری بیٹھے ہوئے تھے اونہوں نے اوسکو گرفتار کرلیا پس تم کو کبھی اپنی تدابیر پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہر کام مین حق سبحانہ پر نظر رکھنی چاہیئے چونکہ یہ بکرا بہت چست وچالاک اور اپنے دشمن کو پہچاننے والا ہوتا ہے لہذا اکثر اسکا شکاریوں ہی کیا جاتا ہے کہ اول اوسکو مغلوب شہوت کرکے اوسکے احساس کو باطل کیا جاتا ہے پھر گرفتار کرلیا جاتا ہے اسطرح سے بہت آسانی سے قبضہ میں آجاتا ہے واقعی یہ شہوت بہت بُری بلا ہے اگر کوئی شخص رستم بھی ہو اور بہت بڑا سر اور بڑی بڑی مونچھیں رکھتا ہو جو دلیل ہین اوسکی عالی دماغی اور بہادری کی تو بھی شہوت یقیناً اوسکے پاؤنکا جال ہوجائیگی کہ اوسکو ہلنے بھی نہ دیگی جب یہ معلوم ہوگیا کہ شہوت اسقدر خطرناک چیز ہے تو تم کو چاہیئے کہ میری طرح مستیٔ شہوت سے قطع تعلق کرو تم دیکھتے نہیں یہ مستی اونٹ سے بردبار اور متحمل جانور کی کیاگت بناتی ہے جب تم مستیٔ شہوت کی قوت سُن چکے تو اب سمجھو کہ فرشتوں کی مستی کے سامنے اس مستیٔ شہوت کی کچھ بھی حقیقت نہیں جب مستی ملکی حاصل ہوجاتی ہے تو وہ مستی شہوت کو توڑ پھوڑ کر رکھہ دیتی ہے پس جسکو اسقدر تیز اور قوی مستی حاصل ہو وہ معمولی مستی شہوت کو کیا خاطر میں لادیگا اور الحمد للہ کہ وہ مستی مجھے حاصل ہے اور اوسکی وجہ سے میں مستی شہوت کو کچھہ بھی نہیں سمجھتا یوں ہی تو بھی وہ مستی حاصل کر۔

اور اس مستی کو چھوڑ تجھے یہ مستی اسلئے عزیز ہے کہ تو نے وہ مستی نہیں دیکھی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جبتک آدمی شیرین پانی نہیں پیتا اسوقت تک وہ آب شور ہی کو نہایت لذیذ اور ایسا محبوب سمجھتا ہے جیسے آنکھ کا نور۔ لیکن جب وہ شیریں پانی پی لیتا ہے تو اوسکو منہ بھی نہیں لگاتا یا اور کہہ کہ شراب محبت حق اسقدر تند ہے کہ اوسکا ایک قطرہ پیکر دُنیاوی شراب اور اسکے ساقیوں سے بالکل سیری حاصل ہوجاتی ہے اور انکی طرف رُخ کرنے کو جی نہیں چاہتا اب تم اندازہ کرسکتے ہو کہ فرشتوں اور ارواح مقدسہ انسانیہ یعنی اہل اللہ میں مشاہدہ جلال کبریائی سے کیا کچھ مستیاں ہونگی کہ اونہوں نے تو اس شراب کے خم کے خم سپئے ہیں اب ہم ترقی کرکے کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو محض ہوا وسکی بُو سونگھ کر اس سے تعلق پیدا ہوگیا ہے انکی بھی یہ حالت ہوگئی ہے کہ دُنیا کے شراب کے خم کو توڑ ڈالا ہے پھر جن لوگوں نے اوسکو خوب سیر ہوکر پیا ہے اونکی کیا حالت ہوگی، ہاں جنکو اسکی ہوا بھی نہیں لگی ہے اور وہ اس سے یوں ناامید اور دُور ہوگئے ہیں جسطرح مرکر قبروں میں چھپ جانے والے کافر اور جو فلاح دارین سے ناامید ہوچکے ہیں اور اپنی راہ میں بے انتہا کا مٹے بوچکے ہیں اگر اس شراب کی حقیقت نہ سمجھیں اور اوسکے سوا دیگر شرابوں اور مستیوں میں ہمہ تن منہمک ہوں تو کچھ بعید نہیں۔

شرح شبیری

بزگوہی کے بکری کو دیکھکر مستی اور اوسکا ایک پہاڑ سے دوسرے پر کودنا

آن بزکوہی بران کوہ بلند　　　بر دواز بہر خورشے بے درنگ

یعنی وہ بز کوہی اوس بلند پہاڑ پر غذا کے لئے بے خوف وخطر دوڑتا ہے۔

تا علف چیند بہ بیند ناگہان　　بازئی دیگر ز حکم آسمان

یعنی (وہ دوڑتا ہے) تاکہ گھاس چرے تو ناگہاں حکم آسمانی کی وجہ سے ایک اور بازی دیکھتا ہے وہ یہ کہ۔

بر کہے دیگر بر اندازد نظر　　مادہ بز بیند بران کوہ دگر

یعنی اوس دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے تو اوس دوسرے پہاڑ پر مادہ بز کو دیکھتا ہے (تو بس یہ حالت ہوتی ہے کہ)

چشم او تاریک گردد در زمان　　بر جہد سرمست زین کہ تا بدان

یعنی اوسکی آنکھہ تاریک ہو جاتی ہے اوسوقت اور مست ہو کر اس پہاڑ سے دوسرے پر کودتا ہے

آنچنان نزدیک بنماید ورا　　کہ دویدن گرد بالوعہ سرا

یعنی وہ پہاڑ اوسکو ایسا نزدیک معلوم ہوتا ہے جیسے کہ گھر کے چوبچہ کے گرد دوڑنا مطلب یہ کہ جسطرح کہ اوسکو پہلانگ جانا آسان ہوتا ہے اسیطرح وہ اس پہاڑ سے دوسرے پر کودکر پہونچ جانا آسان سمجھتا ہے۔

آن ہزاران گز دو گز بنمایدش　　تا ز مستی میل جستن آیدش

یعنی وہ ہزاروں گز اوسکو دو گز دکہائی دیتا ہے یہاں تک کہ مستی سے کودنے کی رغبت اوسکو ہوتی ہے۔

چونکہ بجہد در فتد اندر زمان　　درمیان ہر دو کوہ بے امان

یعنی جبکہ کودتا ہے توان دونوں بے اماں پہاڑون کے درمیان میں گرپڑتا ہے۔

اوز صیادان بہ کہ بگریخت خود پناہش خون اوزار یخت

یعنی وہ صیادونسے پہاڑ میں بھاگا تھا اور خود اوسکی پناہ سنے اوسکا خون گرایا مطلب یہ کہ اگر میدان میں رہتا اور پہاڑ پر نہ جاتا تو کیوں وہاں سے گرکر مرتا بلکہ اگر وہاں کودتا بھی مرتا تو نہ

نشستہ صیادان میان آن دو کوہ انتظار آن قضائے باشکوہ

یعنی اُن دونوں پہاڑون کے درمیان میں صیاد اُن قضائے باشکوہ کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہین بس وہ شکار کر لیتے ہیں مولانا فرماتے ہیں۔

باشدا غلب صید این بز این چنین ورنہ چالاکست و چست و خصم بین

یعنی اکثر اوقات اس بکرے کا شکار اسطرح ہوتا ہے ورنہ یہ تو بڑا چالاک و چست اور دشمن کا دیکھنے والا ہے۔

رستم ارچہ با سر و سبلت بود دام پاگیرش یقین شہوت بود

یعنی رستم اگرچہ بڑی مونچھ اور سروالا ہو مگر یقیناً اوسکی پاگیر شہوت ہوتی ہے یعنی خواہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو مگر شہوت کے آگے وہ بھی مغلوب ہوجاتا ہے تو بس اسیطرح ایک قسم کی مستی ہاروت ماروت کو بھی وہ بھی اسی وجہ سے پھنس گئے اور پھر جو گت بنی وہ ظاہر ہے اور مولانا اس قصہ کو بنا بر علی المشہور لکھ رہے ہیں کہ اگر ایسا ہو تو یہ قصہ یوں ہے اور اگر یہ قصہ غلط ہو تو پھر مولانا کا بیان صرف تمثیل ہوجاویگا غرضکہ اسوقت اسکی صحت وغیرہ سے بحث نہیں ہے صرف اوسکے نتیجہ پر نظر ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

ہمچو من از مستی شہوت ببر مستی شہوت بہ بین اندر شتر

یعنی میری طرح مستی شہوت سے الگ ہوجاؤ اور مستی شہوت کو شتر کے اندر دیکھو مطلب یہ کہ بطور غوث بالنعمتہ کے فرماتے ہیں کہ جسطرح ہم نے شہوت کو ترک کر دیا ہے اسیطرح تم بھی قطع کر دو اور دیکھو شتر میں جو شہوت ہوتی ہے تو اوسوقت اوسکی کیا بُری گت بنتی ہے بس اسی کو اپنے اوپر قیاس کرلو۔

باز این مستیٔ شہوت در جہان   پیش مستیٔ ملک شد مستہان

یعنی پہر یہ مستی شہوت جہان مین اوس مستی ملک کے آگے ذلیل ہوگئی۔ اسلئے وہ مستی عقل اس مستی شہوت سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اسمین توانسان کو کچھ دوسری طرف کی بھی خبر رہتی ہے مگر اوس میں تو دوسری طرف التفات ہی نہیں ہوتا یہ اوس سے بھی بڑھکر ہوئی۔

مستیٔ آن مستیٔ این بشکند   او بہ شہوت التفاتے کے کند

یعنی اوسکی مستی اسکی مستی کو توڑ دیتی ہے اور وہ شہوت کی طرف التفات کب کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ مولانا اس مستی عقل کی جو کہ ملائکہ کو مشاہدۂ تجلیات سے ہوتی ہے رغبت دلا رہے ہین کہ اوسکو حاصل کرو تو اوس سے یہ مستی شہوت زائل ہوجاویگی اور رغبت اسلئے دے رہے ہین کہ وہ فی نفسہ تو محمود ہی ہے اگرچہ ایک عارض کی وجہ سے ہاروت ماروت کو مضر ہوئی مگر فی نفسہ کوئی مضر نہیں ہے ورنہ تمام ملائکہ کو مضر ہوتی تو یہں جبکہ وہ مضر بعارض ہے لہذا فی نفسہ وہ مطلوب ہوئی اور وہ عارض جو ہے وہ قابل اسکے ہوا کہ اوس سے حق تعالےٰ کی درگاہ میں پناہ مانگے پس جبکہ حق تعالےٰ کی مدد ہوگی تو انشاء اللہ پھر مضر نہوگی آگے فرماتے ہیں کہ۔

آب شیرین تا نخوردی آب شور   خوش نماید چون درون دیدہ نور

یعنی جب تک کہ تم نے آب شیرین نہیں پیا ہے اوسوقت تک آب شور ہی ایسا اچھا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ آنکھہ میں نور اچھا معلوم ہوتا ہے آب شیرین سے مراد تجلی حق اور

آب شور سے مراد مستی شہوت مطلب یہ کہ جب تک اوسکی مستی کو دیکھا نہیں ہے اوسیوقت تک تم کو یہ مستی دنیا بہلی معلوم ہو رہی ہے ورنہ جب اوسکو چکھہ لوگے تو پھر اس کی قدر بالکل جاتی رہے گی۔

قطرۂ از بادہ ہائے آسمان　　　برکند جان را زمے وساقیان

یعنی آسمانی شرابون کا ایک قطرہ بہی جان کو (ان ظاہری) شراب اور ساقیوں سے الگ کر دیتا ہے پس جبکہ وس شراب کے ایک قطرہ میں یہ خاصیت ہے تو۔

تا چہ مستیہا بود املاک را　　　وز جلالت روحہائے پاک را

یعنی کیا کچھ مستی فرشتوں کو ہوگی اور جلالت کی وجہ سے پاک ارواح کو کیا کچھ ہوگی۔ اسلئے کہ اونکی تو یہ حالت ہے کہ:

کہ بوئے دل دران مے بستہ اند　　　خم بادہ این جہان بشکستہ اند

یعنی کہ بو پر اوس مئے کی دل باندہے ہوتے ہیں اور اس جہان کی شراب کے مٹکے توڑ دیتے ہین مطلب یہ کہ اُن لوگونکی یہ حالت ہے کہ اونھوں نے اس جہان کی مستیوں کو ترک کر دیا اور اوسی مستی اصل کی طرف دل لگا رکہا ہے تو اونکو کیا کچھ مستی ہوگی آگے انھیں استثنا منقطع کے طور پر کچھ مستثنٰے فرماتے ہین کہ۔

جز مگر آنہا کہ نومید اند و دور　　　ہمچو کفار نہفتہ در قبور

یعنی مگر سوائے اونکے جو کہ ناامید اور دور ہین جیسے کہ کفار جو کہ قبور میں پوشیدہ ہیں مطلب یہ کہ جیسے کہ وہ لوگ ہین جو کہ کافر ہیں اور قبروں میں ہین وہ اس مستی سے بالکل ناامید اور دُور ہیں۔ اور اونکا تو ذکر ہی نہیں۔ ہان جو کہ مست ہیں اون کو سب کچھ حاصل ہے اور کفار کی تو یہ حالت ہے کہ۔

نا اُمید از ہر دو عالم گشتہ اند　　خار ہائے بے نہایت کشتہ اند

یعنی وہ لوگ دونون عالم سے نا اُمید ہو گئے ہیں اور اُن لوگون نے بے انتہا خار بوئے ہیں یعنی اعمال سیئہ کئے ہین لہذا اُنکو وہ مستی حاصل نہیں ہو سکتی آگے پھر قصہ بیان فرماتے ہیں

شرح حبیبی

پس زمستیہا بگفتند اے دریغ　　بر زمین باران بداد یے چو میغ

گستریدے دران بیداد جا　　عدل و انصاف و عبادات و وفا

این بگفتند و قضا می گفت بایست　　پیش پایت دام ناپیدا بسے ہست

ہین مرو گستاخ در دشت بلا　　ہین مران کورانہ اندر کربلا

کہ ز موی و استخوان ہالکان　　می نیابد راہ پائے سالکان

جملہ رہ استخوان موے و پئے　　بسکہ تیغ قہر لاشئے کردشئے

گفت حق کہ بندگان ما زعون　　بر زمین آہستہ می رانند ہون

پا برہنہ چون روند در خار زار　　خبر بہل و فکر ہر پرہیز گار

این قضا میگفت لیکن گوش شان	بستہ بود اندر حجاب جوش شان
چشمہا و گوشہا را بستہ اند	جز مگر آنہا کہ از خود رستہ اند
جز عنایت کہ کشاید چشم را	جز محبت کہ نشاند خشم را
جہد بے توفیق جان کندن بود	زار زنی کم گرچہ صد خرمن بود
جہد بے توفیق خود کس را مباد	درجہان واللہ اعلم بالرشاد

غرضکہ ہاروت وماروت مست تھے اور مستی میں یہ کہہ رہے تھے کہ اے کاش ہم زمین پر بکثرت پانی برساتے اور اس محل ظلم پر ہم عدل وانصاف عبادتیں اور وفائے حق سبحانہ پھیلاتے وہ تو یہ کہہ رہے تھے اور انسانوں پر بیوفائی ظلم فسق وفجور کی تعریفیں کر رہے تھے لیکن قضا کہہ رہی تھی کہ ذرا دم لو تمہارے پاؤں کے سامنے بھی بہت سے جال ہیں جن سے تم بھی نہیں بچ سکتے یہاں سے مولانا مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو صحرائے امتحان میں ان فرشتوں کی طرح اکڑ پن سے نہ چلنا اور اس دشت سراپا مصائب میں اندھا دھند نہ گھسنا۔ اسمیں غفلت کے ساتھ چلنے کے سبب سے ہلاک ہونے والوں کے اسقدر بال اور ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں کہ چلنے والوں کو راستہ بھی نہیں ملتا۔ چونکہ قہر حق سبحانہ نے بہت سے مغروریں اور عُجب رکھنے والوں کو ہلاک کیا ہے اسلئے تمام راہ میں ہڈیاں بال اور چھلکے بھی پڑے ہوئے ہیں پس تم کبھی اپنی طاعات پر گھمنڈ اور عصاۃ کی تحقیر نہ کرنا کیونکہ بندگان مقبولین کی یہ شان نہیں ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہیں عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ہونا

یعنی ہمارے خاص بندے ہماری مدد توفیق سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور اکڑ کر نہیں
چلتے پس جب رفتار میں بھی تکبر کو حق سبحانہ پسند نہیں کرتے تو طاعات میں کیونکر پسند
کرینگے غور تو کرو کہ جو شخص محتاط ہو اور پاؤں میں جوتے نہوں بلکہ ننگے پاؤں ہوں اور جنگل
کانٹوں سے پر ہو پس کیا ایسا شخص اس حالت میں بلا سوچے ایک قدم بھی رکھہ سکتا ہے
ہرگز نہیں پس تم کیسی بیفکری کے ساتھ صحرائے امتحان میں چلے جا رہے ہو خیر
تو قضا اسنے وہ کہہ رہی تھی جو ہم اوپر بتلا چکے ہیں لیکن انکے کانوں پر اونکی مستی نے
پردہ ڈال رکھا تھا کہ وہ مستی کے سبب اوسکو نہ سنتے تھے واقعی بات یہ ہے کہ جبتک
آدمی فنا نہیں ہو جاتا اسوقت تک علی تفاوت الاحوال کان بھی بند ہوتے ہیں۔ اور
آنکھیں بھی نہ وہ بہتری کو سن سکتا ہے نہ دیکھہ سکتا ہے ہاں جب فنائے تام
حاصل ہو جاتی ہے اوسوقت کان بھی پورے طور پر کھل جاتے ہیں اور آنکھیں بھی
اور آنکھوں کا کھول دینا حقیقۃً حق سبحانہ ہی کے قبضہ میں ہے جب وہ چاہتے ہیں
اسیوقت آنکھیں کھلتی ہیں لیکن اوس نے اپنی مشیت کیلئے بعض اسباب عادیہ مقرر
فرما دئے ہیں کہ جب اونکا وجود ہوتا ہے تو آنکھہ کھولنے کے ساتھ مشیت بھی
متعلق ہو جاتی ہے اور وہ سبب عشق و محبت حق سبحانہ ہے پھر عشق و محبت آتش خشم
کو فرو کر کے رحمت کو متوجہ کرتے ہیں اور وہ رحمت آنکھیں کھولدیتی ہے اور عشق و محبت
بھی توفیق حق سبحانہ ہی حاصل ہوتے ہیں اگر توفیق حق سبحانہ نہو تو محض کوشش تو
دو دسری ہی ہے اگر سیکڑوں کہلیا نو تجھے ہمارے بھی ہو تب بھی باجرہ کے ایک دانہ کے
برابر ہے خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق کے نہو اور حق سبحانہ سب کو توفیق عطا
فرماویں اور خدا ہی خوب صواب کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہی صواب ہے
جسکو توفیق دیتا ہے وہ بھی حکمت ہے اور جسکو نہیں دیتا اوسمیں بھی حکمت ہے۔
(تنبیہہ) یاد رکھو کہ مولانا نے عجب کو نہایت مضر بتلایا ہے اور عجب کبھی تو اپنی طاعات
پر ہوتا ہے اور کبھی طاعات پر تو نہیں ہوتا مگر اس عجب نہ ہونے پر عجب ہوتا ہے یعنی
یہ عجب ہوتا ہے کہ ہم میں عجب نہیں۔ وہلم جرا۔ اور ہر اوپر درجہ کا عجب نیچے والے

عجب سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اوپر والے عجب کا احساس مشکل سے ہوتا ہے لہٰذا وہ زیادہ خطرناک ہے۔

شرح شبیری

ہاروت و ماروت کا بشریت کی تمنا کرنا اور حق تعالےٰ کی غیرت

پس ز مستیہا بگفتند اے دریغ | بر زمین باران بدادیمے چو میغ

یعنی وہ مستیوں کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ کاش ہم زمین پر بارش (انصاف) بادل کیطرح برساتے مطلب یہ کہ وہ اسکی خواہش کیا کرتے تھے کہ ہم دنیا میں اگر ہوتے تو خوب انصاف کرتے اور بنی آدم کیطرح جور و ظلم نہ کرتے اس تمنا کے ضمن میں وہ بنی آدم کو ذلیل بھی سمجھتے تھے انکو ظالم اپنے کو منصف قرار دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ

گستریدیمے درین بیداد جا | عدل و انصاف و عبادات و وفا

یعنی اس بیداد کی جگہ میں ہم عدل اور انصاف اور عبادتوں اور وفا کو بچھاتے یعنی اگر ہم دنیا میں ہوتے تو یہ کام کرتے اور حق تعالےٰ کی خوب عبادت کرتے غرضکہ وہ اسی گھمنڈ میں تھے اور بنی آدم کو ذلیل اور ظالم کہا کرتے تھے۔

این بگفتند و قضا می گفت بیست | پیش پاتان دام ناپیدا بسےست

یعنی وہ تو یہ کہا کرتے تھے اور قضا کہتی تھی کہ ذرا ٹھہرو تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے پوشیدہ جال ہیں یعنی اس راہ میں بہت سے امتحانات ہیں جنسے کہ ابھی بے خبر ہو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ہین مرو گستاخ در دشت بلا　　ہین مرو کورانہ اندر کربلا

یعنی ارے دشت بلا میں گستاخانہ مت چل اور کربلا میں اندھوں کیطرح مت چل۔ دشت بلا اور کربلا سے مراد امتحانات اور راہ سلوک ہے مطلب یہ کہ بے خوف اور گستاخ ہوکر اس راہ کو قطع مت کر۔

کہ ز موئے و استخوان ہالکان　　می نیابد راہ پائے سالکان

یعنی ہالکین کے بالوں اور ہڈیوں کی وجہ سے چلنے والوں کا پاؤں راہ نہیں پاتا استخوان و موئے ہالک سے مراد امتحانات و عبرتیں ہیں یعنی اس راہ میں اسقدر امتحان اور عبرت ہیں کہ کہیں چلنے کو راستہ نہیں ملتا قدم قدم پر امتحانات موجود ہیں۔

جملۂ رہ استخوان و موئے و پئے　　بسکہ تیغ قہر لاشئے کرد شئے

یعنی تمام راہ میں ہڈیاں اور بال اور پاؤں ہی ہیں اور تیغ قہر نے بہت سی شئے کو لاشئے کر دیا یعنی بہت سے موجودات کو معدوم کر دیا ہے اور اونکے نشانات آج عبرت اور امتحانات کیلئے موجود ہیں لہذا ذرا سنبھلکر چلنا چاہیئے آگے اسکی تائید فرماتے ہیں کہ

گفت حق کہ بندگان جفت عون　　بر زمین آہستہ می رانند ہون

یعنی حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندے کہ منصور من الحق ہیں وہ زمین پر آہستہ اور ہونا چلتے ہیں تو جب وہ اسقدر آہستہ اور سنبھلکر چلتے ہیں جنکی بابت کہ قرآن شریف میں ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا تو پھر جو لوگ کہ ابھی اس راہ

ہیں شروع ہی مین قدم رکہہ رہے ہیں اونکو تو کسقدر احتیاط کی ضرورت ہوگی۔

پا برہنہ چون رود در خارزار　　　جز بہ میل و فکرت پرہیزگار

یعنی پرہیزگار پا برہنہ خارزار میں بغیر آہستگی اور فکر کے کب چلیگا مطلب یہ کہ جب بندگان خدا ہروقت سنبہلکر چلتے ہیں تو اگر وہ خارزار میں ہوں اور برہنہ پا ہوں تو پہر تو کیوں سنبہل کر نہ چلیں گے پس چاہیئے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو اور اپنے تقوی وطہارت کو کچھ نہ سمجہے بلکہ ہروقت حق تعالے سے ڈرتا رہے اب یہاں ایک اور باریک بات ہے کہ بعض لوگ جو کہ استغفار کرتے رہتے ہیں وہ سمجہیں گے کہ ہم تو ڈرتے رہتے ہیں تو یہ بھی غرہ ہے اس سے ڈرتے ہی رہیں پھر جو لوگ کہ اس سے ڈریں گے وہ بھی بیفکر نہوں وہلم جرا بس خلاصہ یہ ہے کہ اپنی کسی حالت پر مغرور نہ ہو بلکہ ہروقت حق تعالے سے استغفار کرتا رہے اور خود اس استغفار پر استغفار کرے جہانتک ہوسکے ہروقت خوف میں رہے کسی وقت بھی مغرور نہ ہو کہ یہ بہت بڑا حجاب ہے ان ہاروت و ماروت کو یہی تو پیش آیا کہ انہوں نے کہا کہ یا الہی جس طرح انسان آپکی نافرمانی کرتا ہے ہم کبھی نہ کریں تو ارشاد ہوا کہ تمہارے نفس نہیں ہے اسلئے نہ کروگے تو بولے کہ اگر آپ ہمارے نفس بھی رکہہ دیں تب بہی ہم نہ کرینگے اسلئے کہ انکو غرہ تہا بس پھر امتحان ہوا اور نفس رکہا گیا۔ آخر ناکامیاب ہوئے نعوذ باللہ۔

این قضا میگفت لیکن گوششان　　　بستہ بود اندر حجاب جوششان

یعنی قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن اونکے کان اونکے حجاب کے جوش میں بند ہو رہے تھے وہ جو انکو جوش تقوی تہا اوسیں اندہے ہو رہے تھے کہیں کی خبر نہ تھی مولانا فرماتے ہیں کہ۔

چشمہا و گوشہا را بستہ اند　　　جز مر آنہا را کہ از خود رستہ اند

یعنی آنکہوں کو اور کانوں کو انہوں نے بند کر رکہا ہے سوائے اونکے جو اپنے سے

چھوٹے ہوئے ہیں مطلب یہ کہ جو لوگ کہ درجۂ فنا حاصل کر چکے ہیں وہ تو مستثنیٰ ہیں ورنہ اور تو سب اپنے گوشس وچشم کو بند کئے ہوئے ہیں۔

جز عنایت کہ کشاید چشم را　　　جز محبت کہ نشاید خشم را

یعنی عنایت کے سوا اور کون آنکھ کو کھول سکتا ہے اور سوائے محبت کے غصہ کو کون بجھا سکتا ہے لہذا ہر وقت عنایت اور حب حق کے طالب ہو کہ اسی سے کام بنے گا۔

جہد بے توفیق جان کندن بود　　　زار زنے کم گرچہ صد خرمن بود

یعنی بے توفیق (حق) کے کوشش جان کندن ہوتا ہے اور ارزنی سے بھی کم ہوتی ہی اگرچہ سو خرمن ہو۔ مطلب یہ کہ جب توفیق حق نہ ہو تو کتنی ہی کوشش کرو سب بیکار ہوتی ہے لہذا حق تعالےٰ سے توفیق کی درخواست کرو آگے مولانا دعا فرماتے ہیں کہ۔

جہد بے توفیق خود کس را مباد　　　در جہان واللہ اعلم بالسداد

یعنی خدا کرے جہد بے توفیق تو عالم میں کسیکو نہ ہو واللہ علم بالصواب اور یہ تجربہ ہے کہ اگر انسان کام شروع کردے اور نیت خالص حق تعالےٰ کیلئے ہو تو پھر توفیق ہو ہی جاتی ہے انشاء اللہ۔ آگے فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو روکنے کیلئے تدبیر کرنیکا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو چونکہ وہ ایک بے دینی کا کام کر رہا تھا اسلئے اوسکو توفیق نہ تھی لہذا کامیاب نہ ہوسکا اسیطرح اگر سالک کو اوسکے کام میں توفیق حق نہ ہو تو اوسکے ناکام رہنے کا بھی خوف ہے۔

شرح حبیبی

جہد فرعونے چو بے توفیق بود　　　ہرچہ او میدوخت آن تفتیق بود

از منجم بود در حکمش ہزار — وز معبر بود و ساحر بیشمار

مقدم موسے نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و ملکش را خراب

با معبر گفت و با اہل نجوم — چون بود دفع خیال و خواب شوم

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہ زادن را چو رہزن بر زنیم

تا رسید آن شب کہ مولد بود آن — راے آن دیدند آن فرعونیان

کہ برون آرند آن روز از پگاہ — سوئے میدان بزم و تخت پادشاہ

پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادیہا کنند از ہر کنار

الصلا اے جملہ اسرائیلیان — شاہ میخواند شما را زان مکان

تا شما را رو نماید بے نقاب — بر شما احسان کند بہر ثواب

کان اسیران را بجز دوری نبود — دیدن فرعون دستورے نبود

گر فتادندے برہ در پیش او — بہر آن یاسہ بخفتندے برو

پاسبان آن بُد که نه بیند هیچ اسیر
درگه و بیگه لقائے آن امیر

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود
تا نه بیند رو بہ دیوار سے کند

ور بہ بیند روئے آن مجرم شود
انچہ بدتر بر سر او آن رود

بود شان حرص لقائے ممتنع
کہ حریص است آدمے فیما منع

شد منادی در محلہا روان
بانگ میزد کو بکوشادی کنان

کاے اسیران سوئے میدان کہ وید
کز شہنشاہ دیدن و جود ست امید

چون شنیدند آن مژدہ اسرائیلیان
تشنگان بودند و بس مشتاق آن

زین خبر گشتند جملہ شادمان
راہ میدان برگرفتند آن زمان

حیلہ را خوردند آن سو تافتند
خویشتن را بہر جلوہ ساختند

تا رود آنجا بہ بیند یار او
تا چہ خاصیت دہد دیدار او

از غرض غافل بدند و بیخبر
وز طمع رفتند بیرون سر بسر

ہمچنان کان جا مغول حیلہ دان — گفت میجوئیم کسے از مصریان

مصریان را جمع آرید این طرف — تا در آرم آنکہ می جوئیم بکف

ہر کجا بد مصرئے جمع آمدند — گردن ایشان بدان حیلہ زدند

شومیٔ آنکہ سوئے بانگ نماز — داعی اللہ را بزدند بے نیاز

دعوت مکار شان اندر کشید — الحذر از مکر شیطان اے رشید

بانگ درویشان و محتاجان نیوش — تا نگیرد بانگ محتالیت گوش

گر گدایان طامع اند و زشت خو — در شکم خواران تو صاحبدل بجو

در تگ دریا گہر با سنگہاست — فخرہا اندر میان ننگہاست

پس بجوشیدند اسرائیلیان — از پگہ تا جانب میدان دوان

چون بحیلت شان بمیدان برد او — روئے خود بنمود شان بس تازہ رو

کرد دلداری و بخششہا بداد — ہم عطا ہم وعدہا کرد آن قباد

بعد ازان گفت از برائے جان تان	جملہ در میدان بخسپند اشبان
پاسخش دادند کہ خدمت کنیم	گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

اب مولانا اپنے بیان بالا کی واقعہ سے تائید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو فرعون کی کوشش کے ساتھ توفیق الہی شامل حال نہ تھی لہذا اوسکا سینا حقیقت میں پھاڑنا تھا یعنی اوسکی سعی مثل عدم سعی کے تھی تفصیل اسکی یہ ہے کہ اوسکی گورنمنٹ میں بہت سے منجم اور ہزاروں تعبیر دینے والے اور بکثرت ساحر تھے جبکہ موسٰی علیہ السّلام کی تشریف آوری کو حق سُبحانہ نے خواب میں فرعون کو اس صورت سے دکہلایا کہ وہ فرعون اور اوسکے ملک کو تباہ و برباد کرتے ہیں تو اونے تعبیر دینے والوں اور منجموں سے مشورہ کیا کہ اس منحوس خواب وخیال کا توڑ کیونکر ہوسکتا ہے اور ایسی کونسی تدبیر ہوسکتی ہے جسکے سبب ہم اوسکے ضرر سے بچ جائیں اون سب نے کہا کہ حضور مطمئن رہیں ہم تدبیر کرلینگے اور ہم ڈاکوؤنکی طرح اوسکے پیدا ہونے ہی میں مزاحم ہوجائینگے۔ اوسوقت تو قبعت رفت وگذشت ہوا لیکن جسوقت وہ رات آنے کو ہوئی جسمیں حضرت موسٰی علیہ السّلام شکم مادر میں تشریف لانے والے تھے اوسوقت اونکی یہ رائے ہوئی کہ آج صبح ہی سے بزم شاہی اور تخت فرعونی میدان میں منتقل ہوجاوے اوسکے بعد یہ حکم دیا کہ چاروں طرف شہر میں صاف طور پر یہ منادی کرادیجاوے کہ اے بنی اسرائیل تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بادشاہ سلامت تم کو یہاں سے اپنے پاس بلاتے ہیں اور غرض یہ ہے کہ تم کو بلا نقاب اپنا چہرہ دکہلائیں اور تم پر احسان کریں۔ اس حکم اور اعلان کو بہ نسبت اور صورتوں کے زیادہ مؤثر خیال کیا گیا کیونکہ اون قیدیوں (بنی اسرائیل) کو قرب شاہی حاصل تھا ہی نہیں حتیٰ کہ اونکو فرعون کے دیکھنے تک کی اجازت نہ تھی اونکی یہ حالت تھی کہ اگر راستہ میں کہیں اسکے سامنے پڑجاتے تھے تو بنا بر قانون سلطنت کبھی کبھی

منہ کے بل گر پڑتے تھے اسلئے کہ قانون یہ تھا کہ کوئی اسرائیل کسی وقت اور کسی حالت میں
بادشاہ کی صورت نہ دیکھے اور جب نقیبوں کی آواز اوسکے کانوں میں آئے تو دیوار کی
طرف منہ کرلے یا زمین پر اوندھے منہ گر جائے تاکہ بادشاہ کا چہرہ نہ دیکھ سکے اگر کوئی
بادشاہ کا چہرہ دیکھیگا تو مجرم قرار پائیگا اور سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہوگا اسلئے
اونکو دیدار کی بے انتہا خواہش تھی جس سے کہ قانوناً اونکو روکا گیا تھا اسلئے کہ قاعدہ ہے۔
کہ جس سے آدمی کو روکا جاتا ہے اوسکی اوسکو زیادہ رغبت ہوتی ہے غرض جب یہ امر طے
پا گیا اور حکم بھی نافذ ہو گیا تو منادی کرنے والا محلوں میں گھومنے لگا اور خوشی خوشی گلی کوچوں
میں یہ اعلان کرنے لگا کہ اے بنی اسرائیل میدان میں چلو کہ آج امید ہے کہ بادشاہ کا
دیدار بھی تم کو نصیب ہوگا اور اوسکی طرف سے تم کو بہت کچھ انعام واکرام بھی ملیگا۔ جب
بنی اسرائیل نے یہ خوشخبری سنی تو شربت دیدار کے پیاسے اور مشتاق تو تھے ہی یہ خبر سنکر
بہت خوش ہوئے اور فوراً میدان کا راستہ لیا یہ لوگ اوسکی چال میں آگئے۔ اور
حسب حیثیت اپنے اپنے کو دیدار کیلئے موزون بناکر چل کھڑے ہوئے تاکہ وہاں جاکر
اپنے مطلوب کو دیکھیں۔ دیکھیں تو سہی اوسکے دیدار میں کیا خاص بات ہے جسکے سبب
اب تک ہم کو اوس سے روکا گیا تھا وہ یہ خیال کر رہے تھے مگر اصل مقصد کی اونکو بالکل
خبر نہ تھی اور طمع دیدار میں سب کے سب باہر چلے جا رہے تھے یہ واقعہ بالکل ایسا ہی ہے
جیسا کہ چالباز مغل نے کہا کہ مجھے ایک مصری شخص کی ضرورت ہے تم سب مصریوں کو جمع
کرو تاکہ جسکی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے اعلان کیا گیا کہ سب مصری
جمع ہو جائیں فلاں ضرورت ہے اسیر جہاں کوئی مصری تھا کھنچا چلا آیا اور سب ایک جگہ
جمع ہو گئے اسکے بعد اونکو ایک ایک کرکے امیر کے سامنے پیش کیا جب کوئی شخص پیش
ہوتا تو کہدیتا یہ نہیں ہے یہ کہکر اوس سے کہتا کہ آپ فلاں گوشہ میں ایک طرف کو بیٹھ جائیں
اسی طرح سے سب ایک مکان میں جمع ہو گئے اور جب دیکھا کہ کوئی باقی نہیں رہا تو حکم دیدیا
کہ سب کو قتل کردو اس تدبیر سے سب کی گردن ماردیگئی اور اونکو احساس بھی نہ ہوا تھا
کہ ہم کو بلانے سے اصل غرض کیا ہے اب سنو کہ یہ تباہی ان پر کیوں آئی بات یہ ہے

کہ یہ نحوست تھی اسکی کہ وہ اذان سُنکر اوسکی طرف نہ چلتے تھے اور حق سبحانہ کی منادی کی بات نہ مانتے تھے پس حق سبحانہ نے اُنکو یہ سزا دی کہ ایک مکار کی منادی پر وہ کھنچے چلے آئے اور ہلاک ہو گئے پس اس واقعہ سے تم کو سبق لینا چاہیئے اور شیطان کے مکر سے بہت بچنا چاہیئے کیونکہ اوسکا انجام ہلاکت ہے اور فقیروں اور محتاجوں کی ندا کو سُننا چاہیئے مبادا کسی حیلہ گر کی آواز تمہارا کان پکڑے اور تم اوسکی اطاعت پر مجبور ہو کر ہلاک ہو جاؤ یہ مانا کہ بھکاری لوگ بہت طامع ہوتے ہیں اور اونکی خصلت بہت بُری ہوتی ہے لیکن اُنہیں بہت کھانے والے حریفوں نہیں تم کو کبھی صاحبدل کا جویاں رہنا چاہیئے اسلئے کہ دیکھو کہ دریا کی تہ میں موتی اور پتھر ملے ہوتے ہین اور بری باتوں میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں پس تم کو سبکو ایک لکڑی نہ ہانکنا چاہیئے بلکہ سب کو لے لینا چاہیئے اور پھر اچھوں کو الگ اور بروں کو الگ کر دینا چاہیئے (بھیک مانگنے والون میں اہل اللہ کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ضرورت سلوک اور کبھی ضرورت طبعی با جازت شرعی اونکو اسکے اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے لیکن ہر بھیک مانگنے والے کا معتقد بھی نہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ مولانا نے خود فرما دیا ہے کہ سب اچھے نہیں ہوتے بلکہ اکثر بُرے ہوتے ہیں اور بہت کم اچھے ہوتے ہیں مگر ہوتے ضرور ہیں) غرضکہ بنی اسرائیل ہر طرف سے اُبل پڑے اور صبح ہی سے میدان کی طرف روانہ ہو گئے جب فرعون نے ان کو اس تدبیر سے میدان میں کھینچ لیا تو بہت خوش ہو کر اپنا مُنہ دکھلایا اور بہت خاطر کی اور بہت کچھ داد و دہش کی اور بہت کچھ وعدے بھی کئے کہ ہم تم کو یہ رعائتیں دینگے اور بڑے بڑے عہدے دینگے وغیرہ وغیرہ اوسکے بعد کہا کہ اسوقت آپ صاحبان کی مصلحت اسی میں ہے کہ آپ لوگ آج رات کو یہیں آرام کریں اور صبح کو اپنے اپنے مکان تشریف لیجاویں اونہوں نے جواب دیا کہ ہم نہایت خوشی سے تعمیل حکم کیلئے حاضر ہیں یہ تو ایک رات ہے اگر حضور کی خوشی ہو تو ہم ایک مہینہ تک یہیں رہ سکتے ہیں۔

شرح شبیری

فرعون کا موسیٰ علیہ السّلام کی آمد کا خواب دیکھنا اور اوسکا تدارک کرنا

جہد فرعونی چو بے توفیق بود — ہرچہ او میدوخت آن تفتیق بود

یعنی فرعون کی کوشش چونکہ بے توفیق حق کے تھی سو جو وہ سی رہا تھا وہ پھاڑ تھا یعنی جو تدبیر کرتا تھا اوسکا اثر اولٹا ہی ہوتا تھا۔

از منجم بود در حکمش ہزار — وز معبر نیز و ساحر بے شمار

یعنی اوسکے حکم میں نجومیوں میں سے بھی ہزاروں تھے اور معبرین اور ساحرین میں سے بھی بے شمار تھے۔

مقدم موسے نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و ملکش را خراب

یعنی قضا و قدر نے موسے علیہ السلام کی آمد اوسکو خواب میں دکھائی (اور یہ دکھایا) کہ وہ فرعون اور اوسکے ملک کو خراب کر دینگے۔

با معبر گفت و با اہل نجوم — چون بود دفع خیال و خواب شوم

یعنی اوسنے اس خواب کو معبرین اور نجومیوں سے کہا (اور یہ بھی کہا) کہ اس منحوس خواب وخیال کا دفعیہ کسطرح ہوگا۔

جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم راہ زادن را چو رہزن می زنیم

یعنی اون سب نے کہا کہ ہم ایک تدبیر کرتے ہیں اور پیدا ہونے کی راہ کو رہزنوں کی طرح مارتے ہیں یعنی ہم پیدائش ہی کو بند کر دینگے اور ایسی تدبیر کرینگے کہ اول سے نطفہ ہی نہ ٹہرے

تا رسیدن آن شب کہ مولد بو آن رائے این دیدند آن فرعونیان

یعنی یہانتک کہ وہ رات آگئی جو کہ وقت علوق تھا تو اون فرعونیوں کی یہ رائے ہوئی کہ۔

کہ برون آرند آن روز از پگاہ سوئے میدان بزم و تخت بادشاہ

یعنی آج صبح ہی سے بزم اور تخت شاہی کو باہر میدان میں لاویں مطلب یہ کہ آج جلوس باہر جنگل میں ہو۔

پس بفرمودند در شہر آشکار کہ منادی ہا کنند از شہریار

یعنی پھر اون لوگون نے شہر میں صاف طرح کہدیا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ منادی کردو کہ۔

الصلا اے جملہ اسرائیلیان شاہ میخواند شمارا زان مکان

یعنی اے جماعت اسرائیلیو بخشش ہے اور تم کو بادشاہ اوس مکان سے (جسمیں تم رہتے ہو) بلاتا ہے یعنی منادی کرادی کہ اے قوم اسرائیل آج تم کو بادشاہ بلاتا ہے اور انعام بھی دیگا اور یہ ارادہ ہے کہ۔

تا شمارا رو نماید بے نقاب بر شما احسان کند بہر ثواب

یعنی تاکہ تم کو بے حجاب ہو کر منہ دکہادے اور تم پر ثواب کیلئے احسان کرے اور یہ منادی اسلئے تھی کہ۔

کان اسیر از عجز دورے نبود　　دیدن فرعون دستورے نبود

یعنی اون رغبت والونکو عجز دوری کے کچھہ نہ تہا اور فرعون کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی بلکہ یہ حالت تھی کہ۔

گر فتادندے برہ در پیش او　　بہر آن یاسہ بخفتندے برو

یعنی اگر کہیں راہ میں اوسکے سامنے پڑ جاتے تو اوس قاعدہ کیوجہ سے اوندہے مُنہ لیٹ جاتے۔

یاسہ آن بُد کہ نہ بیند ہیچ اسیر　　درگہ و بیگہ لقائے آن امیر

یعنی قاعدہ یہ تھا کہ کوئی رعیت والا وقت بیوقت میں اوس بادشاہ کی لقا کو نہ دیکھے۔ مطلب یہ کہ تکبر اور غرور کی یہ حد تھی کہ کسیکو چہرے کے دیکھنے کی اجازت نہ تھی نعوذ باللہ منہ سچ یہ ہی کہ وہ خبیث چہرہ اس قابل بھی نہ تھا کہ کوئی اسے دیکھے اور یہ حکم تھا کہ۔

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود　　تا نہ بیند رو بدیوارے کند

یعنی کہ جب نقیبوں کی آواز کوئی راہ میں سنے تو ہرگز منہ نہ دیکھے بلکہ اپنا منہ دیوار کیطرف کو کرلے

ور بہ بیند روئے او مجرم شود　　آنچہ بدتر بر سر او آن رود

یعنی اور اگر کوئی دیکھہ لے تو وہ مجرم ہوتا تھا اور جو بدتر سزا ہوتی تھی اوس پر جاری ہوتی تھی۔

بود شان حرص لقائے ممتنع　　کہ حریص است آدمی فیما منع

یعنی اونکو اس منع کی ہوئی ملاقات کی حرص تھی اسلئے کہ انسان جس چیز سے منع کیا جاتا ہے اوسکا حریص ہوتا ہے تو چونکہ اون لوگوں کو منہ دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ لہذا آج اوسکے دیکھنے کے سب مشتاق ہوگئے۔

فرعون کا بنی اسرائیل کو ولادت موسوی کے روکنے کے لئے میدان میں حیلہ سے بلانا

شد منادی در محلتہا روان بانگ میزد کو بکوشادی کنان

یعنی منادی تمام محلوں میں خوشی کرتا ہوا اور آواز لگاتا ہوا پھر گیا اور وہ یہ کہتا تھا کہ۔

کای اسیران سوئے میدان کہ وید کز شہنشاہ دیدن و جودست امید

یعنی اے رعیت والو میدان کیطرف جاؤ واسطے کہ بادشاہ سے دیدار اور عطا دونوں کی امید ہی۔

چون شنید آن مژدہ اسرائیلیان تشنگان بودند وبس مشتاق آن

یعنی جب اسرائیلیوں نے یہ مژدہ سُنا تو وہ اوسکے بہت ہی پیاسے اور مشتاق تھے۔

زین خبر گشتند جملہ شادمان راہ میدان برگرفتند آن زمان

یعنی اس خبر سے سب خوش ہوگئے اور اسیوقت میدان کی راہ سب نے اختیار کی۔

حیلہ را خوردند آن سو تافتند خویشتن را بہر جلوہ ساختند

یعنی دہوکہ کھا گئے اور اوسطرف دوڑے اور اپنے کو جلوہ کیواسطے انھون نے تیار کیا۔

تا روند آنجا بہ بیند یار او تا چہ خاصیت دہد دیدار او

یعنی تاکہ جا کر وہ اپنے یار کو دیکھیں کہ اوسکا دیدار کیا خاصیت دیتا ہے اس شوق میں سب چل دئے۔

ازغرض غافل بُدند و بے خبر   وزطمع رفتند بیرون سربسر

یعنی وہ غرض سے تو غافل اور بیخبر تھے اور طمع کی وجہ سے وہ باہر کیطرف سربسر چلے گئے آگے ایک حکایت اس دہوکہ دہی سے بلاکر جمع کر لینے کی بیان کرتے ہیں۔

ایک حکایت تمثیل میں

ہمچنان کاینجا مغول حیلہ دان   گفت میجویم کسے از مصریان

یعنی اسیطرح یہان (یعنی ہمارے ملک میں) ایک مغل حیلہ داں نے کہا کہ مجھے مصریوں میں سے ایک شخص کی ضرورت ہے۔

مصریان را جمع آرید این طرف   تا در آید آنکہ میجویم بہ کف

یعنی (ملازمون سے کہا کہ) مصریون کو اس طرف جمع کرو تا کہ جسکی مجھے تلاش ہے وہ ہاتھ لگ جاوے۔

ہر کجا ئید مصرے جمع آمدند   در بر آن میر یک یک می شدند

یعنی جہان کہیں کوئی مصری تھا وہ سب جمع ہو گئے اور اس امیر کے پاس آگئے۔

ہر کہ می آمد بگفتا نیست این   ہین درخواجہ دران گوشہ نشین

یعنی جو کوئی آتا وہ مغل کہتا یہ نہیں ہے ہان ذرا تم اوس گوشہ میں بیٹھ جاؤ۔ ایک خاص جگہ سب کو بتا دی تا کہ سبکو قبضہ میں کرلے۔

تا بدین شیوہ ہمہ جمع آمدند　　گردن ایشان بدان حیلہ زدند

یعنی یہانتک کہ اس حیلہ سے سب جمع ہوگئے تو اون سب کی گردن اوس نے اس حیلہ سے ماری مولانا فرماتے ہیں۔

شومی آنکہ سوئے بانگ نماز　　داعی اللہ را نبردندے نیاز

یعنی یہ اسکی نحوست تھی کہ اذان نماز کیطرف اللہ کے پکارنے والے کی نیاز نہ لیجاتے تھے۔

دعوت مکارشان اندرکشید　　الحذر از مکر شیطان اے رشید

یعنی ایک مکار کی دعوت نے اونکو کھینچ لیا تو اے رشید مکر شیطان سے ذرا بچتے رہنا۔

بانگ درویشان و محتاجان بنوش　　تا نگیرد بانگ محتالیت گوش

یعنی درویشوں اور محتاجوں کی آواز سن تاکہ تمہارا کان کسی محتال کی آواز کو نہ قبول کرے

گر گدایان طامع اند و زشت خو　　در شکم خواران تو صاحبدل بجو

یعنی اگر فقیر طامع اور زشت خو ہیں تو تو ان شکم خواروں ہی میں صاحبدل کو تلاش کر۔ اسلئے کہ بعض مرتبہ بعض بزرگوں نے خود اپنے کبر کے علاج کے لئے سوال اختیار کیا ہے یا یہ ہو کہ اوسکو اجازت شرعی ہو اسلئے مانگتا ہو لہذا سب کی خدمت کرو کہ اون ہی میں ایک صاحبدل بھی ملجاویگا اسکی ایسی مثال ہے کہ۔

در تگ دریا گہر با سنگہاست　　فخرہا اندر میان ننگہاست

یعنی قعر دریا میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں اور بہت سے فخر درمیان شرمندگیوں کے ہیں تو جب موتی کی تلاش ہو تو دریا سے موتی اور پتھر سب بٹول لو اسی میں موتی

ہیں اسیطرح سب کی خدمت کرو ان ہی میں صاحبدل ملجاوینگے آگے پھر اسرائیلیونکا قصہ ہے کہ۔

پس بجوشیدند اسرائیلیان　　　ازپگہ تا جانب میدان روان

یعنی بس بنی اسرائیل اوبل پڑے اور صبح سے میدان کی جانب روانہ ہوگئے۔

چون بحیلت شان بمیدان برد او　　　روئے خود بنمود شان بس تازہ رو

یعنی جبکہ سبکو حیلہ سے وہ (فرعون) میدان میں لیگیا تو اونکو خوش ہوکر چہرہ (منحوس) دکہادیا

کرد دلداری و بخششہا بداد　　　ہم عطا ہم وعدہا کرد آن قباد

یعنی دلداری کی اور انعامات دیئے اور عطا بھی کی اور اوس بادشاہ نے وعدہ کو بھی پورا کیا

بعد ازان گفت از برائے جان تان　　　جملہ در میدان بخسپید امشبان

یعنی اوسکے بعد کہا کہ اپنی جانون کے واسطے سب آج کی رات اس میدان ہی میں سورہو برائے جان تان ایسا ہے جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ تمہیں اپنی جان کی قسم جب اونے یہ کہا تو۔

پاسخش دادند کہ خدمت کنیم　　　گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

یعنی اون سب نے اوسکو جواب دیا کہ ہم تو خدمتگار ہین اگر آپ چاہیں تو ہم ایک مہینہ اس جگہ رہیں پس سبکو اوس جگہ چھوڑکر تا کہ کوئی اپنے گھر بیوی کے پاس نہ جاسکے خود شہر میں آگیا

شرح حبیبی

شہ شبانگہ باز آمد شادمان　　　کہ امشبان حملست و دور ند از زنان

خازنش عمران هم اندر خدمتش — هم بشهر آمد قرین صحبتش

گفت اے عمران برین در خسپ تو — هین مرو سوئے زن صحبت مجو

گفت خسپم هم درین درگاہ تو — هیچ نندیشم بجز دلخواہ تو

بود عمران هم ز اسرائیلیان — لیک مر فرعون را دل بود و جان

نے گمان بردے کہ او عصیان کند — آنکہ خوف جان فرعون آن کند

ایمن از عمران بد و افعال او — لیک آن خود بد جزائے حال او

خود کجا در خاطر فرعون بود — اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود

شہ برفت و او بر آن درگہ خفت — نیم شب آمد بہ پیشش خفیہ جفت

زن بر و افتاد و بوسید آن لبش — بر جہانیدش ز خواب اندر شبش

گشت بیدار او و زن را دید خوش — بوسہ باران کرد از لب بر لبش

گفت عمران این زمان چون آمدی — گفت از شوق و قضائے ایزدی

درکشیدش در کنار از مهر مرد — بر نیامد با خود آن دم در نبرد

جفت شد با او امانت را سپرد — پس بگفت ای زن این کاریست خرد

آهنے بر سنگ زد زاد آتشے — آتشے از شاه و ملکش کین کشے

من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات — حق شه شطرنج و ما ماتیم مات

مات و برد از شاه میدان ای عروس — این مدان از ما مکن بر ما فسوس

انچه این فرعون می ترسید ازو — هست شد این دم که گشتم جفت تو

باز گرد و هیچ از نیها دم مزن — تا نیاید بر من و تو صد حزن

عاقبت پیدا شود آثار این — چون علامتها رسد ای نازنین

در زمان از سوے میدان نعرها — می رسید از خلق می شد بر هوا

شاه ازان هیبت برون جست آن زمان — پا برهنه کاین چه غلغلهاست هان

از سوے میدان چه بانگ است و غریو — کز نهیبش می رمد جنے و دیو

گفت عمران شاہ مارا عمر باد ۔۔۔ قوم اسرائیلیانند از تو شاد

از عطائے شاہ شادی میکنند ۔۔۔ رقص می آرند وکف ہا می زنند

گفت باشد کاین بود اما ولیک ۔۔۔ وہم و اندیشہ مرا پر کرد نیک

این صدا جان مرا تغیر کرد ۔۔۔ از غم و اندوہ تلخم پیر کرد

پیش می آمد پس میرفت شہ ۔۔۔ جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ

ہر زمان میگفت اے عمران مرا ۔۔۔ سخت از جا بردہ است این نعرہا

زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا ۔۔۔ باز گوید اختلاط جفت را

چون زن عمران بعمران در خزید ۔۔۔ تا کہ شد استارۂ موسے پدید

ہر پیمبر کہ در آید در رحم ۔۔۔ نجم او بر چرخ گردد منتجم

فرعون بنی اسرائیل کو میدان میں چھوڑ کر رات کے وقت خود گھر میں واپس آگیا۔ اور خوش تھا کہ یہ رات حمل کی ہے اور بنی اسرائیل اپنی عورتوں سے الگ ہیں پس حمل نہیں قرار پا سکتا عمران جو اسکے خزانچی تھے وہ بھی اسکے ساتھ شہر میں آ گئے تھے فرعون نے ان سے کہا کہ تم ہماری ڈیوڑھی ہی پر سونا اور نہ بیوی کے پاس جانا نہ اوس سے

صحبت کرنا اونھوں نے کہا بہت بہتر ہے میں حضور ہی کے دولت خانہ پر سونگا اور آپکے خلاف مرضی کام کا تصور تک نہ آنے دونگا حالانکہ عمران بھی اسرائیل تھے لیکن فرعون انکو دل وجان کیطرح عزیز رکھتا تھا یہ محض خدا کی قدرت تھی کہ بنی اسرائیل کا دشمن اور اونکی ذلت کا خواستگار ایک اسرائیلی کو اتنا چاہے کہ تبقدیر الہی وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا اور ان پر اسکو اتنا اعتماد تھا کہ اوسکو اسکا خطرہ بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ میری نافرمانی کرینگے اور وہ کام کرینگے جسمین میری جان کے لئے خطرہ ہو اور وہ اونکی اور انکے افعال کیطرف سے بالکل مطمئن تھا اسلئے انکی نگرانی کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا اور صرف یاد دہانی پر اکتفا کیا لیکن یہ مقدمہ تھا اوسکی حالت کی سزا کا جو اوسکو انپر اتنا اعتماد ہوگیا و تقدیر الہی جسکا ظہور عنقریب ہونیوالا ہے عاد اور ثمود کی طرح اوسکے خیال میں بھی نہ تھی اور اوسکو خطرہ نہ ہوتا تھا کہ عمران میری تباہی کا ذریعہ بنیں گے خیر وہ تو اونکو ہدایت کرکے محلسرا میں چلا گیا اور یہ ڈیوڑہی پر سوگئے جب آدہی رات ہوئی اور لوگ سوگئے تو چپکے چپکے انکی بیوی انکے پاس آپہونچی اور آکر اونکے اوپر لیٹ گئی اور منہ چومنا شروع کیا اور نیند جو انکے سر میں بھری ہوئی تھی اوس سے اونکو بیدار کیا جب وہ جاگے تو بیوی کو خوب دلربا صورت میں دیکھا یہ دیکھکر بیتاب ہوگئے اور چٹا چٹ بوسے لینے شروع کئے اور بوسونکا تار باندھ دیا اور کہا کہ اسوقت تم کیسے آگئیں اونھون نے کہا کہ آپکی محبت اور تقدیر الہی یہ کھینچ لائی انہون نے اپنے کو بہت روکنا چاہا مگر رک نہ سکے بالآخر اونکو بقصد ہمبستری آغوش میں لیا اور اُن سے ہم صحبت ہوئے۔ اور امانت کو اونکے سپرد کیا یعنی حمل قرار پاگیا جب فراغت ہوئی تو ہوش آیا اور کہا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی دیکھو یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ لوہے اور پتھر کے ٹکرانے سے آگ پیدا ہوگئی ہے اور آگ بھی معمولی نہیں بلکہ وہ آگ جو بادشاہ اور اُسکے ملک کو پھونکدیگی نیز میری مثال ایسی سمجھو جیسے ابر اور اپنی ایسی جیسے زمین اور جو بچہ پیدا ہوگا وہ ایک پودے کی مثل ہے۔ ایضاً بادشاہ کا حق بمنزلہ شطرنج کے تھا۔ اور ہم بازی جیتے اور حق شاہ کو ملحوظ رہنے کی کوشش کر رہے تھے مگر نہ جیت سکے

بلکہ مات ہو گئے ہماری ہار جیت سب حق سبحانہ کے قبضہ میں ہے یہ محض تقدیر الٰہی تھی اور ہمارے اختیار کو اسمین کچھ دخل نہ تھا لہٰذا پچھتانے کی کوئی بات نہیں جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہوا اور جسکا بادشاہ کو خطرہ تھا وہ اب جبکہ میں تم سے ہم صحبت ہوا وہ وجود میں آگیا یعنی تم کو حمل رہگیا جیساکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ اب تم واپس ہو جاؤ اور دیکھو خبردار ان واقعات کی کسیکو اطلاع نہ ہو تاکہ میں اور تم دونوں مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ گو بالکل تو چھپ نہیں سکتا کیونکہ جب اسکی نشانیاں ظاہر ہونگی جو منجمین نے سمجھہ رکھی ہیں تو اُن سے اسکا اجمالی علم ہو ہی جائیگا یہ روانہ ہوئیں اور ادہر میدان کی طرف سے آوازیں اُٹھیں اور ہوا میں گونجنے لگیں بادشاہ خوف زدہ ہوکر ننگے پاؤں باہر دوڑا اور کہا کہ دیکھو تو یہ کیا شور ہے اور میدان کی طرف سے یہ آوازیں کیسی آرہی ہیں انکی ہیبت سے بھوت اور جن بھی بھاگتے ہیں عمران نے کہا کہ حضور کی عمر دراز ہو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسرائیلی لوگ چونکہ آپ سے خوش ہیں اسلئے وہ عطائے شاہی سے خوش ہوکر ناچتے اور تالیاں بجاتے ہونگے اوسنے کہا ممکن ہے یہ ہی ہو لیکن مجھے تو طرح طرح کے خیال آتے ہیں اور اس آواز نے میری حالت دگرگوں کردی ہے اور غم اور ناگوار رنج پہونچاکر مجھے بڑھا کر دیا ہے اوسکی عجیب حالت تھی کبھی باہر آتا تھا اور کبھی اندر جاتا تھا اور تمام رات یوں بیقرار تھا جیسے حاملہ دردزہ کے وقت ہوتی ہے اور ہر وقت یہی کہتا تھا کہ اے عمران ان آوازوں نے تو مجھے نہایت بیچین کر رکھا ہے عمران کی کیا طاقت تھی کہ وہ صاف صاف کہدے کہ جب میری بیوی میرے پاس گھس آئی تو میں اوس سے ہم صحبت ہوگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حمل رہگیا اور موسٰے کا ستارہ طلوع ہوگیا یہ اوسکا شور ہے۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی پیغمبر شکم مادر میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اونکا ستارہ آسمان پر ظاہر ہوتا ہے جب موسٰے علیہ السلام شکم مادر میں آگئے تو فرعون اور اوسکی تدبیرون اور چالون کی آنکھون میں خاک ڈالکر ان کا ستارہ بھی طالع ہوگیا اور کسی کے روکے نہ رُک سکا۔

شرح شبیری

فرعون کا میدان سے خوش خوش شہر مین آنا اور شب حمل مین بنی اسرائیل کی عورتونکو مردون سے جدا کردینا

شہ شبانگہ باز آمد شادمان　　　　کامشبان حمل است دور اند از زنان

یعنی بادشاہ رات کو خوش خوش واپس آگیا (اور کہتا تھا) کہ آج حمل ہے اور مرد عورتون سے دور ہیں تو پھر کیسے حمل قرار پائیگا۔

خازنش عمران ہم اندر خدمتش　　　　ہم بشہر آمد قرین صحبتش

یعنی عمران (والد موسیٰ علیہ السلام) جو اوسکے معتمد تھے وہ اوسکی خدمت میں تھے تو وہ بھی شہر میں اوسکے ساتھ ساتھ چلے آئے مگر چونکہ یہ بھی بنی اسرائیل سے تھے اگرچہ معتمد تھے اسلئے اُسنے یہ بولا کہ۔

گفت اے عمران برین در خسپ تو　　　　ہین مرو سوئے زن اے مرد نکو

یعنی کہ فرعون نے کہا کہ اے عمران یہیں سو رہو اور اے مرد نیک عورت کے پاس مت جانا

گفت خسپم ہم برین درگاہ تو　　　　ہیچ نندیشم بجز دلخواہ تو

یعنی اونہون نے کہا کہ میں آپکے ہی دروازہ پر سوتا ہون اور میں سوائے اُس شے کے جو تیرا دلخواہ ہے اور کچھ سوچتا بھی نہیں ہون مولانا فرماتے ہین کہ۔

بود عمران ہم ز اسرائیلیان — لیک مر فرعون را دل بود و جان

یعنی عمران بھی بنی اسرائیل سے تھے مگر فرعون کے دل اور جان تھے یعنی اوسکو ان سے بہت محبت تھی۔

کے گمان بردے کہ او عصیان کند — انچہ خوف جان فرعون آن کند

یعنی وہ کب گمان کرتا تھا کہ یہ نافرمانی کرینگے اور جو چیز کہ اوس کی جان کا خوف ہو اُسکو کرینگے

ایمن از عمران بُد و افعال او — لیک خود آن بد جزائے حال او

یعنی وہ عمران اور اونکے افعال سے بیخوف اور مطمئن تھا لیکن خود ہی اوسکی سزا تھی۔

خود کجا در خاطر فرعون بود — اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود

یعنی فرعون کے دل میں ایسی تقدیر کہان تھی جیسے عاد و ثمود یعنی اوسے کیا خبر تھی کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ اونکے آگے ہی ہوگا پس عمران سے اتنا کہا کہ تم گھر میں مت جانا یہ کہکر وہ خود گھر میں چلا گیا۔

عمران کا والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کیساتھ جمع ہونا اور انکا حاملہ ہوجانا

شہ برفت و او بران درگاہ خفت — نیم شب آمد بہ پیشش خفیہ جفت

یعنی بادشاہ تو چلا گیا اور وہ اوسکے دروازہ پر سو گئے تو آدہی رات کو اونکے پاس اونکی بیوی آئیں

زن برو افتاد و بوسید آن لبش — بر جہانیدش ز خواب اندر شبش

یعنی بیوی اون کے اوپر گر پڑیں اور اون کے لب کو بوسہ دیا اور اوس رات میں ہی اونکو نیند سے جگایا۔

گشت بیدار او و زن را دید خوش   بوسہ باران کرد از لب بر لبش

یعنی وہ بیدار ہو گئے اور بیوی کو خوش دیکھا تو بوسہ کی بارش اپنے لب سے اونکے لب پر کر دی یعنی خوب بوسے لئے۔

گفت عمران این چون آمدی   گفت از شوق و قضائے ایزدی

یعنی عمران نے پوچھا کہ تم اسوقت کیسے آئیں تو انھوں نے کہا کہ تمہاری ملاقات کے شوق میں اور حکم خداوندی سے موسیٰ علیہ السلام کے والدین کے عقائد تو پہلے سے اچھے تھے۔ اور بعض نے اونکی والدہ کو نبی کہا ہے اگر نبی نہیں تو ولی ہونے میں تو شک ہی نہیں تو ممکن ہے کہ اونکو الہام ہو گیا ہو اسپر کہا کہ حکم خداوندی چونکہ ہمارے سے اوس بچہ کے ظہور کا ہے اسلئے میں تمہارے پاس آ گئی۔

در کشیدش در کنار از مہر مرد   بر نیامد با خود آن دم در نبرد

یعنی محبت کی وجہ سے مرد نے انکو گود میں لے لیا اور وہ اوسوقت مقابلہ میں اپنے اوپر غالب نہ آ سکے مطلب یہ کہ فرعون کی خیر خواہی میں بہت الگ رہنا چاہا مگر قضا کے سامنے کیا کر سکتے تھے آخر مغلوب ہوئے۔

جفت شد با او امانت را سپرد   پس بگفت اے زن نیست این کار خورد

یعنی اونکے ساتھ جفت ہو گئے اور امانت کو سپرد کر دیا پھر کہا کہ اے عورت یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے مطلب یہ کہ دیکھو ظاہر مت کرنا بہت بڑی بات ہے۔

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے   آتشے از شاہ و ملکش کین کشے

یعنی ایک لوہا پتھر پر لگا تو آگ پیدا ہوئی اور آگ وہ کہ جو بادشاہ اور اوسکے ملک سے کینہ کش

تھی یعنی اونکے ملنے سے موسیٰ علیہ السلام جو کہ مہلک فرعون تھے پیدا ہوئے اور انھون نے یہ کہا کہ۔

من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات   حق شہ شطرنج و ما ماتیم مات

یعنی میں تو ابر ہون اور تم زمین ہو اور موسے نبات ہیں اور حق شہ شطرنج ہے اور ہم مات میں ہیں مات میں چونکہ نجومیون نے کہا تھا کہ ایک لڑکا ہوگا اوسکا یہ نام ہوگا ایسا ہوگا اسلئے انکو نام معلوم تھا اسی سے انھون نے کہدیا کہ موسے علیہ السلام نبات کیطرح ہیں اور بادشاہ کا حق ایک شطرنج کی طرح ہے اور ہم اوسپر کھیل رہے تھے مگر کیا کریں ہار گئے اور حق شہ کو ہاتھ سے کھو بیٹھے مگر کیا کریں جو ہونا تھا ہو گیا اور کہا کہ

مات و بُرد از شاہ میدان ای عروس   آن مدان از ما مکن بر ما فسوس

یعنی اے دلہن مات اور بازی لیجانا یہ سب خدا کی طرف سے سمجھو اور اسکو ہم سے مت سمجھو اور ہم پر مذاق مت اڑاؤ مات اور برد سے مراد غالبیت اور مغلوبیت ہے حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ سہ از خدا دان خلاف دشمن و دوست ٭ کہ دل ہر دو در تصرف اوست ٭ اور وہی عمران بولے کہ۔

انچہ این فرعون می ترسید زو   ہست شد این دم کہ گشتم جُفت تو

یعنی جس چیز سے کہ فرعون ڈرتا تھا وہ اسوقت ہست ہوگئی جبکہ میں تمہارے قرین ہوا مطلب یہ کہ آثار سے معلوم ہو گیا کہ علوق ہو گیا اور ایک علامت سب سے زیادہ یہ تھی کہ وہ ہونگے تو بنی اسرائیل میں سے اور بنی اسرائیل کا کوئی مرد عورت کے پاس نہیں ہے بلکہ عورتیں گھر میں اور وہ سب میدان میں ہیں۔ صرف ایک ہم دونوں میاں بیوی ہی قرین ہوئے ہیں تو یقیناً ہم سے ہی وہ پیدا ہونگے اسکے بعد یہ فرمایا کہ۔

عمران کا اپنی زوجہ کو بعد اونسے مجامعت کرنیکے وصیت فرمانا

بازگرد آن ہیچ زینہا دم مزن تا نیاید بر من و تو صد حزن

یعنی واپس ہو جاؤ اور کسی سے ذکر مت کرنا تاکہ کہیں مجھ پر اور تمپر سو بلائیں نہ آویں۔ اسلئے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا تو کیون کوئی انکو زندہ چھوڑتا اور یہ کہا کہ۔

عاقبت پیدا شود آثار این چون علامتہا رسد لے نازنین

یعنی لے نازنین آخر کار اسکے آثار تو ظاہر ہوں ہی گے جبکہ علامتیں ظاہر ہونگی مطلب یہ کہ تم کسی سے ذکر مت کرنا اگرچہ یہ بات پوشیدہ رہنے والی نہیں ہے مگر تم اپنی طرف سے پوشیدہ ہی رکھنا یہ وصیت کرکے اونکو تو روانہ کیا اودھر میدان میں یہ ہوا کہ۔

در زمان از سوئے میدان نعرہا می رسید از خلق و می شد بر ہوا

یعنی اوسیوقت میدان کیطرف سے مخلوق کے نعرے آئے اور ہوا پر ہوگئے یعنی ہوا مین لوگون کے غل مچانے کی آواز آئی۔

شاہ زان ہیبت بُرون جست آزمان پابرہنہ کین چہ غلغلہاست بان

یعنی بادشاہ اونکے خوف سے ننگے پاؤں اوسیوقت باہر نکل آیا کہ ارسے یہ کیا شور ہیں۔

از سوئے میدان چہ بانگ است و غو کز نہیبش می رمد جنی و دیو

یعنی میدان کی طرف سے یہ کیا شور اور غل ہے کہ جسکی آواز سے جن اور دیو سب بہاگتے ہیں۔

گفت عمران شاہ مارا عمر باد قوم اسرائیلیانند از تو شاد

یعنی عمران بولے کہ ہمارے بادشاہ کی عمر دراز ہو یہ قوم بنی اسرائیل آپ سے خوش ہیں۔

از عطائے شاہ شادی میکنند　　رقص می آرند و کفہا می زنند

یعنی آپکی عطار کی وجہ سے خوشی کر رہے ہیں اور ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں
(بس اسی کا غل ہے یہ کہتے نہیں کہ یہ ساری میری حرکت ہے)

فرعون کا اوس شور وغل کی آواز سے خوف کرنا

گفت باشد کاین بود اما ولیک　　وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک

یعنی فرعون نے کہا کہ شاید یہی ہو لیکن (اس نے) میرے وہم اور اندیشہ کو پر کر دیا ہی اور
زیادہ یعنی مجھے توتوہمات آرہے ہیں اور خوف طاری ہے۔

این صدا حال مرا تغییر کرد　　از غم و اندوہ تلخم پیر کرد

یعنی (فرعون بولا) کہ اس آواز نے تو میری حالت متغیر کر دی غم و اندوہ تلخ نے مجھکو بڈہا
بنا دیا مطلب یہ کہ اس آواز سے تو مجھے بہت ہی خوف معلوم ہوتا ہے اور اوس وقت
حالت یہ تھی کہ۔

پیش می آمد پس می رفت شہ　　جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ

یعنی کبھی آگے آتا تھا اور کبھی پیچھے جاتا تھا وہ بادشاہ ساری رات (اسکی یہ حالت رہی)
جیسے کہ حاملہ دردزہ کے وقت یعنی بہت ہی بے چین رہا۔

ہر زمان میگفت اے عمران مرا　　سخت از جا بردہ است این نعرہا

یعنی ہر گھڑی یہی کہتا تھا کہ اے عمران یہ نعرے تو مجھے بالکل اپنی جگہ سے لیگئے مطلب یہ کہ

مجھے تو ان نعروں نے ازخود رفتہ بنادیا ہے۔

زہرہ نے عمران مسکیں را کہ تا   باز گوید اختلاط جفت را

یعنی عمران مسکین کو اتنی تاب نہ تھی کہ اپنی بیوی کے ساتھ اوس اختلاط کو بیان کردیں۔ اسلئے کہ اگر ذرا زبان سے نکالا اور مارے گئے لہذا بیچارے خاموش تھے اور دوسرے بہانے کر رہے تھے۔

چون زن عمران بعمران درخزید   تاکہ شد استارۂ موسےٰ پدید

یعنی جبکہ عمران کی بیوی عمران کے ساتھ ملیں یہانتک کہ موسےٰ علیہ السلام کا ستارہ ظاہر ہوگیا اور نطفہ رہگیا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ہر پیمبر کہ در آید در رحم   نجم او بر چرخ گردد منتجم

یعنی جو پیمبر کہ رحم میں آتے ہیں اونکا ستارہ آسمان پر روشن ہوجاتا ہے بات یہ ہے کہ جب کوئی پیمبر پیدا ہوتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ستارہ تو نکلتا ہی ہے اوسیکو کہدینگے کہ یہ ستارہ نکل آیا مگر مولانا قواعد نجوم پر فرماتے ہیں خیر ہوگا غرضکہ نجومیوں نے دیکھ لیا کہ علوق ہوگیا آگے فرعون کا خبر کے لئے عمران کو میدان میں بھیجنا اور اونکا ظاہر میں نجومیون پر خفا ہونا کہ تم نے انتظام کیون نہ کیا اور پھر فرعون کی ان لوگون پر خفگی بیان فرمادینگے۔

موسیٰ علیہ السلام کے ستارہ کا آسمان پر ظاہر ہوجانا اور نجومیون کا شور کرنا

بر فلک پیدا شد این استارہ اش   کوری فرعون و مکر و چارہ اش

یعنی اونکا (موسے علیہ السلام کا) ستارہ آسمان پر فرعون کے مکر اور اسکے چارہ کے خلاف ظاہر ہو گیا۔ یعنی جو کچھ کہ تدابیر انھوں نے کی تھیں اون سب کے خلاف وہ ستارہ نکل آیا یعنی علوق ہو گیا

شرح حبیبی

روز شد گفتش کہ اے عمران برو | واقف آن غلغل و آن بانگ شو
راند عمران جانب میدان و گفت | این چہ غلغل بود شاہنشہ شنفت
ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک | ہمچو اصحاب عزا پاشیدہ خاک
ہمچو اصحاب عزا آواز شان | بد گرفتہ در فغان و ساز شان
ریش و مو برکندہ رو بدریدگان | خاک بر سر کردہ پُر خون دیدگان
گفت خیرست این چہ آشوبست و حال | بد نشانی میدہد منحوس سال
عذر آوردند و گفتند اے امیر | کرد ما را دست تقدیرش اسیر
اینہمہ کردیم و دولت تیرہ شد | دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
شب ستارہ آن پسر آمد عیان | کوری ما بر جبین آسمان

زد ستاره آن پیمبر بر سما ‌‌‌ ما ستاره بازگشتیم از بکا

با دل خوش شاد عمران وز نفاق ‌‌‌ دست بر سر می بزد کاه الفراق

کرد عمران خویش پر خشم و ترش ‌‌‌ رفت چون دیوانگان بی عقل و هش

خویشتن را اعجمی کرد و براند ‌‌‌ گفتهائے بس خشن بر جمع خواند

خویشتن را ترش غمگین ساخت او ‌‌‌ نردهائے باژگونه باخت او

گفت شان شاه مرا بفریفتید ‌‌‌ از خیانت و ز طمع نشکیفتید

سوئے میدان شاه را انگیختید ‌‌‌ آبروئے شاه ما را ریختید

دست بر سینه زدید اندر زمان ‌‌‌ شاه را ما فارغ آریم از غمان

عاقبت زرها تلف شد کار خام ‌‌‌ شد بر فرعون و برخواندش تمام

چون شنید از غصه رویش شد سیاه ‌‌‌ خواند ایشانرا ز خشم آن دین تباه

گفت ایشانرا که هین اے خائنان ‌‌‌ من برآویزم شما را بے امان

خویش را در مضحکه انداختیم — ما لها با دشمنان در باختیم

تا که امشب جمله اسرائیلیان — دور ماندند از ملاقات زنان

مال رفت و آبرو و کار خام — این بود یاری و افعال کرام

سالها ادرار و خلعت میبرید — مملکتها را مسلّم میخورید

از برائے آنکه در روزے چنین — فہم گرد آرید و باشید معین

رائے تان این بود و فرہنگ و نجوم — طبل خوار انید و مکارید و شوم

من شما را بر درم آتش زنم — بینی و گوش و لبان تان برکنم

من شما را ہیزم آتش کنم — عیش رفته بر شما ناخوش کنم

سجده کردند و بگفتند اے خدیو — گر یکے کرت ز ما چربید دیو

سالہا دفع بلاہا کرده ایم — وہم حیران زانچه ما ہا کرده ایم

فوت شد از ما و حملش شد پدید — نطفه اش جست است رحم اندر خزید

لیک استغفار این روز ولاد — مانگہداریم اے شاہ قباد

روز میلادش رصد بندیم ما — تا نگردد فوت و نجہد این قضا

گر نداریم این نگہ مارا بکش — اے غلام رائے تو افکار وہش

تا بہ نُہ مہ می شمرد او روز روز — تا نہ پرد تیر حکم خصم دوز

بر قضا ہر کو شبیخون آورد — سرنگون آید ز خون خود خورد

چون مکان بر لامکان حملہ برد — خون خود ریزد بلا ہا را خرد

چون زمین با آسمان خصمی کند — شورہ گردد سر ز مرگے برزند

نقش با نقاش پنجہ مے زند — سبلتان وریش خود برمی کند

رات بھر تو پریشان رہا اور کسی مصلحت سے رات کو تفتیش نہ کر سکا جب صبح ہوئی تو کہا اے
عمران جاؤ اور ان آوازوں اور شوروں کا سبب معلوم کرو عمران میدان میں گئے اور جاکر کہا
کہ یہ کیا شور تھا بادشاہ نے اُسے سُنا ہے اور مجھے تحقیق کیلئے بھیجا ہے ہر منجم ننگے سر تھا
کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اہل ماتم کیطرح سر پر خاک ڈال رکھی تھی اور فریاد کرنے اور
ملکر شور کرنے سے اہل ماتم کیطرح آوازیں بیٹھ گئی تھیں۔ داڑھیاں اور بال نُچے ہوتے
تھے ناخنون سے منہ نُچا ہوا تھا سر پر خاک پڑی ہوئی تھی آنکھون میں خون کے آنسو

بھرے ہوئے تھے جب اونکی یہ حالت تفصیلی طور پر دیکھی تو کہا کہ خیر تو ہے یہ پریشانی کیسی ہی
اور تم نے یہ حالت کیون بنائی ہے یہ منحوس سال تو بُری نشانیان دکھلا رہا ہی خدا خیر کرے
یہ سنکر سب نے معذرت کی اور کہا کہ ہم تقدیر کے پنجہ میں پھنس گئے ہم نے سب کچھ کیا
لیکن سلطنت مکدر ہوگئی اور بادشاہ کا دشمن پیدا ہوگیا اور غالب آگیا اور ہماری آنکھو نمیں
دھول ڈالکر اوس بچہ کا ستارہ آسمان کی پیشانی پر نمودار ہوگیا چونکہ وہ ستارہ آسمان پر
طلوع ہوگیا ہی اسلئے ہم اپنی آنکھوں سے رو رو کر ستارہ (آنسو) برسا رہے ہیں عمران دلمیں
توخوش تھے مگر بناوٹ سے سر پر دوہتڑ مارے اور کہا ہائے سلطنت کی مفارقت عمران
نے اپنی صورت غصہ اور خفگی کی بنائی اور جیسے دیوانے بے ہوش وحواس ہوتے ہیں اسطرح
آگے بڑھے اور اپنے کو انجان بناکر اونکی طرف چلے اور اس مجمع کو بہت کچھ سخت و سست
کہا وہ اپنے کو غمناک و مغموم بناکر الٹی چال چل رہے تھے یعنی اونکو فریب دے رہے تھے
تاکہ کوئی تاڑ نہ جائے کہ یہی حضرت ہیں خفگی بدولت یہ آفت آئی ہے اور اونسے کہہ رہے
ہے کہ تم نے میرے بادشاہ کو بُرا ہوکا دیا کمبختو یا جیو تم اسوقت بھی خیانت اور طمع سے باز
نہ رہے تم نے بادشاہ کو میدان میں لاکر اوسکی توہین کی کیونکہ جب یہ معلوم ہوگا کہ بادشاہ
جس غرض سے میدان میں گئے تھے وہ غرض پوری نہ ہوئی تو بادشاہ کی تدبیر اور اسکے
اقتدار پر کتنا بڑا حرف آئیگا تم نے اوسوقت سینہ ٹھوک کر کہا تھا کہ ہم بادشاہ کو فکر سے
نجات دینگے اب کیا ہوئی تمہاری تدبیر۔ روپیہ بھی مفت میں برباد ہوا اور کام بھی بگڑ رہا
غرض اونکو خوب ڈانٹا اور جو جی میں آیا کہا۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس آئے اور بادشاہ
سے پورا واقعہ بیان کیا جب بادشاہ نے یہ واقعہ سُنا تو مارے رنج کے چہرہ سیاہ ہوگیا۔
اور اس بے ایمان نے غیظ میں آکر منجمین وغیرہ کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ حاضر
ہوئے تو کہا کہ او بے ایمانو میں تم کو سولی پر لٹکاؤنگا تمہارے کہنے سے میں نے اپنا
مضحکہ کیا دشمنو نکو مال و دولت دی حتی کہ اسرائیلی آج رات کو اپنی عورتوں سے الگ
رہے پھر یہ واقعہ کیوں ہوا میرا مال بھی برباد ہوا آبرو میں بھی بٹہ آیا اور کام کا کام بگڑا
رہا کیا دوستی اسی کے معنی ہیں اور پہلے مالنسوں کی یہی باتیں ہوتی ہیں برس گذر گئے

کہ تم مجھ سے تنخواہیں اور خلعتیں لے رہے ہو اور چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے برابر جاگیریں مسلم کما رہے ہو یہ سب اسی لئے تو کہ تم اڑے وقت میں اپنے خیالات منتشرہ کو جمع کرکے معاملہ پر غور کرو اور میری اعانت کرو یہی تمہاری رائے تھی یہ ہی تمہاری عقل تھی اور یہی تمہارا نجوم تھا تم کسی کام کے نہیں فقط کمانے والے اور مکار اور منحوس ہو میں تمہاری کھال ادھیڑ ڈالوں گا تم کو آگ لگا دونگا تمہارے ناک کان ہونٹ سب اکھڑوا دونگا میں تم کو آگ میں جھونک دونگا اور تمہارے سارے گزشتہ عیش کو مکدر کردونگا تم کیا بھولے ہوئے ہو۔ عتاب شاہی کو سنکر سب سجدہ میں گر گئے اور کہا کہ جہاں پناہ اگر ایک مرتبہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے اور شیطان ہم پر غالب آگیا ہے تو حضور معاف فرمادیں آخر برسوں تک بلاؤں کو دفع بھی تو ہمیں نے کیا ہے اور وہ وہ کام کئے ہیں جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتے خیر اب تو بات ہاتھ سے نکل گئی اور حمل ظاہر ہو گیا۔ اور نطفہ نکلکر رحم میں پہونچ گیا لیکن پیدائش کے دن اسکی تلافی کا خیال رکھیں گے جب ولادت کا دن ہوگا اوسوقت خوب رصد قائم کرینگے اور نہایت غور سے ستاروں کو دیکھیں گے تاکہ بات ہاتھ سے نہ نکل جائے اور تقدیر پردہ خفا سے منصہ ظہور پر جلوہ گر نہ ہو جائے اگر ہم اسکا لحاظ نہ رکھیں تو ہم واقعی گردن زدنی ہیں۔ حضور جو اسقدر روتا ہیں کہ دیگر امکار اور ہوش حضور کی راستے کے غلام ہیں ہم کو فورا مار ڈالیں۔ خیر یہ واقعہ تو رفت گذشت ہوا لیکن اسکا خیال اسکی طبیعت میں سے نہ گیا۔ وہ نو مہینہ تک ایک ایک دن گنتا رہا کہ مبادا دشمن کو بلند ہونے والا تیر قضا نہ چل جاوے لیکن کیا اس سے قضاء الٰہی رک سکتی تھی ہرگز نہیں جو شخص قضاء الٰہی پر شبخون مارنے کا ارادہ کرتا ہے اور اسکو مٹانا چاہتا ہے وہ خود سر کے بل گرتا اور اپنا خون پیتا ہے اور جب ناسوت لاہوت پر حملہ کرتا ہے تو خود اپنے ہی کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے ہی لئے بلائیں مول لیتا ہے جب زمین آسمان کیساتھ مخالفت کرتی ہے تو خود ہی شور ہوتی اور موت سے ٹکراتی ہے جب مصنوع صانع سے پنجہ کرتا ہے تو خود اپنی ہی ڈاڑھی اور مونچھیں اکھیڑتا ہے غرضکہ جب مخلوق خلق کا مقابلہ کرتا ہے تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور حکم الٰہی کی مزاحمت نہیں کرسکتا۔

شرح شبیری

روز شد گفتش کہ اے عمران برو　　واقف آن غلغل و آن بانگ شو

یعنی دن ہو گیا تو اون سے (عمران سے) فرعون نے کہا کہ عمران جاؤ اور اس شور و غل سے واقف ہو کہ کس وجہ سے یہ شور و غل ہو رہا تھا۔

راند عمران جانب میدان و گفت　　این چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت

یعنی عمران میدان کیطرف گئے اور بولے کہ یہ کیا غل تھا کہ بادشاہ کو نیند تک نہیں آئی۔

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک　　ہمچو اصحاب عزا پاشیدہ خاک

یعنی ہر نجومی پھٹے کپڑے ننگے سر اور ماتم والونکی طرح سر پر خاک ڈالے ہوئے (تھا)

ہمچو اصحاب عزا آواز شان　　بد گرفتہ از فغان و ساز شان

یعنی ماتم والونکی طرح اونکے اوس فعل (ماتم) اور فغان سے اونکی آواز بیٹھ گئی تھی۔

ریش و مو برکندہ رو بدریدگان　　خاک بر سر کردہ پر خون دیدگان

یعنی ڈاڑھی اور بال (سر کے) اکھاڑے ہوئے اور منہ کو نوچے ہوئے اور سر پر خاک ڈالے اور آنکھیں پر خون غرضکہ مصیبت کے مارے بیچارونکی عجب حالت اور کیفیت ہو رہی تھی۔

گفت خیر ست این چہ آشوبست حال　　بد نشانی مید ہد منحوس سال

یعنی عمران بولے کہ یہ کیا آشفتہ حالی ہے اور بُری نشانی منحوس سال کو دیتی ہے مطلب یہ

کہ اونھون نے کہا کہ یہ بُری صورت بنا لینا بھی سبب سال کی نحوست کا ہوتا ہے۔ لہذا تم کو چاہیئے کہ ایسی صورت نہ بناؤ

عذر آوردند و گفتند اے امیر کردمارا دست تقدیرش اسیر

یعنی سب نے عذر کیا اور سب نے کہا کہ اے امیر ہم کو اُسکی تقدیر نے قید کر دیا تقدیرش کی شین کی ضمیر حق تعالےٰ کی طرف ہے اگر کہا جاوے کہ وہ تو خدا کے قائل بھی نہ تھے پھر یہ جواب اونھون نے کیون دیا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ الفاظ تو مولانا کے ہیں مولانا اونسے روایت بالمعنی کر رہے ہیں اونکے الفاظ کچھ اور ہونگے غرضکہ انھون نے یہ کہا کہ ہم عاجز ہوگئے اور جو ہم نے انتظام کیا تھا اوسمیں ناکامیاب رہے۔

این ہمہ کردیم و دولت تیرہ شد دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

یعنی ہم نے یہ سب کچھ انتظام کیا مگر سلطنت زوال میں آگئی اور دشمن شاہ ہست ہوگیا اور غالب ہوگیا (اور ہماری کچھ نہ چلی تف ہے۔ نالائقو تمپر بھلا خدا کی پناہ بندے ہو کر خدا کا مقابلہ اللھم احفظنا آخر ناکام نہ ہوتے تو کیا ہوتا) اور بولے کہ

شب ستارہ آن پسر آمد عیان کوری ما بر جبین آسمان

یعنی اوس لڑکے کا ستارہ رات آسمان کی جبین پر ہمارے خلاف ظاہر ہوہی گیا۔

زو ستارہ آن پیمبر بر سما ما ستارہ بار گشتیم از بکا

یعنی اوس پیمبر کا ستارہ آسمان پر طلوع ہوگیا اور ہم بکا کی وجہ سے ستارہ بار ہوئے یعنی اودھر وہ ستارہ نکلا اور ہم نے آنسو برسانا شروع کئے انکو ستارہ سے تشبیہ دی جب وہ کہہ چکے عمران بولے کہ

با دل خوش شاد عمران وز نفاق دست بر سر می بزد کاہ الفراق

یعنی عمران دل سے تو خوش تھے اور نفاق سے اونھون نے سر پر ہاتھ مارا کہ افسوس فراق (سلطنت) مطلب یہ کہ عمران کو تو معلوم تھا کہ یہ میرا ہی لڑکا ہوگا تو وہ خوش تھے کہ اتنا بڑا جلیل القدر بادشاہ میرے گھر میں ہوگا اسلئے کہ جو سلطنت فرعونی کو تہ و بالا کرے وہ خود بھی تو بادشاہ ہونا چاہیئے اسلئے دل میں تو خوش تھے کہ سلطنت میرے گھر میں آوے گی مگر ظاہر میں اوسکے دکھانے کو سر پیٹ لیا اور بہت افسوس کیا۔

کرد عمران خویش پر خشم و ترش ‌‌ ‌ ‌ رفت چون دیوانگان بیعقل و ہش

یعنی عمران نے اپنے کو پر خشم اور ترش بنا لیا اور دیوانونکی طرح بے عقل و ہوش ہو کر روانہ ہوگئے

خویشتن را اعجمی کرد و براند ‌ ‌ ‌ گفتہائے بس خشن بر جمع خواند

یعنی اپنے کو نادان بنا لیا اور چلدیئے اور جماعت نجومیون کو بہت سخت سست کہا۔

خویشتن را ترش غمگین ساخت او ‌ ‌ ‌ نردہائے بازگونہ باخت او

یعنی اونہون نے اپنے کو ترش اور غمگین بنا لیا اور الٹی نرد اونہوں نے کھیلی مطلب یہ کہ انھوں نے اپنے کو بہ تکلف غصہ ور بنایا اور نجومیون کو بہت برا بھلا کہا اور دلمیں خوش تھے تو یہ اُلٹی بات کر رہے تھے کہ تھے خوش اور بنے ناخوش اور نجومیوں سے کہا کہ۔

گفت شان شاہ مرا بفریفتید ‌ ‌ ‌ از خیانت وز طمع نشگفتید

یعنی اون سے کہا کہ تم نے میرے بادشاہ کو دہوکہ دیا اور خیانت اور طمع سے صبر نہ کر سکے۔

سوئے میدان شاہ را انگیختید ‌ ‌ ‌ ابروئے شاہ ما را ریختید

یعنی ہمارے بادشاہ کو تم نے میدان کیطرف برانگیختہ کیا اور ہمارے بادشاہ کی آبروریزی کی۔ اسلئے کہ جو اوسکو منے وہ یہی ہے کہ کچھہ کر تو نہ لیا سارا انتظام دہرا رہ گیا۔

دست بر سینہ نہادید از ضمان — شاہ را فارغ آریم از غمان

یعنی تم نے ضمانت سے سینہ پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہم بادشاہ کو غموں سے فارغ کر دینگے۔

عاقبت زرہا تلف شد کار خام — شد بر فرعون و برخواندش تمام

یعنی آخر تمام روپیہ فضول گیا اور کام کچا رہا (اونکو یہ کہا اور خود) بادشاہ کے پاس چلے گئے۔ اور وہ سب اوس سے کہدیا روپیہ وہ ضائع ہوا جو اس انتظام میں خرچ ہوا اور بنی اسرائیل کو انعام میں دیا گیا تو اوس سے نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

چون شنید از غصہ رویش شد سیاہ — خواند ایشان را زخشم آن دین تباہ

یعنی جب فرعون نے سنا تو غصہ سے اوسکا منہ سیاہ ہو گیا اور اون نجومیوں کو اس دین تباہ نے غصہ میں بلایا مطلب یہ کہ سخت غم ہوا۔

گفت ایشانرا کہ ہی ای خائنان — من بر آویزم شمارا بے امان

یعنی اونسے بولا کہ اے دغا باز و میں تمہیں (دار پر) بے امان کے لٹکا دونگا۔

خویش را در مضحکہ انداختیم — مالہا با دشمنان در باختیم

یعنی اپنے کو ہم نے مضحکہ میں ڈالا کہ میدان میں سوگئے اور) اموال دشمنوں (بنی اسرائیل) کو ہم نے دیتے۔

تا کہ امشب جملہ اسرائیلیان — دور ماندند از ملاقات زنان

یعنی یہانتک کہ آجکی رات سارے بنی اسرائیل عورتوں سے ملنے سے دور رہے (مگر)

مال رفت و آبرو و زکار خام — این بود یاری و افعال کرام

یعنی ایک کچے کام میں مال بھی گیا اور آبرو بھی گئی ارے کیا بھلے آدمیوں کی ایسی ہی مدد اور ایسے ہی افعال ہوتے ہیں۔

سالہا اورار و خلعت میبرید　　مملکتہا را مسلم مے خورید

یعنی سالہا سال سے تم نے وظیفے اور خلعت لئے جاتے ہو اور سالم ملکوں (کی جاگیروں) کو کھاجاتے ہو۔

از برائے آنکہ در روزے چنین　　فہم گرد آرید و گردیدم معین

یعنی اسی لئے تاکہ ایسے دن میں تم سمجھ سے کام لو اور میرے مددگار بنو۔

رائے تان این بود و فرہنگ و نجوم　　طبل خوارانید و مکارید و شوم

یعنی کیا تمہاری یہی عقل اور دانائی اور نجوم ہے بس تم طبل خوار ہو اور مکار ہو اور منحوس ہو۔

من شمارا بر درم آتش زنم　　گوش و بینی و لبان تان برکنم

یعنی تم کو چیر ڈالونگا اور آگ لگا دونگا اور تمہارے کان اور ناک اور لب سب اوکھڑوا دونگا۔

عیش رفتہ بر شما ناخوش کنم　　من شمارا ہیزم آتش کنم

یعنی گذشتہ عیش میں تم پر ناخوش کر دونگا اور میں تم کو آگ کا ایندھن بنا دونگا۔

(سبحان اللہ ذرا بھٹ جانا غصہ آرہا ہے بھلا اوس الوسے کوئی پوچھے کہ ارے نالائق توجو غصہ کررہا ہے تو بھلا اونکی کیا خطا خدا کے آگے کسی کی چلی۔ ہے جو آج انکی چلتی مگر خدا بچائے تکبر اور جہل سے کہ اس کمبخت خبیث کو کچھ نہ سوجھتا تھا خیر یہ تو غصہ کرچکا۔

سجدہ کردند و بگفتند اے خدیو　　گر یکے کرت زما چربید دیو

یعنی سب نے سجدہ کیا اور سب نے کہا کہ اے سردار اگر ایک مرتبہ ہم پر شیطان غالب آگیا تو کیا ہی اسلئے کہ

سالہا دفع بلاہا کردہ ایم وہم حیران زانچہ ماہا کردہ ایم

یعنی سالہا سال تک ہم نے بلاؤنکو دفع کیا ہے اور جن اشیا رسے کہ وہم حیران تھا ہم نے کی ہیں

فوت شد از ما و حملش شد پدید نطفہ اش جست و رحم اندر خزید

یعنی ہم سے چوک گیا اور اسکا حمل ظاہر ہوگیا اور نطفہ کود او ر رحم کے اندر گھس گیا تو خیر یہ وقت تو نکل گیا اور چوک گیا،

لیک استغفار این روز ولاد ما نگہداریم اے شاہ قباد

یعنی لیکن اوسکے تدارک میں اے شاہ قباد ہم روز ولادت کی حفاظت کرینگے۔

روز میلادش رصد بندیم ما تا نگردد فوت و نجہد این قضا

یعنی اوسکی ولادت کے دن ہم رصد بندی کرینگے تاکہ کہیں یہ قضا بھی فوت نہ ہوجاوے۔ مطلب یہ کہ ہم خوب رصد بندی کرکے ٹھیک وقت پر ایسا انتظام کرینگے کہ یہ حکم قضا نافذ نہ ہوسکے گا تو اوس وقت تک ہم کو مہلت دیجاوے۔

گر نداریم این نگہ مارا بکش اے غلام رائے تو افکار وہش

یعنی اگر ہم اوسکی حفاظت نہ کرسکیں تو ہم کو مار ڈالنا اے وہ شخص کہ تیری رائے کے تمام افکار وہوش غلام ہیں مطلب یہ کہ آپ تو بڑے عاقل ہیں سمجھ لیجئے کہ غلطی ہوہی جاتی ہے۔ لہذا معاف فرمائیے ہاں اگر دوسری مرتبہ ہم ناکام رہیں تو بیشک سزائے موت دینا۔

تا بہ نہ مہ می شمرد او روز روز تا نپرد تیر حکم خصم دوز

یعنی نو ماہ تک وہ ایک ایک دن گنتا تھا تا کہ حکم دشمن دوز کہیں نافذ نہ ہو جاوے مولانا فرماتے ہیں کہ

چون مکان بر لامکان حملہ برد　　　خون خود ریزد بلا ہا را خرد

یعنی جبکہ ناسوت لاہوت پر حملہ کرے تو اپنا ہی خون گراتا ہے اور بلاؤنکو خریدتا ہے۔ اور قضا حکم لاہوت سے ہے تو اوسکا مقابلہ کرنا گویا کہ لاہوت پر حملہ کرنا ہے تو جو ناسوت لاہوت کا مقابلہ کرے اوسکا تو نتیجہ ظاہر ہے کہ ہلاک ناسوت ہوگا آگے خود اوسکی تفسیر فرماتے ہیں کہ۔

بر قضا ہر کو شب خون آورد　　　سرنگون آید ز خون خود خورد

یعنی قضا پر جو کوئی کہ شب خون مارے (یعنی اوسکا مقابلہ کرے) تو وہ سرنگون آویگا۔ اور اپنے خون سے کھاویگا آگے اوسکی ایک مثال فرماتے ہیں کہ

چون زمین با آسمان خصمی کند　　　شورہ گردد سر ز مرگے برزند

یعنی زمین جب آسمان کے ساتھ دشمنی کرے تو وہ شورہ ہو جاویگی اور سر ایک موت سے باہر ہی ہے مطلب یہ کہ جو اپنے سے غالب سے مقابلہ کرے وہ آخر ہلاک ہی ہوگا دوسری مثال یہ ہے کہ

نقش با نقاشش چون پنجہ زند　　　سبلتان وریش خود را برکند

یعنی جو نقش کہ نقاش کے ساتھ پنجہ کرے وہ اپنی موچھیں اور ڈاڑہی کو اکھاڑتا ہے مطلب یہ کہ اگر وہ اسکا مقابلہ کرے تو آخر اوسی کا تو مصنوع ہے وہ اوسکو غارت و ہلاک کردیگا۔ اسی طرح جو شخص کہ مقابلہ حق و قضا کرے وہ بھی بجز اسکے کہ ہلاک ہو اور کیا ہوگا خیر وہ تو جو ہوا گذر گیا۔ اب بعد نو ماہ کے فرعون نے اون عورتوں کو جمع کیا جنکے کہ تھوڑے ہی زمانہ میں بچے پیدا ہوئے تھے تاکہ سب بچوں کو قتل کردے آگے اوسی کو بیان فرماتے ہیں اللہ اکبر دیکھنا یہ ہے کہ اوسنے کیسے کیسے انتظام کئے کہ اس سے زیادہ کوئی انتظام ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر قدرت حق کے آگے آخر کچھ نہ چلا اور عاجز ہی رہا۔ بس دیکھ لو وہ کونسی قدرت ہے کہ جس نے اسطرح

عاجز کر دیا ہے سبحانہ وتعالیٰ علوا کبیرا۔ اب آگے قصہ سنو۔

شرح حبیبی

بعد نہ مہ شہ برون آورد تخت
سوئے میدان و برون افگند رخت

بار دیگر شد منادی سوئے شہر
کائے زنان از دہر می یابید بہر

اے زنان با طفلگان میدان روید
تا ز بخششہائے شہ شادان شوید

آنچنانکہ پار مردان را رسید
خلعت و ہر کس از ایشان زر کشید

ہین زنان امروز اقبال شماست
تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست

مر زنان را خلعت و زیور دہد
کودکان را ہم کلاہ زر نہد

ہر کہ او این ماہ زائید ست ہین
گنجہا گیرید از شاہ مکین

آن زنان با طفلگان بیرون شدند
شادمان تا خیمۂ شہ آمدند

ہر زنے نوزادہ بیرون شد ز شہر
سوئے میدان غافل از دستان قہر

چون زنان جملہ بدو گرد آمدند
ہر چہ بود از نر ز ما در بستدند

تا نہ زاید خصم و نفزاید خباط	سر بریدندش کہ ہمیست احتیاط

نو مہینے کے بعد پھر تخت شاہی میدان میں لایا گیا اور سامان باہر نکالا گیا اور دوسری مرتبہ شہر میں یہ منادی کرائی گئی کہ اے وہ عورتو جنکی قسمت میں زمانہ نے دولت کا ایک بہت بڑا حصہ رکھا ہے تم اپنے چھوٹے بچوں سمیت میدان میں چلو تم کو شاہی عطیوں سے حاصل کرنے سے خوشی ہوگی بادشاہ تم پر یوں ہی دولت برسائینگے جسطرح پارسال مردونکو خلعت ملے تھے اور ہر شخص اونمیں سے بہت سا سونا کھینچ لایا تھا دیکھو عورتوں آج تمہاری خوش قسمتی کا دن ہے کہ ہر ایک کو اوسکا مدعا حاصل ہوگا اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا آج عورتوں کو خلعت فاخرہ اور زیور ملیگا اور بچونکو کلاہ زرین پہنائی جاویگی جنکے اس مہینہ میں بچہ پیدا ہوا ہے وہ چلیں اور بادشاہ سے خزانہ لیں یہ سنکر عورتیں اپنے اپنے بچونکو لیکر خوش خوش میدان کی جانب روانہ ہوگئیں اور بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گئیں غرض جس جس کے نیا بچہ ہوا تھا انمیں سے ایک بھی شہر میں نہ رہی سب باہر نکلکر میدان کیطرف چلدیں اور کسیکو بھی اس فریب آمیز قہر کا پتہ نہ چلا اور جبکہ وہ سب کی سب اکٹھی ہو چکیں جتنے لڑکے تھے سب کو اونکی ماؤں سے لے لیا گیا۔ اور اونکو ذبح کر دیا گیا اور سمجھا گیا کہ اسمیں احتیاط ہے ایسا کرنے سے دشمن پیدا نہ ہوگا اور خرابی نہ پڑیگی۔

شرح شبیری

فرعون کا میدان کیطرف بنی اسرائیل کی اون عورتوں کو مکر سے بلانا جو کہ زائیدہ تھیں

سوئے میدان و منادی کرد سخت	بعد نہ مہ شہ برون آورد تخت

یعنی نو ماہ بعد بادشاہ نے میدان کیطرف تخت دہر انکالا اور بہت سخت منادی کی۔

بار دیگر شد منادی سوئے شہر　　کاے زنان از دہر می یابید بہر

یعنی دوسری مرتبہ پھر شہر مین منادی ہوئی کہ اے عورتو تم زمانہ سے حصہ حاصل کرو یعنی تم بھی اس مرتبہ انعام لو۔

اے زنان با طفلگان میدان روید　　تا ز داد و بخششم شادان شوید

یعنی (اوسنے یہ منادی کرائی کہ) اے عورتو بچوں سمیت میدان مین جاؤ تا کہ میری بخشش اور انصاف سے خوش ہو۔

آن چنان کہ پار مردان را رسید　　خلعت و ہر کس از ایشان زر کشید

یعنی جیسے کہ پار سال مردونکو خلعتین ملی تھیں اور ہر ایک نے اونین سے روپیہ کھینچا تھا۔

ہین زنان امسال اقبال شماست　　تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست

یعنی اری عورتو اب کے سال تمہارا اقبال ہے تا کہ ہر کوئی وہ پائے جو وہ چاہے۔

مر زنان را خلعت و حلیت دہند　　کودکان را ہم کلاہ زر نہند

یعنی عورتونکو جوڑے اور زیور دینگے اور بچونکو سنہری ٹوپیان سر پر رکھیں گے۔

ہر کہ او این ماہ زائیدست ہین　　گنجہا گیرد ز من بے شک یقین

یعنی جو عورت کہ اس مہینے میں جنی ہے ارے وہ تو مجھ سے بیشک اور یقیناً خزانہ کے خزانہ لیلے گی

آن زنان با طفلگان بیرون شدند　　شادمان تا خیمۂ شہ آوردند

یعنی وہ عورتیں معہ بچوں کے باہر گئیں اور خوش خوش خیمہ شاہ تک آ پہونچیں۔

ہر زنے نوزادہ بیرون شد ز شہر سوئے میدان غافل از دستان قہر

یعنی ہر عورت نوزائیدہ شہر سے باہر میدان کیطرف چلی گئی دران حالیکہ وہ قہر کے ہاتھوں سے غافل تھیں۔

چون زنان جملہ بدو گرد آمدند ہر چہ بود آن نر ز مادر بستدند

یعنی جب عورتیں سب اوسکے گرد جمع ہوگئیں (تو اوس خبیث نے یہ کہا کہ) جو جو لڑکے تھے اونکو ماؤں سے لے لیا (اور پھر اوس سنگدل بیرحم خبیث پاجی نے یہ کیا کہ)

سر بریدندش کہ اینست احتیاط تا نہ زاید خصم نفزاید خباط

یعنی اون سب کے سر کاٹ دیے اور کہا کہ یہ احتیاط ہے تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور گڑبڑ نہ پڑے مطلب یہ کہ حالت تو مقتضی صرف اسکو تھی کہ وہ بچے جو بالکل تازے پیدا ہوے ہون اُنکو مارا جاوے مگر احتیاط اسکو مقتضی ہے کہ پہلے بچونکو بھی قتل کیا جاوے لہذا اوس کمبخت نے سب کو قتل کر دیا نعوذ باللہ منہ۔

شرح حبیبی

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود	دامن اندر چید زان آشوب زود
بعد ازان دستان کہ آن سگ باز نان	کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان
آن زنان قابلہ در خانہا	بہر جاسوسی فرستاد آن دغا

غمز کردندش که اینجا کودکیست | نا مرادو میدان که در وهم و شکیست

اندرین کوچه یکے زیبا زنیست | کودکے دارد و لیکن پر فنے ست

چون عوانان آمدند آن طفل را | در تنور انداخت از امر خدا

امر آمد سوے زن از دادگر | که ز نسل آن خلیل ست این پسر

در تنور انداز موسیٰ را تو زود | تا نگهداریمش از هر نار و دود

عصمت یا نار کونی باردا | لاتکون النار حرّاً شاردا

زن بوحی انداخت او را در شرر | بر تن موسیٰ نکرد آتش اثر

پس عوانان خانه را جستند زود | هیچ طفلے اندر آن خانه نبود

پس عوانان بے مراد آنسو شدند | باز غمازان کزان واقف بدند

با عوانان ماجرا برداشتند | پیش فرعون از برائے دانگ چند

کاے عوانان باز گردید آنطرف | نیک نیکو بنگرید اندر غرف

بازگشتند آن عوانان جملگان | تا بجویند آن پسر را آن زمان

بازوحی آمد که در آبش فگن | روتے در امید دار و مو مکن

در فگن در نیلش و کن اعتمید | من ترا با او رسانم روسفید

مادرش انداخت اندر رود نیل | کار را بگذاشت با نعم الوکیل

این سخن پایان ندارد مکرهاش | جمله می پیچید اندر دست و پاش

صد هزاران طفل می گشت از برون | موسیٰ اندر صدر خانه در درون

از جنون می کشت هر جا بد جنین | از حیل آن کور چشم دوربین

اژدها بد مکر فرعون عنود | مکر شاهان جهان را خورده بود

لیک ازان فرعون ترآمد پدید | هم ورا هم مکر او را درکشید

اژدها بود و عصا شد اژدها | این بخورد آن را بتوفیق اله

دست شد بالائے دست این تا کجا | تا به یزدان که الیه المنتهیٰ

کان یکے دریاست بے غور و کران	جملہ دریا ہا چو سیلے پیش آن
حیلہ ہا و چار ہا گر اژدہاست	پیش الا اللہ آنجا جملہ لاست
چون رسید اینجا بیانم سر نہاد	محو شد واللہ اعلم بالرشاد

جبکہ زن عمران کے بچہ پیدا ہوا تو وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس فتنہ سے الگ رہیں ایک چال تو یہ کتا فرعون عور تونکے ساتھ کر چکا تھا اب دیکھو دوسری چال کیا کی وہ یہ کی کہ دائیونکو گھر و نمین جاسوسی کے لئے بھیجا کہ جاکر دیکھو کسکے یہاں نیا بچہ پیدا ہوا ہے یا عنقریب پیدا ہونیوالا ہے یا کوئی ایسا بچہ ہے جو پیدا ہو چکا ہو اور میدان مین نہ لایا گیا ہو اونہوں نے تلاش کیا اور تفتیش کی تو لوگوں نے کسی دائی کو بتلایا کہ یہاں ایک لڑکا ہے کہ میدان مین نہیں لیجایا گیا کیونکہ اوسکے گھر والوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ اسمین کوئی چال ہے اور اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے اوسکے پاس بچہ ہے مگر وہ بڑی چالاک ہے ذرا ہوشیاری سے تلاشی لینی چاہئے اوسنے جاکر پولیس میں اطلاع کی تو اہلکاران خانہ تلاشی کے لئے روانہ ہوئے جب وہ تلاشی کے لئے پہونچے ہیں تو بحکم خداوندی موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اونکو تنور میں ڈالدیا اونکو حکم ہوا تھا کہ یہ بچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے اسکو تم فوراً تنور میں ڈالدو ہم اوسکو بحفاظت یا نارکونی برداً آگ اور دہوئیں کی تکلیف سے محفوظ رکہیں گے اور آگ اوپر تیز گرم نہ ہوگی یہ حکم الہامی سنکر اونہوں نے اونکو جلتی ہوئی آگ میں ڈالدیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر آگ سے کچھہ بھی صدمہ نہ پہونچا پس جبکہ پولیس والوں نے تلاشی لی تو معلوم ہوا کہ گھر میں کوئی لڑکا نہیں ہے اسپر پولیس والے ناکام واپس ہو گئے اوسکے بعد جن لوگونکو لڑکے کے ہونے کی اطلاع تھی اونہوں نے دوبارہ مخبری کی اور پولیس کے ذریعہ سے فرعون کے یہاں پرچہ گذارا یہ سب کیوں کیا محض چند دانگ انعام کے لئے افسوس صد افسوس جب فرعون کے یہاں سے دوبارہ تلاشی کا حکم ہوا تو انھوں نے پولیس سے

کہا کہ تم اس طرف جاؤ اور مکانات میں خوب غور سے دیکھو اس مکان میں یقیناً لڑکا ہے وہ دوبارہ
لڑکے کو تلاش کرنے کے لئے آئے اوسوقت پھر الہام ہوا کہ اسکو دریا میں ڈالدو اور پریشان نہ ہونا
بلکہ بہبودی کی اُمید رکھنا اسکو دریائے نیل میں ڈالدو اور ہم پر بھروسہ رکھو ہم تم کو موسے تک
پہنچادینگے اور وہ تم کو خوش و خرم ملیں گے اس الہام کی بنا پر اونھوں نے موسی کو تابوت میں
بند کر کے دریائے نیل میں ڈالدیا اور معاملہ مہتر کارساز کے سُپرد کیا خیر یہ گفتگو تو ختم ہی نہ ہوگی اب
تم اجمالاً اتنا سُن لو کہ فرعون کے پوری پوری مکر تھے اور اوسنے لاکھوں بچے باہر مارڈالے
لیکن موسے علیہ السلام خود اوسکے گھر میں پرانج رہے تھے اور تقدیر الہی کے سامنے اسکا
کوئی پیچ نہ چل سکتا تھا جہاں کہیں بچہ ملا اوسنے دیوانہ پن سے فوراً مارڈالا یہ اس بظاہر دور بین
اور فی الحقیقت اندھے کی جہالت تھی کہ تقدیر الہی کی مزاحمت کرتا تھا نیز فرعون کا مکر ایک اژدہا
تھا جس نے دُنیا بھر کے بادشاہوں کے مکر و نکو نگل کر اونکو مغلوب کر لیا تھا لیکن اب ایک اسکا بھی
چچا پیدا ہوگیا جو خود اسکو بھی اور اسکے مکر کو بھی دونو نکو نگل گیا یعنی وہ تو اژدہا تھا ہی اب عصائے
موسے اژدہا ہوگیا اور یہ اژدہا بتوفیق الہی اس اژدہے کو کھا گیا بات یہ ہے کہ عالم میں ایک سے
ایک زبردست ہے اور یہ سلسلہ خدا پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ سب سے زبردست ہے اوس سے
زبردست کوئی نہیں کیونکہ وہ ایک نامحدود سمندر ہے جسکی نہ کہیں تہاہ ہے نہ کنارہ اور باقی دریا
اوسکے سامنے سیل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ تدابیر ضرور اژدہا ہیں لیکن ہستی حق سُبحانہ کے
سامنے سب لاشئے محض ہیں میرا بیان یہاں تک پہونچکر ختم ہوگیا اور قدرت حق سُبحانہ میں محو
ہوگیا اب آگے بیان کرنے کی قدرت نہیں ہے اس بیان کو یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ حق سُبحانہ
ہی راستہ سے خوب واقف ہیں وہ ہر کام کو ٹھیک ٹھیک کرتے ہیں نہ اونکے کسی فعل کی کوئی
مزاحمت کرنیوالا ہے اور نہ اونکے کسی کام میں دُنیا دی تدبیروں کی طرح کوئی بے ڈھنگا پن ہو۔

شرح شبیری

موسٰی علیہ السّلام کا پیدا ہو جانا اور سپاہیونکا عمران کی گھر میں

خبر سنکر خانہ تلاشی کیلئے آنا اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو الہام حق ہونا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آگ میں ڈالدو اسلیئے کہ میں اونکی حفاظت کروں گا

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود دامن اندر چید زان آشوب زود

یعنی چونکہ زن عمران نے موسےٰ علیہ السلام کو جنا تھا تو اونھوں نے اس آشوب سے جلدی سے دامن چنا یعنی اونھوں نے چاہا کہ کہیں چھپ جائیں اسلئے کہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ اونکو معلوم تہا کہ وہ لڑکا وہی ہوگا جو کہ مجھسے پیدا ہوگا لہذا اونکو فکر ہوئی کہ کیسیکو خبر نہ ہوجاوے ورنہ غضب ہی ہوجاویگا۔

بعد ازان دستان کہ آن سگ با زنان کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان

یعنی بعد اوس مکر کے جو اوس کتے نے عورتوں کے ساتھ کیا یہ دیکھو کہ اوسیوقت دوسری کیا بات کی یعنی صرف اسی پر اکتفا نہ کی کہ سب کو جمع کرکے بچونکو مارڈالا بلکہ اوس سیور نے آگے بھی اور مکر کیا مگر کیا ہوتا ہے جسکو خدا بچاوے اوسکو کون ہاتھ لگا سکتا ہے اوسکو جو تدابیر سوجہتی تھیں یہ بھی اسلئے تھیں کہ جسقدر زیادہ اوسنے تدابیر کیں اوسیقدر قدرت حق ظاہر ہوتی کہ دیکھ تو نے یہ یہ کیا مگر خبیث پھر تیرے ہی ہاتھوں اونکو پرورش کرایا تیرے ہی گھر میں رکھا ڈوب مر خبیث نالایق سچ یہ ہے کہ خدا کے آگے وہ کیا چل سکتا تھا ہار گیا آگے اوس دوسرے مکر کو بیان فرماتے ہیں۔

آن زنان قابلہ در خانہا بہر جاسوسی فرستاد آن دغا

یعنی دائیونکو جاسوسی کے لئے اوس دغاباز نے گہروں میں بہیجا کہ جاکر دیکھیں کہ شاید کوئی عورت

سنائی ہو اور بچے کو چھپا رکھا ہو لہذا خبیث نے عورتوں سے جاسوسی کرائی)

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست — نامد او میدان کہ در وہم و شکیست

یعنی اون (خبیثنیوں) سے شکایت کی کہ یہاں ایک بچہ ہے کہ وہ میدان میں نہیں آیا اس لئے کہ (اوسکی ماں) وہم و شک میں ہے یعنی وہ خوف کے مارے گئی نہیں اور اوسکے پاس بچہ ہے۔

اندرین کوچہ یکے زیبا زنیست — کودکے دارد و لیکن پرفنیست

یعنی اس کوچہ میں ایک حسین عورت ہے کہ وہ ایک بچہ رکھتی ہے مگر ہے بڑی چالاک (کسیکو دینے والی ہے نہیں) بس یہ سنتے ہی اوسنے سپاہیوں کو تلاشی کا حکم دیدیا اب قدرت دیکھئے کہ ۔

چون عوانان آمدند او طفل را — در تنور انداخت از امر خدا

یعنی جبکہ سپاہی آئے تو اُنھوں نے (والدۂ موسیٰ علیہ السلام نے) بچہ کو حکم خداوندی سے تنور میں ڈالدیا۔

وحی آمد سوئے زن از داد گر — کہ ز نسل آن خلیل است این پسر

یعنی حق تعالےٰ کیطرف سے عورت کو الہام ہوا کہ یہ لڑکا اون خلیل اللہ کی نسل سے ہے (لہذا)

در تنور انداز موسےٰ را تو زود — تا نگہداریمش اندر نار و دود

یعنی موسےٰ کو جلدی سے تنور میں ڈالدو۔ تاکہ اوس آگ اور دہوئیں میں ہم اوسکی حفاظت کریں۔

عصمت یا نار کونی باردا — لا تکون النار حرا شاردا

یعنی یا نار کونی برداً کی عصمت کیوجہ سے یہ آگ گرم اور تیز نہ ہوگی۔

زن بوحی انداخت او را در شرر — بر تن موسےٰ نکرد آتش اثر

یعنی عورت نے الہام کی وجہ سے اونکو شعلوں میں ڈالدیا تو موسیٰ علیہ السلام کے بدن پر آگ نے
اثر نہ کیا اللہ اکبر کیا قدرت ہے پھر والدہ موسیٰ علیہ السلام کے قلب میں کسقدر مضبوطی عطا فرمائی
کہ اونکو الہام کے صحیح ہونے کا اسقدر یقین تھا کہ جانب مخالف کا احتمال ضعیف بھی نہ ہوا اللہ اکبر
تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اے اللہ ہم کو بھی ایسا ہی توکل عطا فرما آمین یا رب العالمین) جب
وہ تنور میں ڈال چکیں اوسکے بعد یہ ہوا کہ۔

پس عوانان خانہ را جستند زود ۔۔۔ ہیچ طفلے اندران خانہ نبود

یعنی پھر سپاہیوں نے گھر کی جلدی سے تلاشی لی تو اوس گھر میں کوئی بچہ نہ تھا اور تنور میں ہونیکا
کسیکو احتمال بھی نہ تہا اور اگر ہوتا تو سمجھتے کہ اچھا ہے جو چاہتے تھے کہ ناپید ہو جاوے۔ وہ
مقصود حاصل ہو گیا۔ لہذا یہ ہوا کہ)

پس عوانان بے مراد آنسو شدند ۔۔۔ باز غمازان کزان واقف بدند

یعنی پس سپاہی بے مراد اوسطرف کو چلے گئے اور پھر تو چغلخوروں نے جو کہ اوس سے واقف تھے۔

با عوانان ماجرا بر داشتند ۔۔۔ پیش فرعون از برائے دانگ چند

یعنی سپاہیوں سے اس قصہ کو فرعون کے سامنے چند دانگوں کے لئے اُٹھایا مطلب یہ کہ جب سپاہیوں
کو وہاں کچھ نہ ملا تو وہ تو نامراد ہو کر واپس ہو گئے مگر جن لوگونکو کہ یہ قصہ معلوم تھا انھوں نے پھر
بچہ کو دیکھا اسلئے کہ بعد جانے سپاہیوں کے والدہ موسیٰ علیہ السلام نے اونکو نکال لیا تہا تو فرعون
کے پاس پھر خبر پہونچائی کہ وہ بچہ موجود ہے اور یہ خبر اسلئے پہونچائی تاکہ کچھ ملجاوے معلوم ہوتا ہی
کہ فرعون نے اس خبر رسائی کیلئے کچھ انعام مقرر کیا ہوگا جب پھر خبر پہونچی تو فرعون نے کہا کہ۔

کاے عوانان باز گردید آنطرف ۔۔۔ نیک نیکو بنگرید اندر غرف

یعنی کہ اے سپاہیوں پھر وہاں جاؤ اور خوب اچھی طرح کھڑکیوں وغیرہ مین دیکھنا۔

باز گشتند آن عوانان جملگان   تا که موسیٰ را بجویند آن زمان

یعنی وہ سپاہی پھر سارے کے سارے اسطرف کو روانہ ہوگئے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو اسیوقت تلاش کریں (لیکن وہ کب ملنے والے تھے انکا محافظ تو حق تعالیٰ تھا)

والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کو پھر الہام ہونا کہ انکو پانی میں ڈالدو

باز وحی آمد کہ در آبش فگن   روئے در اُمید دار و مو مکن

یعنی پھر الہام ہوا کہ انکو پانی میں ڈالدو اور توجہ اللہ میں رکھو اور بال مت اکھاڑو مطلب یہ کہ حق تعالیٰ سے اُمید رحمت رکھو گھبراؤ مت۔

در فگن در نیلش و کن اعتمید   من ورا با تو رسانم رو سفید

یعنی ارشاد ہوا کہ انکو دریائے نیل میں ڈالدو اور (ہم پر) بھروسہ کرو میں انکو تمہارے پاس روسفید پہنچادونگا یعنی صحیح سالم تم تک پہونچ جاوینگے بس اس الہام کے ہوتے ہی۔

مادرش انداخت اندر رود نیل   کار را بگذاشت با نعم الوکیل

یعنی اونکی والدۂ ماجدہ نے انکو دریائے نیل میں ڈالکر کام کو نعم الوکیل پر چھوڑ دیا یعنی توکل کرکے حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا اللہ اکبر یہ دیکھنے کی بات ہے کہ ایک عورت کو اپنے بچے کی نسبت اسطرح یقین ہو جاوے اور احتمال جانب مخالف کا نہو آخر کوئی بتادے کہ یہ کونسی قوت ہے ایسے کیا یہ قوت مادہ کی ہے یا کس کی بس یہ قوت اوس وحدہ لاشریک کی عنایت کردہ ہی ہے اور کسیکو یہ قدرت اور یہ طاقت نہیں ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد فکر باش   جملہ می پیچید ہم در ساق و پاش

یعنی یہ گفتگو تو کہیں انتہا نہیں رکھتی اور اس فرعون کی فکر اوسکی پنڈلی اور پاؤں میں لپٹ رہی تھی مطلب یہ کہ قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا نہیں ہے اب یہ بتاتے ہیں کہ اوس نے جو تدابیر کیں۔ کہ موسے علیہ السلام ظاہر نہ ہوں اوسیقدر اسکو پیچیدگیاں پیش آئیں اوسکی احتیاط اور علم کی یہ حالت تھی۔

صد ہزاراں طفل می کشت از برون　　　خصم اندر صدر خانہ در درون

یعنی وہ باہر سے لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا اور دشمن صدر خانہ کے اندر موجود تھے۔

از جنون می کشت ہر جا بد جنین　　　از حیل آن کور چشم دوربین

یعنی جنون کی وجہ سے جہان کہیں جنین ہوتا اوسکو وہ اندھا دوربین حیلہ کی وجہ سے قتل کرا دیتا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ جو کہ ظاہر میں تو بڑا عاقل اور دوربین تھا گر حقیقت سے اندھا تھا تمام نوزائیدہ بچوں کو قتل کیا کرتا تھا نعوذ باللہ منہ نعوذ باللہ منہ۔

اژدہا بد مکر فرعون عنود　　　مکر شاہان جہان را خوردہ بود

یعنی فرعون کا مکر ایک اژدہا تھا کہ تمام شاہان عالم کی مکروں کو کھا گیا تھا یعنی سب پر غالب آکر ملکوں کو فتح کر چکا تھا اسقدر عاقل تھا۔

لیک زو فرعون ترے آمد پدید　　　ہم ورا ہم مکر او را در کشید

یعنی لیکن ایک اس سے زیادہ فرعون ظاہر ہوئے کہ اسکو اور اسکے مکروں سب کو کھینچ دیا یعنی اوس سے زیادہ موسے علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہ سب کو مغلوب کیا کرتا تھا اور انھوں نے اسکو مغلوب کر دیا۔

اژدہا بود و عصا شد اژدہا　　　این بخورد آن را بتوفیق خدا

یعنی وہ اژدہا تھا اور عصا جو اژدہا ہوا تو وہ (عصا) توفیق حق سے اس فرعون کو کھا گیا مطلب یہ کہ

اوس نے اوس خبیث کو مغلوب کر دیا۔ سبحان اللہ دیکھئے کہ جو لوگ کہ مادہ کو اور عقل کو متصرف کہتے
ہیں اون سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ کہ فرعون کہ جو اسقدر عاقل تھا اتنا بڑا زبردست بادشاہ سب کچھ
مگر جب حکم خداوندی ہوا ایک ذرا سے نطفہ کے ٹھہرنے کو نہ روک سکا پھر اوس سے بڑھکر یہ کہ اوس
دشمن کو اپنے گھر میں پالا۔ اپنی گود میں کھلایا اور اندھے کو یہ خبر نہ ہوئی کہ میں سب کو قتل کر رہا ہوں۔
اور اس بچہ کی خود پرورش کر رہا ہوں بس یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زبردست قوت
ہے کہ اوسکے ہاتھ میں عنان عالم ہے یقلبہا کیف یشاء وہ جسکو چاہے بینا کردے اور جسے چاہے
اندھا کردے۔ جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت راہ مستقیم کی اور
بصیرت اور اپنی محبت اور معرفت عطا فرما آگے مولانا فرماتے ہیں۔

دست شد بالائے دست این تا کجا   تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہی

یعنی ایک قدرت دوسری پر ہے اور یہ کہاں تک ہے ؟ حق تعالٰے تک ہے اسلئے کہ وہی منتہی ہے

کان یکے دریاست بے غور و کران   جملہ دریاہا چو سیلے پیش آن

یعنی اسلئے کہ وہ ایک دریا ہے بے انتہا اور بے کنارہ اور سارے دریا اسکے سامنے مثل ایک سیل کے ہیں

حیلہ ہا و چارہا گر اژدہاست   پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست

یعنی حیلے اور چارے اگرچہ اژدہا ہیں مگر الا اللہ کے آگے سب فنا ہیں یہان پہونچکر مولانا پر
توحید کا غلبہ ہو گیا اسلئے فرماتے ہیں۔

چون رسید اینجا بیانم سر نہاد   محو شد واللہ اعلم بالرشاد

یعنی جب میرا بیان یہاں تک پہونچا تو اس نے سر رکھدیا اور محو ہو گیا واللہ اعلم بالصواب۔
مطلب یہ کہ جب قدرت حق کا بیان شروع ہوا تو بس میں مغلوب ہو گیا اور استغراق طاری ہو گیا
آگے مولانا مضمون ارشادی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

انچہ در فرعون بود اندر تو ہست — لیک اژدرہات محبوس چہ ہست

اے دریغ آن جملہ احوال تو ہست — تو بر آن فرعون برخواہش بست

انچہ گفتم جملگی احوال تست — خود نگفتم صد یکے زانہا درست

گر ز تو گویند وحشت زایدت — ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

چہ خرابت میکند نفس لعین — دور می اندازدت سخت این قرین

این جراحتہا ہمہ در نفس تست — لیک مغلوبے ز جہل ای سخت سست

آتشت را ہیزم فرعون نیست — زانکہ چون فرعون او را عون نیست

گلخن نفس ترا خاشاک نیست — ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست

یک حکایت بشنو از تاریخ گو — تا بری زین راز سر پوشیدہ بو

یہ جو کچھ میں نے فرعون کی حالت بیان کی ہے سب تم پر منطبق ہے مگر تم میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ تمہارے اندر جو اژدہا ہے وہ کوئین میں مقید ہے اور اسکا اژدہا آزاد تھا لہذا اسکی

شرارتیں ظاہر ہوگئیں اور تمہاری وہ شرارتیں دبی ہوئی ہیں۔ ہائے افسوس کہ یہ سب تیری حالتیں اور تیرے اندر موجود ہیں مگر تو ان کو فرعون کے سر منڈھیگا اور اپنے اوپر منطبق نہ کریگا میں پھر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے الف سے ی تک تیری حالت ہے بلکہ اس سے زیادہ ہی میں نے تو اسکا دسواں حصہ بھی ٹھیک ٹھاک بیان نہیں کیا باوجود اسکے تیری یہ حالت ہے کہ جب ان باتوں کو تیری نسبت بیان کیا جاتا ہے تو تو بجائے اسکے کہ غور کرے اور اصلاح کی طرف متوجہ ہو حماقت سے اسپر غصہ ہوتا ہے اور اگر دوسروں کی نسبت بیان کیا جائے تو اسکو محض ایک قصہ سمجھتا ہے۔ اور اس سے عبرت نہیں پکڑتا غرض تیری غفلت انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی ہے اور تو کسیطرح نہیں سمجھتا دیکھہ تو سہی یہ ملعون نفس تجھے کیسا خراب کر رہا ہے اور یہ تیرا یار تجھے حق سُبحانہ سے کسقدر دور کر رہا ہے تو متنبہ کیوں نہیں ہوتا یاد رکھ کہ یہ سب زخم جو ہم نے فرعون کے لئے ثابت کئے ہیں تیرے اندر بھی موجود ہے مگر جہالت تجھپر غالب ہے اس لئے تجھے احساس نہیں ہوتا تیرے اندر آگ بھری ہوئی ہے مگر اُسکے بھڑکانیکا جو سامان فرعون کے پاس تھا وہ تیرے پاس نہیں ورنہ تو بھی فرعون سے کم نہ ہوتا اب جو تو اس سے کم معلوم ہوتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ فرعون کی طرح اس آگ کو مدد نہیں پہونچی خلاصہ کلام یہ ہے کہ تیرا نفس جو ایک پہاڑ کی مانند ہے اسکے اشتعال کا وہ سامان تیرے پاس نہیں جو فرعون کے پاس تھا ورنہ شعلے زنی میں وہ بھی فرعون ہی کی شکل ہے لہذا تجھے اسکی طرف سے غافل نہ رہنا چاہیئے بلکہ ہر وقت اسکی اصلاح کی فکر رکھنی چاہیئے۔ اچھا اب تو ایک حکایت سُن جسکو مورخین نے بیان کیا ہے تاکہ یہ راز سربستہ تجھپر منکشف ہو جاوے۔

انچہ در فرعون بد اندر تو ہست ۔۔۔ لیک اژدرہات محبوس چہ ست

یعنی جو چیز کہ فرعون میں تھی وہ تمہارے اندر بھی موجود ہے لیکن تمہارے اژدہے کنوئیں میں

بند ہیں مطلب یہ کہ مقابلہ قضا یا تکبر یا خود بینی وغیرہ یہ سب خود تمہارے اندر بھی موجود ہیں۔ مگر دبے ہوتے ہیں کسی کے ایمان میں کسی کی صحبت نیک میں کسی کے کہیں میں ورنہ مواد سب ہمارے اندر ہی موجود ہیں تو اسکو دیکھکر خود ہم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور نصیحت حاصل کرنا ضروری ہے اسلئے کہ۔

اے دریغ این جملہ احوال تو است   تو بران فرعون برخوابش بست

یعنی افسوس تو یہ ہے کہ یہ سب احوال تمہارے ہیں اور تم اوس فرعون میں اور اسکے خواب میں بند رہے ہو مطلب یہ کہ تم اسکو صرف قصہ فرعون مت سمجھو اور اسکے خواب پر کار بند مت ہو۔ اسلئے کہ یہ احوال تو خود تمہارے ہیں تو ان سب کو اپنے اوپر منطبق کر کے دیکھو۔

انچہ گفتم جملگی احوال تست   خود نگفتم صد یکے زانہا درست

یعنی میں نے جو کچھ بیان کیا یہ سارے تیرے احوال ہیں اور میں نے خود ہی سو میں سے ایک بھی پورا پورا نہیں بیان کیا اس لئے کہ۔

گر ز تو گویند وحشت زایدت   ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

یعنی اگر تجھ سے کہیں تو تجھے وحشت بڑھتی ہے اور دوسرے سے تم کو فسانہ معلوم ہوتا ہے مطلب یہ کہ اگر تم کو مخاطب بنا کر کہتے ہیں تو تم کو وحشت ہوگی اور جو نفع ہونیوالا تھا وہ بھی نہ ہوگا اور اگر دوسرے کے قصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں تو خیر تم اسکو سن تو لوگے کہ شاید عبرت حاصل ہو جاوے اسلئے کہ دوسروں کے قصوں میں بیان کر کے تم کو تمہارے حالات سنائے گئے ہیں اسلئے کہ ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران   +   گفتہ آید در حدیث دیگران

اور فرماتے ہیں کہ۔

چون خرابت میکند نفس لعین   دور می انداز دت سخت این کمین

یعنی یہ نفس لعین تجھے کسطرح خراب کر رہا ہے اور یہ سانپ تجھے (حق سے) بہت دور ڈال رہا ہے۔

این جراحتہا ہمہ از نفس تست   لیک مغلوبی ز جہل ای سخت سست

یعنی یہ سارے زخم تیرے نفس کی طرف سے ہیں لیکن اے سست تو جہل کی وجہ سے مغلوب ہو رہا ہے اور اس نفس لعین نے تجھے دبا رکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ۔

آتشت را ہیزم فرعون نیست   ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست

یعنی تیری آگ کے لئے ایندھن نہیں ہے ورنہ وہ بھی فرعون کی طرح شعلہ زن ہے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست   ورنہ چون فرعون نار قاہریست

یعنی تیرے نفس کی گلخن کے لئے کوڑا نہیں ہے ورنہ فرعون کی طرح وہ ایک قاہر آگ ہے۔ مطلب یہ کہ مقتضیات نفسانی تو جو فرعون کے اندر تھے وہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں مگر ظاہر اسلئے نہیں ہوتے کہ تمہارے پاس اوسقدر سامان نہیں ہے ورنہ اگر خدانخواستہ کہیں سامان بھی ہوتا تو یقیناً ہم لوگ فرعون سے بھی زیادہ ہو جاتے نعوذ باللہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ بس یہی اچھا ہے کہ ہمیں حق تعالےٰ نے اسقدر سامان ہی نہیں دیا کہ پوری طرح مقتضیات نفسانی کو جاری کر سکیں فضل ہے کہ اللہ تعالےٰ گنجے کے ناخون ہی نہیں دیتے کہ وہ کہاں سے بس اوسکی یہ بہت بڑی رحمت ہے ہم پر فالحمد للہ علی ذالک ۔

شکر نعتہائے تو چندان کہ نعتہائے تو + عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

بس اس قصہ فرعون کو صرف افسانہ ہی مت سمجھو بلکہ اسکو اپنے اوپر تطبیق کر کے اس سے عبرت حاصل کرو کیونکہ السعید من وعظ بغیرہ حدیث میں صاف ہے آگے فرماتے ہیں کہ

یک حکایت بشنو از تاریخ گو   تا بری زین راز سرپوشیدہ بو

یعنی ایک حکایت تاریخ گو سے سنو تاکہ تم اس راز پوشیدہ سے بو لیجاؤ آگے ایک حکایت لاتے ہیں

کہ ایک اژدہا سردی میں افسردہ پڑا ہوا تھا اسکو لوگ مردہ سمجھکر باندہ لائے جب اسکو گرمی لگی۔ تو اوسنے حرکت کی اسوقت لوگ بھاگے کوئی مرا کوئی گرا مولانا فرماتے ہیں کہ یہی حالت نفس کی ہے کہ ابھی تو یہ ایمان میں یا صحبت نیک میں یا کسی اور بات میں دبا ہوا ہے اور مردہ معلوم ہورہا ہے مگر جب یہ اس سے علیحدہ ہوا تو یہ کروٹ لیگا اوسوقت پھر حقیقت معلوم ہوگی اے اللہ نفس و شیطان کے مکروں سے بچائیو اب آگے حکایت سنو۔

شرح حبیبی

مار گیرے رفت اندر کوہسار | تا بگیرد او بافسونہاش مار
گر گران و گر شتابندہ بود | آنکہ جویندست یابندہ بود
در طلب زن دائما تو ہر دو دست | کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب | سوے او می غیژ و او را می طلب
گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ | بوی کردن گیر ہر سو بوئے شہ
گفت آن یعقوب با اولاد خویش | جستن یوسف کنید از حد بیش
ہر کسے خود را درین جستن بجد | ہر طرف رانید شکل مستعد
گفت از روح خدا لا تیأسوا | ہمچو گم کردہ پسر رو سو بسو

از رہ حس دہان پویان شوید — روے جانان را بجان جویان شوید

پرس پرسان مژدگانے جان دہید — گوش را بر چار راہ آن نہید

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید — سو آن سر کاشنائے آن سرید

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے — سوئے اہل لطف رہ یابی بسے

این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف — جزو را بگذار بر کل دار طرف

زشتہائے خلق بہر خوبی ست — برگ بے برگی نشان طوبی ست

جنگہائے خلق بہر آشتی ست — دام راحت دائما بے راحتی ست

خشمہائے خلق بہر مہر خاست — از جفائے خلق اُمید وفاست

ہر زدن بہر نوازش را بود — ہر گلہ از شکر آگہ میکند

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم — بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم

چون عصا در دست موسیٰ گشت یار — جملہ عالم را بدین سان مے شمار

جنگہاے آشتے آرد درست | مار گیر از بہر بازی مار جست
بہر بازی مار جوید آدمے | غم خورد بہر امید بیغمے
او ہمے جستے یکے مار شگرف | گرد کوہستان در ایام برف
اژدہائے مردہ دید انجا عظیم | کہ دلش از شکل او شد پر ز بیم
مار گیر اندر زمستان شدید | مار مے جست اژدہائے مردہ دید
مار گیر از بہر حیرانے خلق | مار گیر دانیت نا دانے خلق
آدمی کوہست چون مفتون شود | کوہ اندر مار حیران چون شود
خویشتن نشناخت مسکین آدمے | از فزونے آمد و شد در کمے
خویشتن را آدمی ارزان فروخت | بود اطلس خویش را بر دلق دوخت
صد ہزاران مار کہ حیران او ست | او چرا حیران شدست و مار دوست
مار گیر آن اژدہا را بر گرفت | سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

اژدہائے چون ستون خانۂ — مے کشیدش از پے دانگانہ

کاژدہائے مردہ آوردہ ام — در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

او ہمے مردہ گمان بردش و لیک — زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

او ز سرما ہا و برف افسردہ بود — زندہ بود وا مالشکل مُردہ بود

عالم افسردہ است و نام او جماد — جامد افسردہ بود اے اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان — تا ببینی جنبش جسم جہان

چون عصائے موسیٰ اینجا مار شد — عقل را از ساکنان اخبار شد

پارۂ خاک ترا چون زندہ ساخت — خاکہا را جملگی باید شناخت

مُردہ زینسو یند و زان سو زندہ اند — خامش اینجا وان طرف گویندہ اند

چون ازان سوشان فرستد سوے ما — آن عصا گردد سوئے ما اژدہا

کوہہا ہم لحن داؤدی شود — جوہر آہن بکف مومی بود

باد حمّال سلیمانے شود | بحر با موسیٰ سخندانے شود
ماه با احمد اشارت بین شود | نار ابراہیم را نسرین شود
خاک قارون را چو مارے درکشد | استن حنانہ آید در رشد
سنگ احمدؐ را سلامے می کند | کوه یحییٰ را پیامے می کند
جملۂ ذرات عالم در نہان | با تو مے گویند روزان و شبان
ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم | با شما نا محرمان ما خامشیم
چون شما سوئے جمادے می روید | محرم جان خدادان چون شوید
از جمادے عالم جان ہا روید | غلغل اجزائے عالم بشنوید
فاش تسبیح جمادات آیدت | وسوسہ تاویلہا بربایدت
چون ندارد جان تو قندیلہا | بہر بینش کردۂ تاویلہا
دعوے دیدن خیال عار بود | بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

که غرض تسبیح ظاہر کے بود — دعوئے دیدن خیال وغے بود

بلکه ہر بیننده را دیدار آن — وقت عبرت مے کند تسبیح خوان

پس چو از تسبیح یادت مے دہد — آن دلالت ہمچو گفتن می بوذ

این بود تاویل اہل اعتزال — وای آنکس کو ندارد نور حال

چون ز حس بیرون نیامد آدمی — باشد از تصویر غیبے اعجمے

این سخن پایان ندارد مارگیر — مے کشید آن مار را با صد زحیر

تا به بغداد آمد آن ہنگامه خواه — تا نہد ہنگامۂ بر چار راه

بر لب شط مرد ہنگامه نہاد — غلغله در شہر بغداد اوفتاد

مارگیرے اژدہا آورده ست — بوالعجب نادر شکارے کرده است

جمع آمد صد ہزاران خام ریش — صید او شد ہر یک آنجا از خریش

منتظر ایشان و او ہم منتظر — تا که جمع آیند خلق منتشر

مردم هنگامه افزون تر شود — گریه و توزیع نیکوتر رود

جمع آمد صد هزاران ژاژخا — حلقه کرده پشت پا بر پشت پا

حلقه گرد او چو رز گرد عریش — همچنان که بت پرستان بر کنیش

مرد را از زن خبر نے زازدحام — رفته در هم چون قیامت خاص و عام

چون همی حراقه جنبانید او — می کشیدند اهل هنگامه گلو

اژدها کز زمهریر افسرده بود — زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهائے غلیظ — احتیاطے کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و اتفاق و انتظار — وز هیاهوی و فغان بے شمار

وز غلو خلق و مکث و طمطراق — تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد — رفت از اعضائے او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت — اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار / گشتشان آن یک تحیر صد هزار

با تحیر نعره ها انگیختند / جملگان از جنبشش بگریختند

می شکست او بند زان بانگ بلند / هر طرف میرفت چاقاچاق بند

بندها بگسست و بیرون شد ز زیر / اژدهایی زشت غران همچو شیر

در هزیمت بس خلائق کشته شد / از فتاده و کشتگان صد پشته شد

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت / که چه آوردم من از کهسار و دشت

گرگ را بیدار کرد آن کور میش / رفت نادان سوی عزرائیل خویش

اژدها یک لقمه کرد آن گیج را / سهل باشد خون خوری حجاج را

خویش را بر استنی پیچید و بست / استخوان خورده را در هم شکست

شهر خالی گشت و اژدرها براند / سوی که گرد از بیابان بر فشاند

نفست اژدرهاست او کی مرده است / از غم بی آلتی افسرده است

گر بیابد آلت فرعون او | کہ بامر او ہمی رفت آب جو
آنگہ او بنیاد فرعونے کند | راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند
کرمکست این اژدہا از دست فقر | پشۂ گردد ز جاہ و مال قصر
اژدہا را دار در برف فراق | ہین مکش او را بخورشید عراق
تا فسردہ مے بود آن اژدہاست | لقمۂ اوئی چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات | رحم کم کن نیست او ز اہل صلات
کان تف خورشید شہوت سر زند | آن خفاش مردہ ریگیت پر زند
می کشانش در جہاد و در قتال | مردوار اللہ یجزیک الوصال
چونکہ آن مرد اژدہا را آورید | در ہوائے گرم خوش شد آن مرید
لاجرم آن فتنہ ہا کرد اے عزیز | بلکہ صد چندانکہ ما گفتیم نیز
تو طمع داری کہ او را بے جفا | بستہ داری در وقار و در وفا

هر خسے را این تمنا کے رسد	موسئے باید کہ اژدرہا کشد
صد ہزاران خلق زاژدرہای او	در ہزیمت کشتہ شد لے وای او
وز طمع ہم خویش را بر باد داد	گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

ایک سپیرا پہاڑوں میں اس غرض سے گیا کہ اپنے منتروں کے ذریعہ سے کوئی سانپ پکڑے اتنا فرماکر دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طالب کسی قسم کا ہو خواہ سست رفتار ہو یا تیز رفتار لیکن جب کوشش کرتا رہتا ہے تو مطلوب اسکو مل ہی جاتا ہے۔ جب یہ اصول معلوم ہو گیا تو تم کو چاہیئے کہ ہمہ تن اور ہمیشہ حق سبحانہ کی طلب میں سرگرم رہو اسلئے کہ طلب اور جستجو راہ حق کا عمدہ رہبر ہے چنانچہ کوئی صاحب فرماتے ہیں۔ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست۔ تم خواہ لنگڑے ہو یا لنجے کاہل ہو یا نقصان عقل کے سبب بے ادب۔ غرض کیسے ہی ہو تم کو اس راہ میں گھٹنوں کے بل چلنا چاہیئے۔ اور حق سبحانہ کو ڈھونڈھنا چاہیئے کبھی گفتار سے کبھی خاموشی سے کبھی تاڑنے سے غرض جسطرح ممکن ہو حق سبحانہ کا پتہ لگانا چاہیئے۔ دیکھو یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں سے کہا تھا کہ یوسف کی تلاش میں حد سے زیادہ کوشش کرو اور اس تلاش میں نہایت مستعدی کے ساتھ ہر حس سے کام لو۔ آنکھ سے بھی زبان سے بھی کان سے بھی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دیکھو رحمت خدا سے نا اُمید نہ ہونا ؎

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار ✤ نہ ہو تجھ سے مایوس اُمیدوار

پس تم حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اس وصیت کو دستاویز بناؤ۔ اور حضرت حق کو یوں ہر طرف ڈھونڈھو جسطرح کسیکا لڑکا گم ہو جاتا ہے تو وہ ڈھونڈھتا ہے تم حس دہن یعنی قوت تکلم سے بھی کام لو۔ اور جس شخص پر گمان ہو کہ وہ جانتا ہے اوس سے دریافت کرو۔ اور دیدار

محبوب حقیقی کے جان و دل سے طالب ہو اور مژدہ نشان یابی مطلوب کی امید پر پوچھتے پوچھتے جان دیدہ و اور مطلوب کے چورا ہے پر کھڑے ہو کر خوب کان لگاؤ یعنی جب تمہارے سامنے مختلف رستے ہوں تو اٹکل پچو ایک طرف کو نہ چلدو بلکہ خوب غور کرو جس طرف اس حقیقت کے آثار معلوم ہوں جس سے کہ تم روز ازل سے واقف ہوا و سطرف چلدو اب کچھ اسکے پتے ہم تم کو بتلاتے ہیں غور سے سُنو جس کسی کے اندر کوئی عمدہ بات دیکھو تو سمجھو کہ وہ تم کو اپنے سرچشمہ کی رہنمائی کرتی اور تم کو حق سُبحانہ کا پتہ دیتی ہے کیونکہ جملہ کمالات حق سُبحانہ ہی کے کمالات کے ظلال و عکوس ہیں اور حق سُبحانہ ان کاموں کا یوں ہی سرچشمہ ہے جسطرح کہ ندیوں کا سرچشمہ گہرا سمندر ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں تم کو فروع کو چھوڑ کر اصل کو مطمح نظر بنانا چاہیئے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ خوبیاں مطلوب کی طرف رہنمائی کرتی ہیں تو اب سُنو کہ بُرائیاں بھی رہنمائے مطلوب ہیں اسلئے کہ مخلوق میں جسقدر بُرائیاں ہیں سب کا انجام کوئی نہ کوئی خوبی ہے اور یہ سامان بے سروسامانی کسی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے مثلاً مخلوق کے غصے کسی نہ کسی شفقت کے لئے ہوتے ہیں خواہ اسطرح کہ ان سے مقصود ہی نفع رسانی ہو اور خواہ اسطرح کہ انکی برائی سے شفقت کی خوبی معلوم ہو اور آدمی غصہ کو چھوڑ کر شفقت اختیار کریں اور خواہ یوں کہ مخلوق کا بیجا غصہ رحمت خداوندی کا باعث ہوتا ہے اور اسکے سبب سے مظلوم پر رحمت ہوتی ہے اور خواہ اسلئے کہ آدمی مخلوق کے غصوں سے تنگ ہو کر حق سُبحانہ سے دل لگاتا ہے پس ثابت ہوا کہ غصہ کا انجام محبت ہے اور مخلوق کی جفا میں امید وفا جھلکتی ہے۔ نیز مخلوق کی جتنی لڑائیاں ہیں سب کا انجام صلح ہے خواہ یوں کہ لڑائی ختم ہو کر صلح ہو جائے اور یا یوں کہ اس سے مطلوب حاصل ہو جائے جو کہ مطلوب کے ساتھ صلح ہے اور یا اس طرح کہ مخلوق کی لڑائیوں سے پریشان ہو کر حق سُبحانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرے جو کہ حق سبحانہ کے ساتھ صلح ہے۔ علی ہذا تکلیف کا انجام ہمیشہ راحت ہوتا ہے۔ خواہ تکلیف اُٹھانے والے کیلئے ہو پھر خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور خواہ دوسروں کیلئے ہو۔ جیسے کہ کفار کی تکلیف مومنین کی راحت کا سبب ہے کہ انکو اپنے آپ کو اس تکلیف سے محفوظ دیکھکر خوشی ہوتی ہے یوں ہی ہر گلہ شکر سے مبنی ہے۔ کیونکہ گلہ کا منشا تکلیف ہے۔

اور ہر تکلیف موجب راحت ہے اور ہر راحت موجب شکر اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ برائیاں بھلائیوں کے لئے ہوتی ہیں اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ بھلائیاں حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اس مقدمہ کو اسکے ساتھ ملانے سے نتیجہ نکلا کہ برائیاں بھی موصل الی الحق ہیں پس تم کو فروع سے اصل کا اور ایک ضد سے دوسری ضد کا پتہ لگانا چاہیئے کیونکہ ہم تبلا چکے ہیں کہ برائیوں کا انجام بھلائی ہے اگر اب بھی اسمیں کچھ شبہ باقی ہو کہ برائی کا انجام بھلائی کیونکر ہو سکتا ہے اور ایک ضد منقلب الی الضد الآخر کیونکر ہو سکتی ہے تو سمجھو کہ موسیٰ علیہ السّلام کی لاٹھی جماد تھی یا نہیں اور اژدہا حیوان ہوتا ہے یا نہیں اور جمادیت و حیوانیت میں تضاد ہے یا نہیں اور موسے علیہ السّلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی یا نہیں ان تمام سوالات کا جواب یہ ہی ہے کہ بیشک پھر جبکہ موسے علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی تو اور تمام کو بھی اسی پر قیاس کرلو اور سمجھ لو کہ اور اشیاء بھی اپنی ضد کی طرف منقلب ہو سکتی ہیں اور جنگوں سے صلحیں پیدا ہو سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ اسی اصول پر سپیرے نے تماشہ کے لئے سانپ پکڑا تھا اور خوشی کے لئے اپنے کو خطرہ میں ڈالا تھا اور کچھ اسی سپیرے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر آدمی تماشہ کیلئے سانپ پکڑتا ہے اور بیغمی کی اُمید پر غم کھاتا ہے خیر یہ تو ضمنی مضمون تھا اب اصل حکایت سُنو وہ سپیرا برفباری کے زمانہ میں پہاڑوں کے اندر ایک عجیب سانپ تلاش کر رہا تھا کہ ایک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا جسکی صورت کے دیکھنے سے اُسکو سخت دہشت معلوم ہوئی مردہ پڑا ہوا ہے وہ تو اس سخت جاڑے میں سانپ ہی تلاش کر رہا تھا لیکن اسکو اُسکی خواہش سے بڑھکر اور اسکے زعم میں مردہ اژدہا ملگیا جس سے اسکو بیحد خوشی ہوئی اب تم غور کرو کہ مخلوق بھی کسقدر ناداں ہے کہ سپیرا آدمی ہو کر مخلوق کو متعجب کرنے کے لئے سانپ پکڑتا ہے اور مخلوق باوجود آدمی ہونے کے اُس سے حیران اور متعجب ہوتی ہے غضب کی بات ہے کہ جو پہاڑ کی مثل اپنے اندر ہزاروں سانپ و دیگر عجائبات رکھتا ہے پھر وہ کیسے ان معمولی چیزوں پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور پہاڑ جو سانپوں کا معدن ہے وہ ایک سانپ سے کیسے دنگ ہو جاتا ہے افسوس کہ آدمی نے اپنی حقیقت کو نہیں پہچانا اور اوج ترقی سے حضیض تنزل میں گر گیا اُس نے اپنے کو ان خرافات میں پھنسا کر خراب کر لیا اور اپنے کو بہت تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالا۔

اور اطلس ہو کر گذری کا پیوند بنگیا پہاڑ کے لاکھوں سانپ تو خود اس کی جامعیت
اور اسکی عجائب وغرائب سے حیران ہیں پھر وہ سانپ سے کیوں متعجب ہوتا ہے اور کیوں انکو
دوست رکہتا ہے خیر اُس نے اژدہے کو لے لیا اور لوگونکو متعجب کرنے کے لئے بغداد کیطرف
چلدیا اژدہا جو کہ مکان کے ستون کی طرح موٹا تازہ تہا وہ اسکو کچہہ داموں کے خاطر کہینچے لئے جاتا
تہا وہ خیال کرتا تہا کہ میں اسے لوگونکو دکہاونگا اور کہونگا کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں اور
میں نے اسکے شکار کرنے میں بہت خون جگر کہایا ہے وہ اسکو مُردہ سمجہتا تہا لیکن واقع میں وہ
زندہ تہا اور اسنے غور سے اُسے نہ دیکہا تہا سردی اور برف میں ٹہٹرا ہوا اور زندہ تہا مگر صورۃ
مُردہ تہا یوں ہی تم کو سمجہنا چاہیئے کہ عالم بہی ٹہٹرا ہوا ہے اور اسیواسطے اوسکا نام جماد ہے کیونکہ
جامد ٹہٹرے ہوئے ہی کو کہتے ہیں تم اسکو مردہ سمجہتے ہو مگر ذرا دم لو اور خورشید محشر کو طلوع ہونے
دو پھر جسم عالم کی حس وحرکت دیکہنا اسوقت تم کو یقین ہوگا کہ فی الحقیقت یہ مردہ نہ تہا بلکہ
ٹہٹرا ہوا تہا اگر کچہہ بہی عقل ہو تو اجسام ساکنہ کی حیات اب بہی معلوم ہو سکتی ہے موسیٰ علیہ السلام
کی لاٹہی جماد تہی مگر وہ سانپ اور حس وحرکت کرنے والی بنگئی اس واقعہ نے دیگر اجسام ساکنہ کی
حالت بہی بتلادی کہ وہ فی الحقیقت مردہ نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنی حس وحرکت ظاہر
کرنے کے لئے امر خداوندی کے منتظر ہیں جسوقت انکو حکم ہوجاتا ہے وہ اپنی حس وحرکت مخفیہ
کو ظاہر کر دیتے ہیں دور کیوں جاؤ خود اپنی ہی حالت کو نہ دیکہہ لو کہ تم ایک مُشت خاک تہے
اور اب زندہ ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ خاک میں صلاحیت حس وحرکت وحیات ہے
جب اوسمیں صلاحیت ہے اور یہ مشاہد ہے تو پھر اسکے حیات میں استبعاد کیوں جب
حیات ارض مستبعد نہیں تو بقیہ اجزاء عالم کو بہی اسی پر قیاس کرلو اور سمجہہ لو کہ انکی حیات بہی
مستبعد نہیں اور جبکہ انکی حیات مستبعد نہیں اور نصوص و مکاشفات اہل اللہ اسکو ثابت کرتے
ہیں تو انکار کی کون وجہ ہے پس ثابت ہوا کہ وہ تمہاری طرف سے مردہ ہیں اور حق سُبحانہ
کی طرف سے زندہ اور تمہاری طرف سے خاموش ہیں اور حق سُبحانہ کی طرف سے گویا۔
اور جبکہ وہ انکو ہماری طرف بہیجتا ہے یعنی انکو اظہار حس وحرکت کا حکم دیتا ہے تو انکی حرکت
وحس ظاہر ہوجاتی ہے اور لاٹہی اژدہا بنجاتی ہے پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح

خوش آواز بنجاتے ہیں لوہا اپنے اندر معرفت رکھتا ہے کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ
کو پہچانتا ہے اسکے اندر موم بنجاتا ہے اور دوسرے ہاتھوں میں اپنی حالت پر رہتا ہے
ہوا امر سلیمانی کو پہچانتی ہے کہ انکو باربرداری کا کام دیتی ہے اور دوسروں کو نہیں دیتی
حجر موسےٰ علیہ السلام کی بات کو پہچانتا ہے کہ انکے لئے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور دوسروں
کے لئے نہیں ہوتا چاند جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کو سمجھتا ہے کہ دو
ٹکڑے ہوجاتا ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتا آگ ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی ہے
کہ گلزار ہوجاتی ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتی زمین موسےٰ اور قارون کو پہچانتی ہے
کہ ان کے حکم سے انکو سانپ کی طرح نگلجاتی ہے استن حنانہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو پہچانتا ہے کہ وہ ایک مناسب کام کرتا ہے کہ آپکے فراق میں روتا اور آپکی تسکین سے
خاموش ہوجاتا ہے پتھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے کہ انکو سلام کرتا
ہے پہاڑ یحییٰ علیہ السلام کو پہچانتا ہے کہ انکو پیام پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ میرے اوپر
تشریف لائیے یہاں کفار آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکینگے غرض تمام اجزاء عالم حس وحرکت
رکھتے ہیں اور رات دن تم سے کہتے ہیں کہ ہم سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اور ہم بہت خوش
ہیں لیکن تم نامحرم ہو اسلئے تمہارے سامنے خاموش ہیں واقعی بات یہی ہے کہ جب تم اپنی
حرکات ناشایستہ سے جماد بنے جارہے ہو اور اپنی قویٰ مدرکہ کو معاصی سے روز بروز خراب
کررہے ہو تو تم ارواح جمادات کے محرم راز کیونکر ہوسکتے ہو اگر تم کو انکی حیات پر مطلع ہونیکی
ضرورت ہے تو عالم جان کی طرف چلو اور اپنے قویٰ مدرکہ باطنہ کو امراض سے پاک کرو پھر
اجزائے عالم کا شور سنو اسوقت تم کو جمادات کی تسبیح صاف طور پر معلوم ہوگی اور انکی تسبیح
کے بارہ میں جو تم تاویلیں کرتے ہو انکا وسوسہ بھی تم کو نہ ہوگا چونکہ تم اپنی جان کے اندر نور حق
سبحانہ نہیں رکھتے اسلئے معرفت جمادات کے لئے تم تاویلیں کرتے ہو اور کہتے ہو کہ معرفت
جمادات کا دعویٰ ایک شرمناک خیال ہے بلکہ وہ آلہ معرفت حق سبحانہ ہیں اسلئے معرفت عارف
کو انکی طرف مجازاً منسوب کردیا گیا ہے کیونکہ انکی تسبیح سے تسبیح ظاہری مقصود نہیں انکی معرفت
کا دعویٰ تو خیال باطل اور کھلی گمراہی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ دیکھنے والونکو ان کا دیکھنا

عبرت کے وقت تسبیح خواں بناتا ہے پس چونکہ وہ تم کو تسبیح یاد دلاتے ہیں اسلئے انکی دلالت
مثل گویائی کے سمجھی جاتی ہے اسلئے تسبیح کو انکی تسبیح کہا جاتا ہے یہ تاویل ہے معتزلہ کی
جو مبنی ہے اسپر کہ وہ صرف قال رکھتے ہیں اور نور حال نہیں رکھتے اور جو شخص اپنے اندر
نور حال نہیں رکھتا اسکی حالت نہایت قابل افسوس ہے کہ وہ جہل مرکب میں گرفتار رہتا
ہے اور اسکا منشا حواس جسمانیہ میں مشغول رہتا ہے جبتک آدمی حواس جسمانیہ کی مشغولی
کو چھوڑکر حواس باطنیہ کی اصلاح نہیں کرتا اسوقت تک صورت غیبیہ سے ناواقف رہتا ہے
یہ گفتگو تو ختم بھی نہ ہوگی اسکو چھوڑو اور قصہ سنو وہ سپیرا اوس ستون کے ستون اژدہے
کو بڑی مصیبت سے کھینچتا ہوا بغداد تک لایا اور چاہا کہ کسی چوراہے میں تماشہ کرے
بالآخر لب دریا اُس نے تماشہ کیا اور سارے شہر میں شور مچ گیا کہ ایک سپیرا اژدہا
لایا ہے اور نہایت حیرت انگیز اور عجیب شکار کیا ہے یہ سُنکر سیکڑوں احمق جمع ہوگئے اور
اپنی حماقت سے ہر ایک اسکا شکار ہوگیا ادہر وہ لوگ منتظر تھے کہ جلدی تماشا دکھلائے
ادہر وہ منتظر تھا کہ لوگ خوب اچھی طرح جمع ہوجائیں اور تماشائی لوگ زیادہ ہوجائیں کہ
بھیک اور چندہ زیادہ ہو غرض کہ لاکھوں بیہودہ لوگ جمع ہوگئے اور سب اسکے گرد حلقہ
کئے ہوئے تھے لوگوں کی کثرت سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ پاؤں پر پاؤں رکھا ہوا تھا
سب کے سب اُسکو یوں گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کی بیلیں انگور کی ٹٹی کو یا جسطرح بت پرست
بتخانہ کو کثرت کے سبب مرد و عورت میں تمیز نہ تھی اور خاص و عام یوں ملے جلے جا رہے
تھے جیسے قیامت میں جب وہ ڈگڈگی بجاتا تھا تو لوگ ہاؤ ہو سے اپنے گلے پھاڑ رہے تھے
اور اژدہا جو کہ کڑاکے کے جاڑے سے ٹھٹھرا ہوا تھا وہ سیکڑوں ٹاٹ اور پردوں میں دبا ہوا
تھا اوسنے مزید احتیاط یہ کی تھی کہ اسکو بڑے موٹے رسوں میں جکڑ رکھا تھا لوگوں کے
توقف اور اسکے اتفاق وانتظار اور ہائے ہوا اور بیحد چیخ پکار اور مخلوق کے غلو اور توقف اور
مجمع کے شان و شوکت میں آفتاب خوب گرم ہوگیا اور آفتاب گرم رفتار نے اژدہے کو خوب
گرم کردیا اور اسکے اعضاء سے سرد خلطیں پگھل گئیں تعجب کی بات ہے کہ وہ مردہ اژدہا اب
زندہ ہوگیا اور اسنے حرکت شروع کی لوگ اس مرے ہوئے اژدہے کی حرکت سے نہایت

متحیر ہوئے اور حیرت سے چلانا شروع کیا کہ ارے یہ تو زندہ ہو گیا ارے یہ تو زندہ ہو گیا اور
اسکی حرکت کو دیکھ کر سب بھاگ گئے وہ اژدہا اس شور سے گھبرا کر رسوں کو یوں توڑتا تھا وہ
تڑاق تڑاق ٹوٹ کر ہر طرف جا رہے تھے غرض کہ سب رسے ٹوٹ گئے اور اسکے نیچے سے وہ خبیث
اژدہا شیر کی طرح غراتا ہوا نکلا بہاگنے میں بہت سے لوگ مر گئے اور گرنے اور مرنے والوں کے
تودے لگ گئے مارے خوف کے سپیرا بھی وہیں سوکھ کر رہ گیا اور خیال کیا کہ میں پہاڑوں
اور جنگلوں سے کیا بلا اٹھا لایا دیکھو اس اندھی بھیڑ (سپیرے) نے بڑے (اژدہے) کو جگایا
اور خود اپنی حماقت سے ملک الموت کے پنجے میں پھنسے کیونکہ اسنے اس سپیرے کو نگل لیا اور
یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ وہ تو حجاج بن یوسف کیطرح خونخوار تہا اور حجاج کے لئے خونخواری کو نسا
مشکل کام ہے جب وہ اسکو نگل چکا تو ایک ستون سے لپٹا اور زور کیا حتی کہ اسکے پیٹ کے
اندر اس سپیرے کی ہڈیاں پسلیاں سب چور چور ہو گئیں اوسکے خوف سے شہر خالی ہو گیا اور
وہ جنگل کی گرد اوڑاتا ہوا پہاڑوں کی طرف چلدیا اب تم اس قصہ سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ نفس ایک
اژدہا ہے جو ہنوز مرا نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کا سامان نہ ہونے کے غم میں ٹھٹھرا
ہوا ہے اگر اسکو بھی فرعون کا سامان مل جاوے جسکے حکم سے رود نیل چلتا تہا تب وہ بھی فرعونیت
کی عمارت قائم کرے اور سیکڑوں موسے و ہارون جیسے اہل اللہ کی رہزنی پر مستعد ہو جاوے
اب جو وہ ایک معمولی کیڑا ہے اوسکی وجہ اوسکی محتاجی ہے اگر اسکو جاہ و مال ملجاوے تو وہ ہی
فرعون بنجاوے اسلئے کہ جاہ و مال کے بدولت ایک مچھر سا کمزور شخص چرغ کی طرح قوی ہو سکتا
ہے لہذا تم کو چاہیئے کہ تم اس اژدہائے نفس کو مفارقت خواہشات کی برف میں رکھو اور ہرگز اسکو
اوسکی خواہشات پورا کرکے گرمی نہ پہنچاؤ تاکہ وہ اژدہا ٹھٹھرا ہی رہے کیونکہ اگر وہ بچ گیا تو تمہیں
کھا ہی جاویگا پس اسے شکست دیکر اپنی شکست سے بیخوف ہو جاؤ اور اسپر رحم نہ کرو اسلئے کہ
وہ کسی ہمدردی کا مستحق نہیں کیونکہ جب تم اسکی ہمدردی کروگے تو خواہشات نفسانی کی آفتاب کی
گرمی ظاہر ہوگی اور اسکے سبب ذلیل نفس جو نور حق سبحانہ کی تاب نہ لانے کے سبب مثل
خفاش ہے پر پرزے جھاڑ کر تیار ہوگا تم کو چاہیئے کہ مردوں کی طرح کہ اوسکو مجاہدہ اور جنگ
کے میدان میں کھینچ لاؤ اللہ جل شانہ ان مشقتوں کے عوض تم کو دولت وصل سے کامیاب

کرینگے دیکھو جب وہ اژدھا کو کھینچ لایا تھا تو گرم ہوا میں وہ چاق چوبند ہو گیا تھا اور اسنے
چاق چوبند ہو کر وہ فتنے برپا کئے جو تم سن چکے ہو بلکہ جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اُس سے
سو گونہ زائد یوں ہی اگر تمہارا نفس چاق و چوبند ہو گیا تو وہ فتنے برپا کریگا لہذا تم کو ضرور مجاہدات
اور اسکے ساتھ جنگ کرنی چاہیئے اور تکالیف سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ تم یہ جانتے ہو کہ بلا مشقت
و محنت اوسکو پابند و فادار و دیکھو لیکن ہر شخص کی یہ تمنا پوری نہیں ہوتی اژدہے کو کھینچنے اور
اوسکو بلا مشقت منقاد کرنے کے لئے موسے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے اونھوں نے اژدہے
کو یوں مسخر کیا تھا کہ خود اسکے ضرر سے محفوظ رہے اور اسکو دشمنوں کی ہلاکی کا ذریعہ بنایا
سو ہر شخص ایسا کہاں ہو سکتا ہے تم اس سپیرے سے عبرت پکڑو کہ اس کمبخت کے اژدہے
نے کتنے لوگوں کو بہا گتے میں مار ڈالا اور طمع سے اپنے کو بھی برباد کیا بس نفس بھی زندہ ہو کر
یہ ہی حالت کریگا ختم شد واللہ اعلم بصحۃ القصۃ والاستنباطات۔

شرح شبیری

ایک سپیرے کی حکایت کہ اُس نے ایک ٹھٹرے ہوئے اژدھا کو مرا ہوا خیال کیا
اور اسکو رسیوں میں لپیٹ کر اور باندھکر بغداد میں لایا۔

مارگیرے رفت سوئے کہسار　　تا بگیرد او بافسونہاش مار

یعنی ایک سپیرا کوہسار میں گیا تاکہ اپنے افسونوں سے سانپ پکڑے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ

گرگران و گرشتابندہ بود　　آنکہ جوئیدست یابندہ بود

یعنی خواہ کسلمند خواہ چست و چالاک (کوئی) ہو جو طالب ہے وہ یابندہ ہے مطلب یہ ہے
کہ جو شخص جس کا طالب ہو اُسکو وہ شئے مل ہی جاتی ہے طلب اور تُو کی ضرورت ہے طلب
لگی رہے کبھی نہ کبھی مل ہی رہے گی۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست　　　که طلب در راہ نیکو رہبر ست

یعنی تم طلب میں دونوں ہاتھ لگاؤ اسلئے کہ طلب راہ میں اچھا رہبر ہے مطلب یہ کہ منجملہ اور شرائط راہ یابی کے ایک طلب بھی ہے اور یہ ایک اچھی شرط ہے کہ بے اسکے اور شرائط کارگر نہیں ہوتے تو چونکہ یہ شرط راہ یابی ہے اسلئے اسکو رہبر سے تعبیر کر دیا تو صرف طلب ہی رہبر نہیں ہے اور بغیر اسکے اور چیزیں بھی کارآمد نہیں ہیں۔

لنگ ولوک وخفتہ شکل و بی ادب　　　سوئے او مے غیژ و او را مے طلب

یعنی لنگڑا لولا اور خفتہ شکل بے ادب جیسا بھی ہو اسکی طرف گھٹنیوں سے چلتا رہ اور اسکو طلب کر مطلب یہ کہ تو کتنا ہی نکما کیوں نہ ہو اور طلب کتنی ہی کم کیوں نہ ہو مگر ہونی چاہیئے بس جب طلب ہو اور اسکی تلاش میں لگے رہو گے تو ایک دن پہونچ ہی جاؤ گے اگرچہ زیادہ دن میں ہی اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو شخص کنواں کھود رہے ہیں تو ایک تو ایک دن میں ایک ہاتھ کھودتا ہے اور دوسرا ایک بالشت کھودتا ہے تو جو ایک ہاتھ کھودتا ہے ظاہر ہے کہ جلدی کھودیگا اور جو ایک بالشت روزانہ کھودتا ہے وہ زیادہ دن میں کھودیگا مگر کھود وہ بھی لیگا اسیطرح جسکو طلب زیادہ ہے واصل الی الحق جلدی ہوگا اور جسکو کم ہے وہ ذرا دیر میں ہوگا مگر انشاء اللہ محروم وہ بھی نہ رہیگا پس طلب کرتے رہنا شرط ہے اے اللہ ہمیں استقامت و استدامت علی الطاعات نصیب فرما۔

گہ بگفت وگہ بخاموشی وگہ　　　بوئے کردن گیر ہر سو بوئے شہ

یعنی کبھی گفتگو سے اور کبھی خاموشی سے اور کبھی سونگھنے سے بوئے شہ کو حاصل کر مطلب یہ کہ جس طرح اور جس حالت میں بھی ہو اسکی طلب میں لگے رہو آگے طلب کی ایک مثال فرماتے ہیں کہ

گفت آن یعقوب با اولاد خویش　　　جستن یوسف کنید از حد بیش

یعنی اون یعقوب علیہ السلام نے دیکھو اپنی اولاد سے کہا تہا کہ یوسف کی حد سے زیادہ تلاش کرو اسطرح کہ۔

ہر حسے خود را درین جستن بجد ہر طرف رانید شکل مستعد

یعنی اپنی ہر حس کو اس تلاش کرنے میں کوشش کے ساتھ ہر طرف مستعد کی طرح چلاؤ۔

گفت از روح خدا لاتیأسو ہمچو گم کردہ پسر راسو بسو

یعنی انھوں نے فرمایا کہ رحمت حق سے ناامید مت ہو اور گم کردہ پسر کی طرح ادہر اودہر چلو جاؤ مطلب یہ کہ اونھوں نے فرمایا کہ جسطرح کہ وہ شخص کہ جسکا لڑکا کھو جاوے اپنے بچے کو تلاش کیا کرتا ہے اسیطرح تم اپنے بھائی کو تلاش کرو اور رحمت حق سے ناامید مت ہو اوپر کہا تہا کہ ہر حس سے اوسکو تلاش کرو آگے اسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ۔

از رہ حس دہاں پرسان شوید روئے جاناں را بجان جویاں شوید

یعنی منہ کے راستہ سے تو پوچھو اور روئے جاناں کو جان (و دل) سے تلاش کرو مطلب یہ کہ منہ سے پوچھو اور دل سے تلاش کرو اسیطرح سالک کو چاہیئے کہ منہ سے تو راستہ شیخ سے پوچھے اور دل سے طلب میں لگا رہے اور اپنی یہ حالت کرے کہ۔

پُرس پُرسان مژدگانے جان نہید گوش را بر چار راہ آن نہید

یعنی پوچھتے پوچھتے جان دے دو اس حال میں کہ تم مژدہ دیے گئے ہو اور کان کو اوس کی چار راہ پر رکہدو مطلب اس طرح سمجھو کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اسپر مستقیم ہو گئے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور بشارت حاصل کرو اس جنت کی کہ جسکا تم وعدہ کیے جاتے تھے

تو دیکھو جو لوگ کہ ایمان پر مستقیم ہوں اُنکے لئے حق تعالےٰ جنت دیتے ہیں تو پس اب سمجھو
مولانا فرماتے ہیں کہ جب طلب کروگے اور طلب ہی میں جان دیدوگے تو یہ استقامت
علی الطلب ہے اور جب استقامت ہوگی تو بشارت جنت ظاہر ہے بس معلوم ہوگیا کہ طلب
کرتے کرتے جان دیدو اور پھر بشارت حاصل کرو اور اسکے چوڑا ہے پر کان رکھو کہ کس طرف سے
مرشد اور رہنا کی آواز آتی ہے جدہر سے آواز معلوم ہو اُسی طرف کو روانہ ہو جاؤ انشاء اللہ اگر
دل گواہی دے کہ یہ سچ کہہ رہا ہے تو وہی راہ ہدی ہوگی اور اپنی یہ حالت کرلو کہ۔

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید — سوئے آن سر کاشنای آن سرید

یعنی جہاں سے کہ بوئے خوش آوے اُدہر ہی بولیجاؤ طرف اُسی بھید کے جسکے تم پہلے سے
آشنا ہو مطلب یہ کہ جدہر تمہارا قلب گواہی دے کہ اُدہر راہ ہدایت ہے اسی طرف کو روانہ
ہو جاؤ اور فرماتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جسکی کہ اب شناخت کرنا پڑے بلکہ یہ وہ آواز
ہے کہ جسکے تم فطرت سے آشنا ہو اس لئے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ حدیث میں موجود
ہے تو اُس آواز کے آشنا تم جب فطرت سے ہوئے تو وہ کوئی نئی بات نہ رہی ابتدا انشاء اللہ
ذرا سی طلب ہوگی تو وہ تم کو ملجاویگی۔

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے — سوئے اصل لطف رہ یابی بسے

یعنی جہاں کہیں کسی میں کوئی خوبی دیکھو تو اس سے اصلی خوبی کی طرف بہت راہ یابی ہوسکتی
ہے مطلب یہ کہ جہاں کہیں کوئی تعجبی دیکھو تو اس سے اسکے صانع پر استدلال کرو کہ ع
چہ باشد آن نگار خود کہ بندد این نگارہا۔ توبس جب تم ہر خوبی اور ہر کمال اور ہر صنعت سے
استدلال حق تعالےٰ کی خوبی اور کمال اور صنعت پر کروگے تو یہ خوبی اور یہ کمال غیر اللہ
کا بھی راہبر ہو جاویگا اس لئے کہ۔

این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف — جزو را بگذار و بر کل دار طرف

یعنی یہ تمام ندیاں ایک عمیق دریا سے ہی ہیں تو جز و کو ترک کرو اور کل پر نظر کرو مطلب یہ کہ چونکہ یہ سب عالم اُسکے ظل ہیں تو اُس اصل کو حاصل کرو اور ان توابع کو ترک کرو جزو سے مراد تابع ہے ورنہ حق تعالےٰ کے اجزا کب ہیں تو دیکھو ان غیر اللہ کے یہ کمالات بھی موصل ہو گئے ہیں آگے فرماتے ہیں۔

زشتہائے خلق بہر خوبیست   برگ بے برگی نشان طوبیست

یعنی مخلوق کی برائیاں خوبی کے واسطے ہیں اور بے سامانی کا سامان نشانی بشارت کی ہے مطلب یہ کہ مخلوق کی جب کوئی بُرائی دیکھو تو اُس سے بھی حق تعالےٰ کے کمال پر نظر کرو مثلاً مخلوق کے جہل کو دیکھکر علم حق پر نظر کرو اور عجز کو دیکھکر قدرت پر علیٰ ہذا۔ تو پہلے تو خوبی خلق سے خوبی خالق پر نظر ہوتی ہے اور اب زشتی خلق سے بھی خوبی خالق پر نظر ہونے لگتی ہے بلکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے اچھے معنی یہی ہیں کہ من عرف نفسہ بالنقص فقد عرف ربہ بالکمال۔ یعنی جس نے اپنے نقص پر نظر کی اس نے حق تعالےٰ کے کمالات پر نظر کی تو بس معلوم ہو گیا کہ مخلوق کے حالات اور افعال کو دیکھ کر خالق پر استدلال کرو تو یہ سارا عالم جو آج حاجب ہے رہنا بنجاوے آگے مولانا فرماتے ہیں۔

خشمہائے خلق بہر مہر خاست   از جفائے خلق امید وفاست

یعنی مخلوق کے خشم محبت کے لئے ہیں اور مخلوق کی جفا سے امید وفا کی ہے اسکا مطلب سمجھنے سے قبل ایک بزرگ کا قول سن لو ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ انسان تارک الدنیا کبھی نہیں ہوتا بلکہ اول متروک الدنیا ہو جاتا ہے اور یہ اس طرح کہ جس کو حق تعالےٰ بچاتے ہیں اُسپر مخلوق کو مسلط فرما دیتے ہیں تو لوگ اسکو تنگ کرتے ہیں اور یہ پریشان ہوتا ہے ساری دنیا اس سے بے وفائی کرتی ہے اب اسکا دل سب کی طرف سے بجھ جاتا ہے اور کہتا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہاں ساری دنیا جب بے وفا ہے تو اُس طرف متوجہ ہو جو با وفا ہے بس وہ اس دنیا کو ترک کر کے حق سُبحانہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اسطرح

تارک دنیا ہوتا ہے اسی کو مولانا فرما رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ مخلوق جو خشم کرتی ہے اور جفا کرتی ہے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے نظر حق تعالےٰ کے رحم اور محبت اور وفا پر ہوتی ہے اور انسان طالب حق ہو جاتا ہے تو دیکھو یہاں بھی صفات مخلوق سے صفات حق پر استدلال ہوا آگے بھی یہی مضمون فرماتے ہیں کہ۔

جنگہائے خلق بہر آشتی است　　　دام راحت دائما بے راحتی است

یعنی مخلوق کی جنگ صلح (حق) کے لئے ہیں اور راحت کا دام ہمیشہ بے راحتی ہے مطلب یہ کہ مخلوق کی جنگوں سے حق تعالےٰ کی آشتی اور مہربانی پر نظر ہوتی ہے اور ہمیشہ بے آرامی اور تکلیف جالب ہوا کرتی ہے راحت اور آرام کو یہ سب عنوانات مختلف ہیں ورنہ اصل مطلب وہی ہے کہ صفات مخلوق سے استدلال صفات حق پر ہوتا ہے اور دوسرے عنوان سے اسی کو فرماتے ہیں کہ۔

ہر زدن بہر نوازش را بود　　　ہر گلہ از شکر آگہ میکند

یعنی مارنا نوازش کے لئے ہوتا ہے اور ہر گلہ شکر سے آگاہ کرتا ہے مطلب یہ کہ دیکھو یہاں بھی ایک شے سے دوسری پر استدلال ہوتا ہے اور جب انسان کو کوئی کلفت ہوتی ہے تو اسکے بعد وہ شکر حق کرتا ہے تو یہ شکر اس کلفت ہی کی وجہ سے کیا تو دیکھو اس نے اس طرف رہبری کردی آگے بطور حاصل کے فرماتے ہیں کہ۔

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم　　　بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم

یعنی اے کریم جزو سے کل تک بو لیجاؤ اور ایک ضد سے دوسری ضد تک اے حکیم مطلب یہ کہ ایک ضد سے دوسری ضد پر استدلال کرو اور تابع سے متبوع پر استدلال کرو تو پھر یہ سارا عالم جو کہ اب حاجب ہے رہنمائے راہ حق ہو جاوے گا آگے اسکی ایک نظیر لاتے ہیں کہ۔

چون عصا در دست موسیٰ گشت مار　　جملہ عالم را بدین سان مے شمار

یعنی جیسے کہ عصا دست موسےٰ میں سانپ بنگیا تم سارے عالم کو اسیطرح گنو مطلب یہ کہ دیکھو جماد میں اور زندہ شے میں تو تضاد ہے مگر وہ عصا موسےٰ جو کہ جماد محض تھا زندہ ہو گیا اور سانپ بنگیا اور ہادی بنگیا تو اسیطرح تم تمام عالم کو سمجھو کہ اگرچہ بظاہر جماد معلوم ہوتا ہے مگر اس اعتبار سے کہ وہ موصل الی الحق ہو سکتا ہے وہ حی ہے تو جب ایک ضد سے دوسری ضد بن سکتی ہے تو اور جگہ کیوں بعید سمجھتے ہو آگے دوسری نظیر اسکی فرماتے ہیں کہ۔

جنگہا مے آشتی آرد درست　　مارگیر از بہر بازی مار جُست

یعنی لڑائیاں صلح کو لاتی ہیں درست سپیرے نے کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کیا مطلب یہ کہ دیکھو جنگ و صلح دو ضد ہیں مگر ایک سے دوسری پیدا ہوتی ہے کہ ایک سے لڑائی ہوئی اور دوسری سے صلح ہوتی ہے اور دیکھو کہ تفریح اور ہلاکت دونوں ضد ہیں مگر سپیرا اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تاکہ اوروں کو تفریح حاصل ہو یہ سب بھی آپس میں اضداد ہیں۔

بہر بازی مار جوید آدمی　　غم خورد بہر امید بے غمی

یعنی آدمی کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کرتا ہے اور بے فکری کے واسطے فکر میں پڑتا ہے اسلئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ پیسے ملیں گے اُس سے بے فکر ہو کر کھاؤ نگا تو دیکھو غم اور بے غمی دونوں اضداد میں مگر ایک سے دوسری حاصل ہوتی ہے تو اسیطرح صفات مخلوق سے صفات حق پر استدلال کرو آگے پھر قصہ میں جوڑ لگاتے ہیں کہ۔

او ہمے جستے یکے مار شگرف　　گرد کوہستان در ایام برف

یعنی وہ سپیرا ایک بہت بڑا سانپ اُس کوہستان کے گرد ایام برف میں تلاش کر رہا تھا۔

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم　　　　کہ دلش از شکل او شد پُر ز بیم

یعنی اُس جگہ ایک بڑا اژدہا مردہ دیکھا کہ اس کا دل اسکی شکل سے خائف ہوا مطلب یہ کہ اسقدر بڑا اژدہا تھا کہ یہ سپیرا اسکی صورت دیکھہ کر ڈر گیا۔

مار گیر اندر زمستان شدید　　　　مار مے جُست اژدہائے مردہ دید

یعنی سپیرا اُس شدید جاڑے میں سانپ کو تلاش کر رہا تہا تو ایک مردہ اژدہا اُس نے دیکہا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مار گیر از بہر حیرانی خلق　　　　مار گیر دانیت نادانی خلق

یعنی سپیرا لوگوں کی حیرت کے لئے سانپ پکڑتا ہے یہ مخلوق کی عجیب نادانی ہے مطلب یہ کہ مارگیر جو سانپ پکڑتا ہے تو اس لئے تاکہ لوگوں کو حیرت میں ڈالے تو تعجب کی بات ہے کہ لوگ حیرت میں پڑتے ہیں اس لئے کہ۔

آدمی کوہ است چون مفتون شود　　　　کوہ اندر مار حیران چون شود

یعنی آدمی تو ایک پہاڑ ہے وہ کیونکر مفتون ہوتا ہے اور پہاڑ سانپ میں کسطرح حیران ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کی مثال ایک پہاڑ کی سی ہے کہ اُسکے اندر سانپ بھی لاکھوں ہوتے ہیں اور سبزے بھی ہوتے ہیں اشمار بھی ہوتے ہیں اسیطرح انسان میں بھی خصائل حمیدہ و رذیلہ سب طرح کے ہوتے ہیں پہر اگر پہاڑ کسی سانپ کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب کی بات ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو ایسے ایسے بہت سے ہیں تو اسیطرح انسان اگر ان ظاہری سانپوں کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو خود لاکھوں سانپ بھرے پڑے ہیں وہ ان کو دیکھے وہ اسکو کیا دیکھہ رہا ہے۔

خویشتن نشناخت مسکین آدمی　　　　از فزونی آمد و شد در کمی

یعنی مسکین آدمی نے اپنے کو پہچانا نہیں یہ فروتنی سے آیا اور کمی میں ہوگیا مطلب یہ کہ پیدا تو ہوا فطرت پر اور یہاں آکر دنیا میں پھنس گیا۔

خویشتن را آدمی ارزان فروخت　　بود اطلس خویش ابر دلق دوخت

یعنی آدمی نے اپنے کو بہت ارزاں فروخت کردیا یہ تو اطلس تھا مگر اسنے اپنے کو گدڑی پر سی دیا اسلئے کہ کمینے دنیا کے بدلہ میں اپنے تمام ملکات حسنہ کو کھو دیتا ہے اس کی تو یہ حالت ہے کہ۔

صد ہزاران مار کہ حیران اوست　　او چرا حیران شدست و مار دوست

یعنی لاکھوں پہاڑ اور سانپ تو اُس میں حیران ہیں تو وہ کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا ہے مطلب یہ کہ چونکہ قرآن شریف میں ہے ولقد کرمنا بنی آدم تو تمام عالم اس انسان کو دیکھکر حیران ہے کہ اللہ اکبر یہ کیا چیز ہے مگر افسوس اور حیرت اسلئے ہے کہ یہ اوروں کو دیکھکر کیوں حیران ہوتا ہے اسکو تو چاہیئے تہا کہ خود اپنے اندر نظر کرتا آگے پھر اس مارگیر کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

مارگیر آن اژدہا را بر گرفت　　سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

یعنی سپیرے نے اُس اژدہا کو پکڑ لیا اور تعجب کے واسطے بغداد کی طرف لایا یعنی بغداد میں لایا تا کہ لوگ اسکو دیکھکر تعجب کریں۔

اژدہائے چون ستون خانۂ　　میکشیدش از پے دانگانۂ

یعنی ایک اژدہا مثل گھر کے ستون کے اور وہ اسکو چند پیسوں کے لئے کھینچ رہا تہا اور اسکا قصہ یہ تہا کہ لوگوں سے کہے گا۔

کاژدہائے مردۂ آوردہ ام　　در شکارش من جگرہا خوردہ ام

یعنی ایک اژدہا مردہ لایا ہوں اور اسکے شکار میں میں نے جگر کھائے ہیں یعنی بڑی محنت کی ہے۔

او ہمے مردہ گمان بردش ولیک زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

یعنی وہ اسکو مردہ گمان کرتا تہا لیکن وہ زندہ تہا اور اس نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا تہا۔

او ز سرماہا و برف افسردہ بود زندہ بود و شکل مُردہ مینمود

یعنی وہ سردی کی اور برف کی وجہ سے ٹھٹھرا ہوا تھا زندہ تھا اور مُردہ کی شکل دکہائی دیتا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

عالم افسردہ است نام او جماد جامد افسردہ بود اے اوستاد

یعنی عالم افسردہ ہی ہے اور نام اسکا جماد ہے تو جامد (لغت میں) افسردہ ہی ہوتا ہے اجی اوستاد جی مطلب یہ کہ دیکھو عالم بھی تمام زندہ ہے اور اسکو جماد کہتے ہیں اور اس کو مردہ خیال کرتے ہیں مولانا لطیفہ فرماتے ہیں کہ عالم کو جو جماد کہتے ہیں تو جامد کے معنی بھی افسردہ ہی کے ہیں۔ تو مانتے تو سب ہیں کہ افسردہ ہے مردہ نہیں مگر سب غافل ہیں اہل کشف نے صراحۃ لکھا ہے کہ تمام عالم میں جسقدر اشیاء ہیں سب میں حیات ہے کیا درخت اور کیا دیوار اور زمین اور کیا آسمان اور اسی لئے یہ حضرات نصوص و احادیث میں تاویل نہیں کرتے اہل ظاہر تو تاویل کرتے ہیں اور معتزلہ انکار کرتے ہیں مگر یہ حضرات تمام نصوص کو اُنکے اصلی معنی پر رکھکر تسلیم کرتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے پھر انکی کسطرح تکذیب کردیں اور یہ آنکھوں کا دیکھنا ایسا متواتر ہے کہ اسکا بھی انکار نہیں ہوسکتا سیکڑوں قصے ہیں کہ بزرگوں سے گھر نے باتیں کیں درخت بولا بلکہ خود احادیث میں جو قصے ہیں اور قرآن میں جو آتیں ہیں اُن میں بھی تاویل کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ یہ چیزیں بول سکتی ہیں بات کرسکتی ہیں تو پھر اگر یہ موافق

آیت قرآن کی تسبیح لسانی کرتی ہوں تو کیا حرج ہے اور موافق احادیث کے اگر جمادات بولے ہوں یا موافق حدیث ہذا جبل یحبنا و نحبہ کے اسکو محبت ہو تو کیا حرج ہے مگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے انکا عدم تو لازم نہیں آتا اسلئے کہ قاعدہ ہے کہ عدم علم مستلزم علم عدم کو نہیں ہے تو یہ ساری چیزیں مُردہ معلوم ہوتی ہیں مگر ایک دن وہ آویگا کہ یہ سب زندہ ہونگی آگے اس وقت کو بتاتے ہیں ۔

باش تا خورشید حشر آید عیان   تا بہ بینی جنبش جسم جہان

یعنی ذرا ٹھیرے رہو تاکہ خورشید حشر ظاہر ہو جاوے اور تم جسم جہاں کی جنبش کو دیکھو مطلب یہ کہ جسطرح یہ اژدہا گرمی آفتاب سے زندہ ہوگیا اور اس نے جنبش شروع کر دی تو اسیطرح جب آفتاب حشر ظاہر ہوگا اس روز یہ جسم عالم بھی سارا جنبش کریگا اور سب زندہ ہو جاوے گا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پیر بولیں گے بلکہ قرب قیامت میں تمام اشیاء بولنے لگیں گی تو پھر قیامت میں تو سب زندوں کی طرح بولیں گی اور صاحب سچ یہ ہے کہ ان کے شعور کا انکار ہی ذرا مشکل ہے یہ تو یقیناً ثابت ہے کہ ان کو شعور ہے آگے شعور ہونیکے نظائر فرماتے ہیں کہ ۔

چون عصائے موسیٰ اینجا مار شد   عقل را از ساکنان اخبار شد

یعنی جیسے کہ عصا موسےٰ اس جگہ سانپ بنگیا اور ساکنین عالم کی عقل کے لئے اخبار ہو گیا تو دیکھو اس میں شعور تہا جب تو وہ دست موسےٰ علیہ السلام کو پہچانتا تہا اور صرف اُن کے ہاتھ سے تو سانپ بنتا تہا دوسروں کے ہاتھ سے نہ بنتا تہا اور پھر سانپ بنکر لوگوں کو ہدایت کا سبب بنتا تہا گویا کہ خود ہی ہدایت کرتا تہا اور ہدایت کا کام زندہ کا ہے تو دیکھو اسکے اندر خواص زندوں کے موجود تھے آگے اور فرماتے ہیں کہ ۔

پارۂ خاکے ترا چون زندہ ساخت   خاکہا را جملگی باید شناخت

یعنی تم ایک پارہ خاک ہو تو جس طرح کہ تم کو زندہ کر دیا اسیطرح ساری خاکوں کو بھی جاننا چاہیے مطلب یہ ہے کہ دیکھو آخر تم بھی تو خاک ہی سے بنے ہو اور زندہ ہو تو جسطرح کہ اُس خاک میں جسمیں سے کہ تم بنے ہو قابلیت حیٰ ہونے کی تھی اسیطرح اوروں میں بھی موجود ہے ورنہ ترجیح کی کیا وجہ ہے تو بس جسطرح کہ تم زندہ ہوئے اسیطرح اور جمادات بھی زندہ ہو سکتے ہیں اور انکے اندر بھی حیات ہو سکتی ہے اس میں اشکال ہی کیا ہی مگر ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ۔

مُردہ زینسو ہند و زان سو زندہ اند　　　خامش اینجا و انطرف گویندہ اند

یعنی اس طرف سے تو مُردہ ہیں اور اس طرف زندہ ہیں اور اس جگہ تو خاموش ہیں اور اس طرف بولنے والے ہیں اسی مضمون کو مولانا نے ایک اور جگہ بہت صاف فرمایا ہے ؎ خاک و باد و آب و آتش بندہ اند + با من و تو مردہ با حق زندہ اند + تو انکی حیات اگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے انکی حیات کی نفی تو نہیں ہو سکتی آگے فرماتے ہیں کہ

چون ازان سو شان فرستد سوئے ما　　　آن عصا گردد سوئے ما اژدہا

یعنی جب اُسطرف سے اُن کو ہماری طرف بھیج دیتے ہیں تو وہی عصا ہماری طرف اژدہا بنجاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اس طرح تو یہ سب مُردہ ہیں مگر جب اُدہر سے حکم ہو جاتا ہے تو وہی اشیا کبھی ادہر بھی اشکل حی نظر آتی ہیں جیسے کہ عصا جماد ہے مگر جب اُسکو حکم ہوا کہ اپنی اُس حیات مستور کو دُنیا والوں پر بھی ظاہر کر دو تو وہ ادہر بھی زندہ ہو کر ظاہر ہو گیا انکی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کہ ایک شخص شاہی دربار کا رعیت کے سامنے آکر چپ بیٹھ جاتا ہے تو رعیت کے لوگ اسکو گونگا خیال کرتے ہیں ایک روز بادشاہ بولے کہ آج جاکر رعایا میں لکچر دو اس نے آکر بولنا شروع کیا تو سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ اللہ اکبر یہ تو بڑا مقرر ہے اسیطرح جب ان اشیا کو حکم ہوتا ہے تو یہ بھی اپنی حیات کو اس عالم میں ظاہر کر دیتی ہیں اور دیکھو ان کا شعور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

کہ قرآن شریف میں ہے۔ قال لہا وللارض ائتیا طوعاً او کرہاً قالتا اتینا طائعین۔
یعنی آسمان اور زمین سے کہا کہ تم یا تو طوعاً آؤ یا کرہاً تو انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً
حاضر ہوتے ہیں تو دیکھو ایک تو انکا حاضر ہونا بطور حکم تکوینی کے تھا ہمیں تو انکے شعور کی
ضرورت نہ تھی اور یہ کرہاً میں داخل ہے مگر جب انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً حاضر ہوتے
ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمجھ بوجھ کر خود حاضر ہوئے تھے تو دیکھو اُنکے اندر شعور تھا
جب تو انھوں نے ایسا کیا اور پھر اہل کشف نے تو عجیب عجیب حیرت انگیز امور ظاہر کئے
ہیں جنکا انکار بہت مشکل ہے پس معلوم ہوا کہ انکے اندر بھی شعور موجود ہے کہ یہ حکم خداوندی
کو مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ حکم خداوندی ہے اسکی آگے نظیر بیان فرماتے ہیں کہ۔

کوہہا ہم لحن داؤدی کند　　جوہر آہن بکف مومے شود

یعنی پہاڑ بھی لحن داؤدی کرتے ہیں اور جوہر آہن دست داؤد علیہ السلام میں مومی کرتا
ہے تو اگر اُسکے اندر شعور نہیں ہے تو ہر ایک ہاتھ میں موم کیوں نہیں ہوجاتا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کو شناخت کرتا تھا جب تو صرف اُنکے ہاتھ میں موم
ہوجاتا تھا۔

باد حمّال سلیمانی شود　　بحر با موسے سخندانی شود

یعنی ہوا سلیمان علیہ السلام کی حمال ہوجاتی ہے اور دریا موسے علیہ السلام کے ساتھ
ایک سخندان بنجاتا ہے تو دیکھو اگر وہ سلیمان علیہ السلام کو اور موسے علیہ السلام کو
نہ پہچانتے تھے اور انکے اندر شعور نہ تہا تو اُن کا کہنا کسطرح مانتے تھے ہمارا کہا نہ مان لیا
معلوم ہوا کہ شعور ہے۔

ماہ با احمد اشارت بین شود　　نار ابراہیم را نسرین شود

یعنی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چاند اشارت بین ہوتا ہے اور نار ابراہیم علیہ السلام

کے لئے تسمہ پاہو جاتی ہے یہ ساری علامتیں شعور کی ہیں۔

خاک قارون را چو ماری در کشد　　اُستنِ حنانہ آید در رشد

یعنی قارون کو خاک سانپ کی طرح کھینچتی ہے اور استن حنانہ ہدایت میں آتا ہے یہ ساری علامات اُسکے اندر شعور ہونے کی ہیں آگے اور ہو۔

سنگ بر احمدؐ سلامے میکند　　کوہ یحییٰ را پیامے میکند

یعنی پتھر احمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے اور یحییٰ علیہ السلام سے پہاڑ پیام کہتا ہے یہ تو قصے خاص تھے آگے عام طور پر فرماتے ہیں کہ۔

جملہ ذرات عالم در نہان　　با تو مے گویند روزان و شبان

یعنی عالم کے تمام ذرے چپکے چپکے تم سے رات دن یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم　　با شما نا محرمان ما خامشیم

یعنی ہم سمیع ہیں اور بصیر ہیں اور خوش ہیں (مگر) تم نا محرموں کے ساتھ ہم خاموش ہیں یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اندر حیات بھی ہے نطق بھی ہے سب کچھ ہے مگر چونکہ تم لوگ نا محرم ہو اسلئے تمہارے آگے خاموش ہیں اور نہیں بولتے مولانا فرماتے ہیں کہ

چون شما سوئے جمادے مے روید　　محرمِ جانِ جمادان کے شوید

یعنی چونکہ تم (حالت) جمادی کیطرف جارہے ہو تو جان جمادان کے محرم کسطرح ہو سکتے ہو مطلب یہ کہ جب تم عالم اسفل کی طرف متوجہ ہو تو تم کو انکی حیات کی کیا خبر خبر تو جب ہو جبکہ تم قلب میں نور پیدا کرو آگے اسکو فرماتے ہیں کہ۔

از جمادے عالمِ جانہا روید　　غلغلِ اجزائے عالم بشنوید

یعنی جمادی سے عالم ارواح میں جاؤ تو اجزائے عالم کا غلغلہ سنو اُسوقت تو یہ حالت ہو کہ

فاش تسبیح جمادات آیدت　　　وسوسہ تاویلہا بربایدت

یعنی تسبیح جمادات تمہارے پاس ظاہر طور پر آویں اور وساوس اور تاویلوں کو ربودہ کردیں مطلب یہ کہ جبکہ اس عالم سے توجہ الگ کرکے اُس عالم کی طرف متوجہ ہوگے تو پھر ان جمادات کی تسبیح تم کو صاف طور پر سُنائی دیگی اور جسقدر وساوس اور تاویلیں اب تمہارے ذہن میں اسکے متعلق ہیں سب زائل ہو جاوینگی۔

چون ندارد جان تو قندیلہا　　　بہر بنیش کردۂ تاویلہا

یعنی جبکہ تمہاری جان انوار نہیں رکھتی تو اُس نے سمجھنے کے لئے تاویلیں کی ہیں اور کہتے ہو کہ

دعوی دیدن خیال عار بود　　　بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

یعنی دیکھنے کا دعوی کرنا خیال عار کا تھا بلکہ خود دیکھنے والے کو دیدار تھا مطلب یہ ہے کہ مولانا فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر انوار باطن تو تھے نہیں کہ جس سے تم ان جمادات کے نطق کا ادراک کرتے لہذا اُس میں تاویلیں کرنے لگے اور انکے شعور اور انکے نطق کے معنی گھڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان اشیاء کے دیکھنے کا قائل ہونا کہ یہ دیکھتی ہیں اور انکے اندر شعور ہے یہ ایک ایسا خیال ہے کہ جو قابل عار ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ انکے نطق اور انکے دیدار کے یہ معنی ہیں کہ انکو دیکھکر اُس بینندہ کو عبرت ہوتی ہے اور یہ سبب نطق اور ذکر اور تسبیح کا ہو جاتی ہیں تو سبب کی طرف نسبت کر دیا گیا ورنہ یہ فعل ہے مسبب کا تو اس قسم کے معنی گھڑنا یہ سب اسیوجہ سے ہے کہ تم کو نور باطن حاصل نہیں ہے آگے خود اس کی توضیح فرماتے ہیں۔

کہ غرض تسبیح کے ظاہر بود　　　دعوی دیدن خیال وغے بود

یعنی کہ تسبیح سے مقصود ظاہری (تسبیح) کب ہے اور دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے۔

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آن — وقت عبرت میکند تسبیح خوان

یعنی بلکہ ہر دیکھنے والے کے لئے انکا دیدار عبرت کے وقت تسبیح خواں کر دیتا ہے۔

پس چو از تسبیح یادت میدہد — این دلالت ہمچو گفتن مے بود

یعنی بس جبکہ تم کو تسبیح سے یاد دلاتی ہے تو یہ دلالت مثل کہنے کے ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ تم یہ تاویل کرتے ہو کہ اس سے جو عبرت ہوتی ہے تو اسیکو اُن کے ناطق ہونے سے تعبیر کر دیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این بود تاویل اہل اعتزال — وائے آنکس کو ندارد نور حال

یعنی یہ اہل اعتزال کی تاویل ہوا کرتی ہے تو اُس شخص پر افسوس ہے جو کہ نور حال نہ رکھے۔

چون ز حس بیرون نیاید آدمی — باشد از تصویر غیبی اعجمی

یعنی جبکہ آدمی حس سے باہر نہ ہو (اور اسی میں مقید رہے) تو وہ تصویر غیبی سے نادان ہوا کرتا ہے مطلب یہ کہ جو شخص کہ اس دنیاوی دہندوں میں لگا ہوا ہے اور ان سے ابھی باہر نہیں ہوا وہ اس عالم غیب کے حالات سے بالکل ناواقف رہتا ہے ہاں جو کہ ان سے نکل گیا اسکو سب کچھہ حاصل ہوگا آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایاں ندارد مار گیر — مے کشید آں مار را با صد زحیر

یعنی یہ باتیں تو کہیں انتہا ہی نہیں رکھتیں مار گیر اس سانپ کو سیکڑوں مصیبتوں سے کھینچ رہا ہے مطلب یہ کہ اجزائے عالم کی حیات اور قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا ہی نہیں ہے تو اب اسکو یہیں ترک کر کے قصہ مار گیر بیان کرو کہ وہ اسکو کسطرح کھینچ رہا ہے

تا بہ بغداد آمد آن ہنگامہ خواہ　　تا نہد ہنگامۂ بر چار راہ

یعنی وہ ہنگامہ کا طالب بغداد میں آیا تا کہ چوراہہ پر ہنگامہ کو رکھے یعنی اس نے چاہا کہ کسی چوراہے پر مجمع کرے۔

بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد　　غلغلہ در شہر بغداد اوفتاد

یعنی (دجلہ کی) پٹری کے کنارے اُس آدمی نے مجمع رکھا تو تمام شہر بغداد میں شور مچ گیا کہ

مارگیرے اژدہا آوردہ است　　بوالعجب نادر شکاری کردہ است

یعنی ایک سپیرا ایک اژدہا لایا ہے اور اس بوالعجب نے ایک عجیب شکار کیا ہے۔

جمع آمد صد ہزاراں خام ریش　　صید او شد ہر یک آنجا از خریش

یعنی لاکھوں احمق: ہاں جمع ہو گئے اور اپنے گدہے پن سے اس سپیرے کا شکار بن رہے تھے یعنی اسے پیسے دے دیکر پھنس رہے تھے۔

منتظر ایشان و او ہم منتظر　　تا کہ جمع آیند خلق منتشر

یعنی وہ لوگ بھی منتظر تھے اور یہ شخص بھی منتظر تھا تا کہ لوگ جو کہ ابھی منتشر ہیں جمع ہو جاویں یعنی وہ اسکا منتظر تھا کہ مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور یہ جانتا تھا کہ

مردم ہنگامہ افزوں تر شود　　گدیہ و توزیع نیکو تر شود

کہ لوگوں کا مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور بھیک اور بخشش خوب ہو جاوے۔

جمع آمد صد ہزاران ژاژ خا　　حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

یعنی لاکھوں بیہودہ حلقہ کرکے ایک پر ایک جمع ہوگئے۔

حلقہ کردہ او چو رز گرد عریش　　ہمچنان کہ بت پرستان گرد گنیش

یعنی اُس سپیرے کے گرد حلقہ کئے ہوئے جیسے کہ انگور گردٹٹی کے اور جیسے کہ بت پرست (حلقہ کئے ہوئے) گنیش پر ہوں غرضکہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔

مرد را از زن خبر نے ز ازدحام　　رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام

یعنی ازدحام کی وجہ سے مرد کو عورت کی خبر نہ تھی اور قیامت کی طرح خاص و عام ایک دوسرے میں لگے ہوتے تھے

چون ہمی حراقہ جنبانید او　　مے کشیدند اہل ہنگامہ گلو

یعنی جب وہ ڈگڈگی ہلاتا تھا تو ہنگامے والے غل مچاتے تھے لوگوں کی تو یہ حالت اور اُن اژدہا صاحب کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

اژدہا کز زمہریر افسردہ بود　　زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود

یعنی اژدہا جو کہ جاڑے کی وجہ سے ٹھٹھرا ہوا تھا وہ سیکڑوں قسم کے ٹاٹوں اور پردہ کے نیچے تھا یعنی اس سپیرے نے اسکو خوب دبا رکھا تھا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اور جب لوگ خوب جمع ہوجاویں اُسوقت اسکو کھولے۔

بستہ بودش با رسنہائے غلیظ　　احتیاطے کردہ بودش آن حفیظ

یعنی اسکو سپیرے نے موٹی رسیوں میں باندھ رکھا تھا اور اس حفیظ نے خوب احتیاط کر رکھی تھی

در درنگ و اتفاق و انتظار　　وزہیا ہوئی و فغان بے شمار

یعنی دیر اور جمع ہونے اور انتظار کی وجہ سے اور بے انتہا ہائے ہوئے اور فغاں کی وجہ سے۔

وز غلو خلق و بکث و طمطراق　　تافت بر آن مار خورشید عراق

یعنی لوگوں کے غلو سے اور ٹھیرنے سے اور دہوم دہام کی وجہ سے اس سانپ پر عراق کا خورشید چمک آیا (چونکہ عراق میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اسلئے خورشید عراق کہدیا) مطلب یہ کہ ان چیزوں کے انتظار میں گرمی خوب ہو گئی۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد　　رفت از اعضائی او اخلاط سرد

یعنی آفتاب تیز روشن نے اسکو گرم کردیا اور اسکے اعضا میں سے سردی کے اخلاط جاتے رہے یعنی وہ جو ٹھہر رہا تھا وہ افسردگی گرمی پہنچنے سے اس میں سے زائل ہو گئی۔

مُردہ بود و زندہ گشت او از شگفت　　اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت

یعنی وہ مردہ تھا اور وہ تعجب سے زندہ ہو گیا اور اژدہا نے خود ہلنا شروع کیا مطلب یہ کہ اسکو جو گرمی پہنچی تو وہ ہلنے لگا تب لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ ارے مردہ زندہ ہو گیا یا یوں تعجب ہوا کہ ارے یہ تو مردہ نہ تہا بلکہ زندہ ہی تہا۔

خلق را از جنبش آن مُردہ مار　　گشت شان آں یک تحیر صد ہزار

یعنی لوگوں کو اس مُردہ سانپ کی جنبش سے انکا وہ ایک تحیر لاکھ حصہ ہو گیا یعنی اول تو صرف اسکے عظم جسم ہی کی حیرت تھی اب وہ حیرت اور بھی بڑہ گئی۔

با تحیر نعرہ ہا انگیختند　　جملگان از جنبشش بگریختند

یعنی حیرت کے ساتھ نعرے مار رہے تھے اور سارے کے سارے اُس کی جنبش کی وجہ سے بھاگ گئے۔

بے شکست آن بندزان بانگ بلند ہر طرف میرفت چاقاچاق بند

یعنی اُس نے اُس آواز بلند کی وجہ سے سارے بند توڑ ڈالے اور ہر طرف کو چلتا تھا اس حال میں کہ وہ بند تڑاق پڑاق ہوتے تھے مطلب یہ کہ تمام رسیوں وغیرہ کو توڑ تاڑ اب اُس نے ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر ٹہلنا شروع کیا اسلئے کہ وہ اس غل سے پریشان ہوگیا اس لئے کہ اژدحام بھی تو شاید پانچ چھ لاکھ آدمیوں کا تہا اسلئے کہ آگے معلوم ہوگا کہ جب لوگ بھاگے تو بہت سے آدمی کچلکر مر گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے انتہا مجمع ہوگا جب تو یہ نوبت آئی۔

بندہا بشکست بیرون شد ززیر اژدہائے زشت غرّان ہمچو شیر

یعنی اُس نے اُن بندوں کو توڑ دیا اور اُن کے نیچے سے ایک اژدہائے عظیم شیر کیطرح غراتا ہوا باہر نکلا۔

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد از فتادہ وکشتگان صد پشتہ شد

یعنی بھاگنے میں بہت سی مخلوق ماری گئی اور مرے ہوئے اور گرے ہوئے لوگوں کے سو پشتے ہوگئے یعنی تمام پشتے لگ گئے اسقدر آدمی بھاگنے میں مرے نعوذ باللہ اللہ ایسی بلا سے بچاوے۔

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

یعنی سپیرا تو ڈر کے مارے وہیں سوکھ گیا کہ میں جنگل اور پہاڑ سے یہ کیا لے آیا یعنی بیچارا بہت ہی پچتا رہا تھا اور اسکی ایسی مثال ہوئی جیسے

گرگ را بیدار کرد آن کور میش رفت ناداں سوئے عزرائیل خویش

یعنی اُس اندہی بھیڑنے اژدہا کو جگا دیا اور نادان اپنی موت کی طرف گیا اسلئے کہ نہ تو اسکو لاتا اور نہ یہ حالت ہوتی تو اور لوگ تو خیر بھاگ بھی گئے مگر یہ تو اس قابل بھی نہ رہا کہ بھاگ سکے بس وہیں بیٹھا کا بیٹھا ہی رہ گیا۔

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را　　سہل باشد خون خوری حجاج را

یعنی اژدہا نے اُس احمق کا ایک لقمہ کیا اور حجاج کو تو خون خوری آسان ہوتی ہی ہے حجاج سے مراد وہ اژدہا مطلب یہ کہ جسطرح کہ حجاج کو خون خوری آسان تھی اسیطرح اس اژدہا کو بھی اس شخص کو کھا لینا آسان تھا اسکو نگل تو گیا مگر چونکہ سالم نگلا تھا اسلئے سب ہڈیاں وغیرہ ویسی ہی اسکے پیٹ میں تھیں تو اس سپیرے کی ہڈیوں کو توڑنے کے لئے اُس اژدہا نے یہ حرکت کی کہ۔

خویش را بر استنی پیچید و بست　　استخوان خوردہ را در ہم شکست

یعنی اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا اور اُس کھائے ہوئے کی ہڈیوں کو توڑ دیا (انی تو بہ الہی تو بہ) یعنی کسی ستون سے لپٹ کر اپنے کو زور سے دبایا تو پیٹ میں اوسکی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئیں نعوذ باللہ۔ آگے مولانا فرماتے ہیں۔

نفست اژدرہاست او کی مردہ است　　از غم بے آلتی افسردہ است

یعنی تیرا نفس ایک اژدہا ہے وہ مردہ کب ہے (بلکہ) بے سامانی کی وجہ سے افسردہ ہو رہا ہے۔

گر بیابد آلت فرعون او　　کہ بامر او ہمی رفت آب جو

یعنی اگر یہ سامان فرعون پائے کہ اسکے حکم سے ندی کا پانی چلا کرتا تھا۔

آنگہ او بنیاد فرعونے کند　　راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند

یعنی اُس وقت یہ دعوے فرعونی کا کرے اور سیکڑوں موسٰے اور ہارون جیسوں کی راہ مارے مورخین نے لکھا ہے کہ نیل حکم فرعون سے چلا کرتا تھا اور یہ اسکے لئے استدراج تھا تو فرماتے ہیں کہ اگر اس ہمارے نفس کو کہیں ایسی باتیں حاصل ہوجاویں کہ اسکے حکم سے بھی خدانخواستہ بوجہ استدراج کے (نعوذ باللہ) ایسے کام ہونے لگیں تو یہ حضرت فرعون سے بھی کہیں زیادہ ہوجاویں اور یہ امر بالکل صحیح ہے بس ہمارا تو اسی حالت میں رہنا کہ ہم بالکل عاجز ہوں ٹھیک ہے۔

کرمکست این اژدہا از دست فقر — پشۂ گردد ز مال و جاہ صقر

یعنی یہ اژدہا فقر کے ہاتھوں ایک کیڑا ہے (مگر) مال وجاہ کی وجہ سے ایک مچھر بھی شکرا بنجایا کرتا ہے مطلب یہ کہ مال وجاہ میں پھنس کر خواہ کتنا ہی ضعیف کیوں نہ ہو اسمیں قوت شرارت زیادہ ہوجاتی ہے بس اسکا علاج یہ ہے کہ۔

اژدہا را دار در برف فراق — ہین مکش او را بخورشید عراق

یعنی اُس اژدہا کو برف فراق (دنیا) ہی میں رکھو اور اسکو خورشید عراق تک مت کھینچو مطلب یہ کہ بس اسکو تو فقر اور ذلت ہی میں رکھو تاکہ ٹھہرا ٹھہرا یا پڑا رہے اسکو لذات وتنعمات میں مت لگاؤ کہ پھر یہ حضرت پَر پُرزے نکالیں گے آگے خود فرماتے ہیں کہ۔

تا فسردہ مے بود آن اژدہات — لقمۂ اوئی چو او یابد نجات

یعنی تاکہ وہ تمہارا اژدہا ٹھہرا ہی رہے اور جب وہ نجات پالیگا تو تم اُسکے لقمہ ہوگے مطلب یہ کہ اسکو مصائب میں مبتلا رکھو یہی ٹھیک ہے ورنہ اگر اس حالت سے یہ نکل گیا تو بس تم ہی کو لقمہ کریگا۔

مات کن اورا و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او ز اہل صلات

یعنی اسکو مغلوب کرلو اور پھر مغلوبی سے بے خوف رہو اور اسپر رحم مت کرو اسلئے کہ یہ تمہارے صلہ والوں میں سے نہیں ہے یعنی اس قابل نہیں ہے کہ تم اسکے ساتھ صلہ رحمی کرو بلکہ یہ تو بس اسی قابل ہے کہ اسکو مارا جاوے اور اسکا سر کچلا جاوے اور اگر تم نے اسپر رحم کیا تو یہ ہوگا کہ۔

کان تف خورشید شہوت سر زند　　آن خفاش مُردہ ریگیت پر زند

یعنی کہ وہ گرمی خورشید شہوت اُبھرے گی اور وہ تمہارا ذلیل خفاش پر مارے گا مطلب یہ کہ اگر اسپر رحم کروگے تو پھر یہ ہوگا کہ یہ تم پر غالب ہوکر ہلاکت میں ڈالے گا۔

مے کشش او را در جہاد و در قتال　　مردوار اللہ یجزیک الوصال

یعنی اسکو جہاد اور قتال میں مردکی طرح کھینچ کہ اللہ تم کو بدلہ وصال دے مطلب یہ کہ حق تعالے تمہیں اپنا وصل نصیب فرماویں تم اسکو خوب مجاہدہ میں رکھو کہ اسی سے اسکی اصلاح ہوگی آگے فرماتے ہیں کہ

چون کہ آن مرد اژدہا را آورید　　در ہوائے گرم خوش شد آن مرید

یعنی جبکہ وہ مرد اس اژدہا کو ہوائے گرم میں لایا تو وہ مردود خوش ہوا۔

لاجرم آن فتنہ ہا کردے عزیز　　بلکہ صد چندان کہ ما گفتیم نیز

یعنی آخر کار اس نے اے عزیز یہ فتنے کئے بلکہ سو گونہ اس سے بھی زیادہ جتنے کہ ہم نے کہے ہیں مطلب یہ کہ دیکھو وہ اسکو لایا اور اسکو گرمی میں رکھا تو اس نے لاکھوں کو ہلاک کردیا تو اگر تم بھی اس نفس کو گرمی مجاہدہ و ریاضت میں نہ رکھوگے تو یہ بھی تمہارے ساتھ سرکشی کریگا لہذا اسکو ہمیشہ مجاہدہ میں رکھو تاکہ یہ درست رہے۔

تو طمع داری کہ او را بے جفا　　بستہ داری در وقار در وفا

یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ اسکو بے مشقت کے وقار و وفا میں باندھکر رکھو یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ بلا مجاہدہ و ریاضت کے اسکو اخلاق حمیدہ پر مجبور کریں تو یاد رکھو کہ۔

ہر کسے را این تمنا کے رسد   موسیٰ باید کہ اژدرہا کشد

یعنی ہر شخص کو یہ تمنا کب حاصل ہوتی ہے کسی موسے کی ضرورت ہے جو کہ اژدہا کو مار ڈالے مطلب یہ کہ ایسا تو بہت کم ہوتا ہے کہ جو بے کسی مشقت کے کامل ہوجاے یہ شان تو انبیاء علیہم السلام ہی کی ہوتی ہے کہ اُنکی تربیت خود حضرت حق بلا واسطہ فرماتے ہیں اور اُنکے علاوہ اور کسیکو تو (حلوا خوردن را روئے باید) بے مجاہدہ و مشقت کے اسپر غلبہ حاصل ہوا نہیں ہے۔

صد ہزاران خلق زاژدرہائے او   در ہزیمت کشتہ شد ای وائے او

یعنی لاکھوں مخلوق اس سپیرے کے اژدہا کی وجہ سے بھاگنے میں مرگئی افسوس ہے اوپر

وز طمع ہم خویش را بر باد داد   گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

یعنی طمع کی وجہ اپنے کو بھی برباد کیا (یہ قصہ) کہا گیا واللہ اعلم بالصواب یعنی اس نالائق کے اس اژدہا کو لانے نے لاکھوں آدمیوں کا خون کیا اور خود مرا اور صرف اس طمع میں کہ کچھ پیسے ملجاوینگے بس اب قصہ ختم ہوگیا واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب یہاں جو کہا تھا کہ ع موسیٰ باید کہ اژدرہا کشد یہاں سے اس قصہ موسے علیہ السلام سے جوڑ لگایا ہے لہذا آگے اسکو بیان بھی فرماتے ہیں کہ

شرح حبیبی

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم   خلق را کشتی و افگندی بہ بیم

در هزیمت از تو افتادند خلق ‏ ‏ ‏ در هزیمت کشته شد مردم زرق

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت ‏ ‏ ‏ کین تو در سینه مرد و زن گرفت

خلق را مے خواندی و بر عکس شد ‏ ‏ ‏ از خلافت مرد و زن را نیست بد

من هم از شرت اگر پس مے خزم ‏ ‏ ‏ در مکافات تو دیگے مے پزم

دل ازین بر کن که بفریبے مرا ‏ ‏ ‏ یا بجز نے پس روئے گردم ترا

تو بدان غزه مشوکش ساختے ‏ ‏ ‏ در دلِ خلقاں هراس انداختے

صد چنین آرے و هم رسوا شوے ‏ ‏ ‏ خوار گردے مضحکه غوغا شوے

همچو تو سالوس بسیاران بدند ‏ ‏ ‏ عاقبت در شهر ما رسوا شدند

گفت با امر حقم اشراک نیست ‏ ‏ ‏ گر بریزد خونم امرش باک نیست

راضیم من شاکرم من ای حریف ‏ ‏ ‏ این طرف رسوا و پیش حق شریف

پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند ‏ ‏ ‏ پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

از سخن میگویم این ورنہ خدا | از سیہ رویاں کند فردا ترا
عزت آن اوست و آن بندگانش | ز آدم و ابلیس برمے خوان نشانش
شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق | ہاں و ہاں بربند و برگردان ورق

اَب سُنو اژدہا موسےٰ علیہ السلام کا کیونکر مطیع تھا اور دشمنوں کے لئے کسطرح خطرناک تھا ایک مرتبہ فرعون نے کہا کہ اے موسےٰ تونے مخلوق کو اپنے اژدہے سے مار ڈالا اور انکو ہراساں کر دیا تجھ سے اور تیرے اژدہے سے ڈر کر لوگ بھاگنے لگے اور بھاگنے میں پھسل کر گرنے کے سبب بہت سے لوگ مرگئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تیرے دشمن ہوگئے اور تیری عداوت عورتوں اور مردوں کے سینہ میں بیٹھ گئی تو مخلوق کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا تھا مگر نتیجہ اُلٹا ہوا اور لوگ تیری مخالفت کے لئے مجبور ہوگئے ہیں اگر تیری شر سے پیچھے ہٹتا ہوں تو اس سے تجکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں مرعوب ہوگیا اور تیرا مطیع ہوجاؤنگا بلکہ تیری سزا کا سامان مہیا کر رہا ہوں تو اس خیال کو دِل سے دُور رکھنا کہ تو مجھے دھوکا دے نے گا یا میں تیری باتوں میں آکر تیرا مطیع ہوجاؤنگا نا ممکن ہے کہ ایسا ہو تو اس ڈھونگ پر مغرور نہ ہونا جو تونے بنایا ہے اور لاٹھی کو سانپ بنا کر مخلوق کو مرعوب اور خوف زدہ کر دیا ہے تو ایسے ایسے سو کام کریگا اور ہر کام میں ذلیل ہوگا رسوا ہوگا۔ دنیا تجھ پر ہنسے گی۔ تجھ سے مکار بہت آئے اور بالآخر ہمارے شہر میں ذلیل ہوئے انھوں نے جواب دیا کہ میں امر میں خدا کا شریک نہیں ہوں کہ اسکے حکم کے مقابلہ میں کوئی ذاتی رائے رکھتا ہوں بلکہ میں تو محکوم محض ہوں لہذا اگر وہ اپنے حکم سے مجھے مار بھی ڈالے تو بھی مجھے کچھ اندیشہ نہیں میں اسکے ہر حکم پر دل سے راضی اور ہر حالت میں اسکا شکر بجالانے والا ہوں

اور گو دنیاوی لحاظ سے ذلیل ہوں لیکن خدا کے نزدیک بڑی عزت اور شرف رکھتا ہوں اور گو مخلوق کی نظروں میں ذلیل۔ محقر اور قابل مضحکہ ہوں لیکن حق سبحانہ کا محبوب اور اسکا مطلوب اور پسندیدہ ہوں یہ اپنی ذلت و خواری دنیاوی کا اقرار بھی ایک بات کے طور پر اور علی سبیل التنزل ہے ورنہ میں دعوی کرتا ہوں کہ کل تو روسیاہ اور ذلیل ہوگا اور میں معزز و موقر اسلئے کہ عزت خدا اور اسکے بندگان خاص ہی کیلئے ہے چنانچہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین یاد رنہ ہو تو آدم و ابلیس کے قصہ میں اسکا نشان دیکھ لو کہ آدم کے مقابلہ میں شیطان کیسا ذلیل ہوا آخیر اسماء و صفات حق کی تفصیل تو یوں ہی غیر متناہی ہے جیسے کہ خود ذات حق سبحانہ غیر محدود ہے لہذا خاموش رہنا چاہیئے اور اصل قصہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے سوالوں اور جوابوں اور دھمکیوں کا بیان

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم خلق را کشتی و افگندی زبیم

یعنی فرعون نے اُن سے کہا کہ اے کلیم تم نے کیوں مخلوق کو قتل کرایا اور خوف میں ڈالدیا مطلب یہ کہ سب اچھی طرح سے ایک دین پر تھے تم نے ایک نیا مذہب نکالکر لوگوں میں تفریق کردی اور مخالفت بڑھادی اس سے تم کو کیا ملا۔

در تردد از تو افتادند خلق   در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زَلق

یعنی تمہاری وجہ سے مخلوق تردد میں پڑ گئی ہے اور بھاگنے میں لوگ لغزش کی وجہ سے مر گئے مطلب یہ کہ جب تمہارے اژدہا سے لوگ ڈر کر بھاگے تو اس میں بہت سے بھاگنے میں مر گئے تو اس سے تم کو کیا فائدہ ہے بلکہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ۔

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت   کینۂ تو در سینہ مرد و زن گرفت

یعنی آخر کار لوگوں نے تم کو دشمن اختیار کر لیا اور تمہارا کینہ مرد و عورت سب نے اپنے سینہ میں لے لیا مطلب یہ کہ اب سب تمہارے دشمن ہوگئے اور تم نے جو چاہا تھا کہ سب میرے تابع فرماں ہوں اور میری مانیں یہ مقصود تمہارا حاصل نہیں ہوا بلکہ اور لوگ تم سے متنفر ہو گئے۔

خلق را مے خواندی بر عکس شد   از خلافت مرد و زن را نیست بُد

یعنی تو نے لوگوں کو بلایا تو وہ برعکس ہو گیا اور اب تیرے خلاف کرنے سے علاوہ مرد و عورت کو اور کوئی علاج نہیں ہے مطلب یہ کہ اب تو بجز اسکے کہ سب تمہاری مخالفت کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

من ہم از شرت اگر پس مے خزم   در مکافات تو دیگے می پزم

یعنی میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ جاتا ہوں تو تیری مکافات میں ایک دیگ پکا رہا ہوں مطلب یہ کہ اگرچہ میں بھی بولتا نہیں ہوں اور تجھے کچھ کہتا نہیں ہوں مگر یاد رہے کہ میں بھی تدابیر سے غافل نہیں ہوں برابر تم سے بدلہ لینے کی تدابیر کر رہا ہوں۔

دل ازین برکن کہ بفریبے مرا　　یا بجز فے پس روے گرد ترا

یعنی اس سے دل ہٹالے کہ تو مجھے فریب دیگا یا سوائے (تیرے) سایہ کے اور کوئی تیرا پس رو ہوگا مطلب یہ کہ اس نے کہا کہ اس سے بے فکر رہو کہ میں تمہارے دھوکہ میں نہ آؤنگا اور تمہارا سایہ تو تمہارے ساتھ رہے گا اور وہ تو تمہارا تابع ہوگا مگر یا ور کھو کہ اور کوئی تمہارا اتباع نہ کریگا بلکہ سب میرے ہی معتقد رہیں گے۔

تو بدان غرا مشو کش ساختے　　در دل خلقان ہراس انداختے

یعنی تو نے جو کچھ بنایا ہے اسپر مغرور مت ہو کہ تو نے مخلوق کے دل میں خوف ڈالدیا ہے مطلب یہ کہ تم نے جو یہ سانپ بناکر لوگو نکو ڈرادیا ہے تو اسپر مغرور مت ہونا کہ اس خوف سے تم سب کو اپنا کر لوگے اس لئے کہ۔

صد چنین آری وہم رسوا شوی　　خوار گردی ضحکہ و غوغا شوی

یعنی اگر ایسے سو بھی لاویگا تب بھی رسوا ہوگا اور خوار ہوگا اور (لوگوں کے لئے ایک) مسخرہ پن اور غوغا ہوجاویگا مطلب یہ کہ بجز اسکے کہ لوگ تمسخر کرینگے اور کچھہ حاصل نہ ہوگا۔

ہمچو تو سالوس بسیاران بدند　　عاقبت در شہر مارسوا شدند

یعنی تجھہ جیسے مکار بہت ہوئے ہیں اور آخر کار ہمارے شہر میں رسوا ہوئے ہیں تو اس کا مقصود اس کہنے سے یہ تھا کہ موسے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بد دل اور خائف ہوکر یہ کام ترک فرمادیں مگر وہ کب دبنے والے تھے اُن کا جواب سُنئے۔

موسیٰ علیہ السلام کا اُس تہدید کے متعلق جو کہ فرعون ان کو کر رہا تھا جواب

گفت با امرِ حقم اشراک نیست　　گر بریزد خونم امرش باک نیست

یعنی ارشاد فرمایا کہ حکم حق کے ساتھ مجھے شرک کرنا نہیں ہے اور اگر اسکا حکم میرا خون بھی کرا دے تو مجھے کوئی خوف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے آگے مصلحت سوچنا اور یہ دیکھنا کہ اسطرح لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اسطرح دوست یہ شرک ہے اُسکے حکم کے آگے مصلحت کیسی بس جو حکم ہے اسکو پورا کرتے ہیں اب اگر اس میں ہماری جان بھی جاتی رہے تو کچھ حرج نہیں اُنکا تو وہ مذہب تھا کہ ؎

مصلحت دیدِ من آنست کہ یاران ہمہ کار　٭　بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند

کیسی مصلحت بینی اور کیسی عاقبت اندیشی بس حکم ہے کہ تبلیغ کرو کرتے ہیں اس میں خواہ کوئی دشمن ہو تو کیا اور دوست ہو تو کیا اور فرمایا کہ۔

راضیم من شاکرم من ای حریف　　اینطرف رسوا و پیشِ حق شریف

یعنی اسے مقابل میں اسپر راضی اور شاکر ہوں کہ اس طرف تو رسوا ہوں۔ اور حق تعالےٰ کے سامنے معزز ہوں یعنی دنیا کی رسوائی اور وہاں کی عزت ہو تو اسپر مجھے کوئی خوف نہیں ہے میں راضی ہوں۔

پیشِ خلقان خوار و زار و ریشخند　　پیشِ حق محبوب و مطلوب و پسند

یعنی مخلوق کے آگے تو خوار و ذلیل اور مسخرہ ہوں اور حق تعالےٰ کے سامنے محبوب اور مطلوب اور پسندیدہ ہوں۔ یہ مجھے قبول ہے اور میں اسپر راضی ہوں

یہ فرماکر فرماتے ہیں کہ۔

از سخن میگویم این ورنہ خدا   از سیہ رویاں کند فرد اترا

یعنی میں یہ بات کہتا ہوں ورنہ خدا تعالےٰ کل کو تجھے ہی سیہ رویوں سے کریگا مطلب یہ کہ میں جو کہہ رہا ہوں کہ میری جان بھی جاتی رہے تب بھی پرواہ نہیں ہے یہ صرف ایک بات کے طور پہ اور بطور فرض کے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ اصل تو یہ ہے کہ انشاء اللہ حق تعالےٰ تجھی کو مغلوب اور سیہ رو بنا دیگا اسلئے کہ۔

عزت آن اوست وآن بندگانش   ز آدم وابلیس برمے خوان نشانش

یعنی عزت ملک حق اور اُسکے بندوں کی ہے آدم اور ابلیس سے نشان پڑھ لو۔ مطلب یہ کہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین تو جب عزت حق تعالےٰ ہی کی ہے اور اُسکے بندوں کی تو پھر میں بھی معزز اور منصور رہونگا اور دیکھو آدم اور ابلیس کے قصہ کو پڑھ لو کہ دیکھو عزت کس کو حاصل ہوئی بس اسی سے قیاس کر لو اور فرماتے ہیں کہ۔

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق   ہان دہان بربند وبرگردان ورق

یعنی حق تعالےٰ کی طرح ان کی صفات کی شرح بھی انتہا نہیں رکھتی تو ہاں ذرا منہ کو بند کر اور ورق لوٹ ورق گردانیدن حالت دگرگوں کردن۔ مطلب یہ کہ فرمایا کہ حق تعالےٰ جس طرح غیر متناہی ہیں اسیطرح اُنکی صفات بھی غیر متناہی ہیں تو انکو تو کوئی بیان نہیں کر سکتا لہٰذا اس سے بہتر ہے کہ چپ ہو رہو اور اس حالت سے بدل دوسری حالت پیدا کر و یعنی اس قصہ کو بیان کرو آگے جواب فرعون کے نقل فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

گفت فرعونش ورق در دست ماست — دفتر و دیوان و حکم اینم مراست

مر مرا بخریده اند اہل جہان — کز ہمہ عاقل تری تو ای فلان

موسیا خود را خریدی ہین برو — خویشتن کم بین بخود غره مشو

جمع آرم ساحران دہر را — تا کہ جہل تو نمایم شہر را

این نخواہد شد بروزی تا دو روز — مہلتم ده تا چہل روز تموز

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست — بنده ام امہال تو مامور نیست

گر تو چیری و مرا خود یار نیست — بنده فرمانم بدانم کار نیست

مے زنم با تو بجد تا زنده ام — من چہ کاره نصرتم من بنده ام

مے زنم تا در رسد حکم خدا — او کند ہر خصم از خصم جدا

گفت سے نے مہلتم باید نہاد عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد

حق تعالیٰ وحی کردش در زمان مہلتش دہ متسع مہراس ازان

این چہل روزش بدہ مہلت بطوع تا سگالد مکرہا و نوع نوع

تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام تیز رو کہ پیش رہ بگرفتہ ام

حیلہ ہاشان را ہمہ برہم زنم وانچہ افزایند من برکم زنم

آب را آرند من آتش کنم نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

مہر پیوندند من ویران کنم انچہ اندر وہم ناید آن کنم

تو مترس و مہلتش دہ بس دراز گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

اسپر فرعون نے کہا کہ یہ تیری غلطی ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں غالب ہونگا۔ اس لئے کہ دفاتر میرے قبضہ میں ہیں رجسٹر اور عدالتیں اور حکومت میری ہیں مجھے لوگوں نے یہ کہکر منتخب کر لیا ہے کہ اے فرعون تو سب سے زیادہ عاقل ہے اسکے برخلاف تیری حالت یہ ہے کہ تو جاہ مال کے لحاظ سے معمولی ہی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور عقل کی یہ حالت ہے کہ تو خود ہی اپنے کو انتخاب کرتا ہے اور کوئی تیرا ساتھ نہیں دیتا ایسی حالت میں تیرا مجھے اپنے اتباع کی دعوت دینا

محض بیہودہ ہے پس جا اور اپنے اوپر یعنی محقر سمجھ پر اور اُس لکڑی پر جو تیرے پاس ہے مغرور مست ہو ورنہ میں زمانہ کے مشہور جادوگروں کو بلاتا ہوں اور تیری جہالت اہل شہر کو دکھلاتا ہوں لیکن یہ کام ایک دو دن کا نہیں بلکہ گرمیوں میں چالیس دن کی مہلت دے تاکہ میں تیرے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤں موسے علیہ السلام نے کہا کہ مجھے ہنوز کوئی جدید حکم نہیں ملا اور تجھکو تنبیہ کی فرصت دینے کا امر میری پاس نہیں آیا لہذا میں مجبور ہوں کیونکہ محض بندہ ہوں مجھے اپنی طرف سے کوئی کام کرنے کا مجاز نہیں ہے مانا کہ تو غالب ہے اور میرا کوئی یار و مددگار نہیں مگر مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں میں تابع فرمان ہوں جو مجھے حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل کرونگا فتح و شکست کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے پوری کوشش سے تیرا مقابلہ کرونگا۔ میں تو بندہ ہوں لہذا فتح و نصرت کا کوئی استحقاق نہیں رکھتا میں تجھ سے اسوقت تک مقابلہ کرتا رہونگا جبتک کہ خدا میرے اور تیری درمیان فیصلہ نہ کر دے کیونکہ صرف وہ ہی ہے جو ایک دشمن کو دوسرے دشمن سے علیحدہ کرتا ہے اور انکے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ فرعون نے کہا نہیں نہیں مجھے مہلت ضرور دینی چاہیئے اور فریب اور فضول گوئی سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اسپر حق سبحانہ نے موسے علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اسکو کافی مہلت دیدی جائے اور کچھ اندیشہ نہ کیا جائے یہ چالیس دن کی مہلت بخوشی منظور کر لیجائے تاکہ یہ اپنے دل کے حوصلے نکال لے اور انواع و اقسام کے مکر سوچ لے اور پوری کوشش کر لے۔ کیونکہ ہم کچھ سوتے نہیں ہیں اس سے کہو کہ تو خوب تیز رو ہو اور اپنی پوری قوت صرف کر دے ہم نے رستہ روک رکھا ہے اور ہم اسے چلنے نہ دینگے میں انکی تدابیر کو درہم برہم کر دونگا اور جتنی زیادتی کرینگے میں اسکو اتنا ہی کم کر دونگا یہ پانی لائینگے میں اسے آگ بنا دونگا۔ یہ عمدہ غذائیں کھائینگے میں اسکو ناپسندیدہ کر دونگا یہ آپس میں محبت کرینگے میں اسے برباد کر دونگا غرض یہ جو تدبیر کرینگے میں اسکا توڑ کر دونگا لہذا تم کچھ خوف نہ کرو اور یہ جو لمبی مہلت مانگتا ہے تم منظور کر لو اور کہدو

کہ تو اپنی پوری فوج جمع کرلے اور ہر ممکن تدبیر کو کام میں لا انشاء اللہ اسکا نتیجہ تجھے بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔

شرح شبیری

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور اسنے چالیس روز کی مہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در دست ماست دفتر و دیوان و حکم این دم مراست

یعنی فرعون نے ان سے کہا کہ ورق (دفاتر) ہمارے ہاتھ میں ہیں اور رجسٹر اور کچہریاں اور حکم سب اس دم میرے ہیں۔

مر مرا بخریدہ اند اہل جہان از ہمہ عاقل تری تو ائے فلان

یعنی سارے اہل جہان نے مجھے خرید رکھا ہے تو ارے فلانے سب سے زیادہ عقلمند ہے مطلب یہ کہ سارے تو مجھے مانتے ہیں آپ بڑے عقلمند نکلکر آئے ہیں کہ میری حکومت کا انکار کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ سارے اختیارات مجھکو حاصل ہیں ابھی کایا پلٹ کرا دونگا اور بولا کہ۔

موسیا خود را خریدی ہیں برو خویشتن کم بین بخود غرہ مشو

یعنی اے موسیٰ اپنے کو تم الگ کرتے ہو تو کرے جاؤ اپنے کو ذرا کم دیکھو اور مغرور مت ہو مطلب یہ کہ ذرا گھمنڈ میں مت رہنا کہ تم کو کچھ سحر وغیرہ آتا ہے اس لئے حکومت کرنا چاہتے ہو گے تو یاد رکھنا کہ۔

جمع آرم ساحران دہر را تا کہ جہل تو نمایم شہر را

یعنی میں تمام زمانہ کے ساحروں کو جمع کردوں گا تا کہ تیرا جہل تمام شہر کو دکھا دوں۔

این نخواہد شد بروزے یا دو روز مہلتم دہ تا بچہل روز تموز

یعنی یہ (جمع ساحران) ایک دو دن میں تو ہوگا نہیں لہذا تم مجھے تموز کے چالیس روز تک مہلت دو۔ تموز گرمی کا مہینہ ہے۔ مطلب یہ کہ یہ جو گرمی کا چلہ ہے اس میں مجھے مہلت دو۔ تو میں سب کو جمع کروں اور پھر تمہارا مقابلہ ہو۔ سبحان اللہ ذرا دیکھئے کہ کس طرح مہلت طلب کر رہا ہے۔ یہ سنکر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ۔

موسیٰ علیہ السلام کا جواب فرعون کو

گفت موسیٰ ہر مرا دستور نیست بندہ ام امہال تو ماموز نیست

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اجازت نہیں ہے میں تو بندہ ہوں مجھکو تجھے مہلت دینے کی اجازت نہیں ہے مطلب یہ کہ مجھے تو حکم ہے کہ تیرے سر پر ہر وقت مسلط رہوں لہذا میں تجھے مہلت نہیں دے سکتا۔

گر تو چیری و مرا خود یار نیست بندہ فرمانم بدانم کار نیست

یعنی اگر تو غالب ہے اور میرا کوئی مددگار نہیں ہے تو میں تو بندۂ حکم ہوں مجھے اُس (تنہائی اور اسیری) سے کام نہیں ہے مطلب یہ کہ اگرچہ تو بظاہر فوج و لشکر والا اور غالب ہے مگر مجھے

کوئی خوف نہیں ہے میں تو بندۂ فرمان ہوں مجھے تجھ پر مسلط رہنے کا حکم ہوگیا ہے اب مجھے کیا میں تنہا ہوں تو کیا اور تو باجماعت ہے تو کیا۔

مے زنم با تو بجد تا زندہ ام — من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام

یعنی میں جب تک زندہ ہوں اُس وقت تک تو کوشش سے تجھ میں لگا رہوں گا اور مجھے مدد وغیرہ سے کیا کام میں تو بندہ ہوں سہ

جو نصرت دے تب قسمت نہ دیوے تو شکایت کیا ٭ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

می زنم تا در رسد حکم خدا — کہ کند ہر خصم از خصمے جدا

یعنی جب تک کہ حکم خدا پہونچے گا میں تیرے ساتھ لگا رہوں گا کہ وہ حکم ہر خصم کو دوسرے خصم سے جدا کر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ حکم خداوندی ہر ایک کو الگ الگ کر دیتا ہے اور دو فریق میں وہی فیصلہ کرتا ہے تو جب تک کوئی حکم خداوندی نہ ہو اُس وقت تک تو میں تم پر مسلط ہوں جب فرعون نے یہ سخت اور کورا جواب سُنا تو عرض کرنے لگا کہ۔

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آنا

گفت نے نے مہلتم باید نہاد — عشوہ ہا کم دہ تو کم پیمائے باد

یعنی فرعون بولا کہ نہیں نہیں مجھے مہلت ضرور دینی چاہیئے ذرا دھوکہ کم دو اور فضول باتیں مت کرو۔ دیکھیئے بس اسکی اسی قدر قدرت تھی کہ اب کس طرح الحاح سے مہلت مانگ رہا ہے۔ تف ہے۔ جب اُس نے الحاح کیا تو بس فوراً وحی آئی کہ

حق تعالیٰ وحی کردش در زماں — مہلتے دہ مر ورا مہر اس ازاں

یعنی حق تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم اسکو مہلت دیدو اور اُس سے خوف مت کرو یعنی اِس سے مت ڈرو کہ وہ سامان کریگا بلکہ مہلت دیدو۔

این چہل روزش بدہ مہلت بطوع　　　تا سگالد مکرہا او نوع نوع

یعنی ان چالیس دن کی اُسکو خوشی سے مہلت دیدو تاکہ وہ قسم قسم کے مکر سوچ لے اور ارشاد ہوا کہ۔

تا کہ کوشد او کہ نے من خفتہ ام　　　تیز رو گو پیش رہ بگرفتہ ام

یعنی تاکہ وہ کوشش کرے اِس لئے کہ میں سو تو نہیں رہا ہوں۔ اُس سے کہدو کہ تیز چل اس لئے کہ میں نے راستہ کا آگا پکڑ رکھا ہے مطلب یہ کہ حق تعالی نے فرمایا کہ میں سو تو نہیں گیا ہوں جو اُس کے مکر چل جاویں گے میں نے اُس کے مکروں کے راستے روک رکھے ہیں وہ جو تدبیر کریگا میں اُسکو باطل کردونگا تم بالکل بے فکر رہو۔ اور مہلت دیدو اِس لئے کہ۔

حیلہ ہاشان را ہمہ برہم زنم　　　وانچہ افزایند من برکم زنم

یعنی اُن کے تمام حیلوں کو میں مغلوب کردونگا اور وہ جو کچھ ترقی کرینگے میں اُسکو کمی پر ماردونگا مطلب یہ کہ حق تعالی نے فرمایا کہ میں اُن کی ایک نہ چلنے دونگا تم بے فکر رہو۔

آب را آرند من آتش کنم　　　نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

یعنی یہ پانی کو لادینگے میں اُسکو آگ بنادونگا اور یہ نوش خوش اختیار کرینگے تو میں اُسکو ناگوار کردونگا غرض کہ ان کی سب تدبیر کو اُلٹ دونگا۔

مہر پیوندند من ویراں کنم　　　انچہ اندر وہم ناید آں کنم

یعنی یہ تو محبت کو ملا دیں گے اور میں ویران کر دونگا اور جو کہ وہم میں نہ آویگا وہ کردنگا۔

تو مترس و مہلتش در دہ دراز　　گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

یعنی تم ڈرو مت اور اسکو خوب دراز مہلت دیدو اور کہدو کہ فوج جمع کرلے اور سو حیلے بنالے (مگر کچھ نہیں کرسکتا) اسکو سنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی اور دلیری کی کیا انتہا تھی وہ تو پھولے نہ سماتے تھے پس اُنھوں نے فوراً مہلت دیدی۔

شرح حبیبی

گفت امر آمد برو مہلت ترا　　من بجائے خود شدم رستی ہلا

او ہمی شد اژدہا اندر عقب　　چون سگ صیاد دانا و محب

چوں سگ صیاد جنباں کردہ دم　　سنگ را می کرد ریگ او زیر سم

سنگ و آہن را بدم در می کشید　　خرد می خائید آہن را پدید

در ہوا می کرد سر بالای برج　　کہ ہزیمت مے شد اندر روم و گرج

کفک می انداخت چوں اشتراں ز کام　　قطرہ بر ہر کہ می زد شد جذام

ژغژغ دندان او دل می شکست　　جان شیران سیہ می شد ز دست

چوں بقوم خود رسید آں مجتبے — شدنق او بگرفت باز او شد عصا

تکیہ بروے کرد و می گفت ای عجب — پیش ما خورشید و پیش خصم شب

ای عجب چوں می نہ بیند ایں سپاہ — عالمے پر آفتاب چاشت گاہ

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا — خیرہ ام در چشم بندی خدا

من ز ایشاں خیرہ ایشاں ہم ز من — از بہارے خار ایشاں من سمن

پیش شاں بردم بسے جام رحیق — سنگ شد آبش بپیش آں فریق

دستۂ گل بستم و بردم بپیش — ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش

جب موسیٰ کو حق سبحانہ نے فرعون کو مہلت دینے کے متعلق ہدایت فرمادی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ مجھے مہلت دینے کی اجازت ہوگئی ہے اب میں تجھے مہلت دیتا ہوں نیں میں اپنے مقام پر جاتا ہوں اور تو بھی کچھ دنوں کے لئے اس کشاکشی سے چھوٹ گیا۔ یہ فرماکر آپ روانہ ہوگئے آپ آگے آگے جارہے تھے اور آپ کا اژدہا یوں دانائی اور محبت سے چل رہا تھا جیسے شکاری کتا جاتا ہو۔ وہ شکاری کتے کی طرح دُم ہلاتا جاتا تھا۔ اور اپنی قوت اور بوجھ سے پتھروں کو چور چور کرتا جاتا تھا۔ پتھر اور لوہے تک کو سانس سے کھینچ لیتا تھا۔ اور لوہے کو چبا کر ریزہ ریزہ کر دیتا تھا۔ اور عالیشان عمارتوں سے اونچے یوں سر اٹھائے ہوئے تھا کہ رومی اور گرجی جیسے بہادر لوگ اس سے خوف کھا کر بھاگے تھے جس طرح غصہ کی حالت

میں شیروں کے منہ سے کف جاری ہوتا ہے یوں وہ کف اڑا رہا تھا۔ اور وہ اس قدر زہریلا اور تیز تھا کہ جس پر گرتا تھا فوراً جذام ہوجاتا تھا۔ اُس کے دانت پیسنے کی آواز سے دل پھٹے جاتے تھے اور کالے شیروں کی جانیں قابو سے نکلی جاتی تھیں۔ غرض کہ موسیٰ علیہ السلام اس شان سے اپنے مکان پر جا رہے تھے جبکہ وہ اپنے لوگوں میں پہنچ گئے تو انہوں نے اُس کا جبڑا پکڑا اور پھر وہ لاٹھی بن گیا۔ وہ اس پر تکیہ لگائے ہوئے اُس کی پہلی حالت کو یاد کرکے تعجب سے فرمانے لگے کہ دیکھو کیسی خدا کی قدرت ہے کہ ایک شے (یعنی معجزہ) جو ہمارے لئے آفتاب کی طرح روشن ہے وہ مخالف (فرعون) کے نزدیک رات کی طرح تاریک ہے اور ہم مومنین کے لئے تو یہ معجزہ حقانیت نبوت کو یوں ہی واضح دکھلاتا ہے جس طرح آفتاب ظاہری دیگر اشیاء کو۔ لیکن فرعون اور اُس کے ہمراہیوں کے لئے وہ اُسکو یوں مخفی کرتا ہے جس طرح رات اشیاء کو۔ اور بڑی حسرت کی بات ہے کہ یہ سپاہ فرعونی اُس عالم نبوت وغیرہ کو کیوں نہیں دیکھتی جس میں ایسا واضح معجزہ موجود ہے۔ جو اپنی وضاحت میں آفتاب نیم روز کی مثل ہے۔ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی نظر بندی اور قدرت عجیبہ سے نہایت حیران ہوں کہ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں کان بھی کھلے ہوئے ہیں اور اس درجہ ذکاوت وذہانت بھی موجود ہے پھر بھی یہ لوگ نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ میں انکو دیکھکر حیران ہوں جیساکہ ابھی بیان ہوچکا ہے اور وہ مجھے دیکھکر حیران ہیں کہ یہ ایک معمولی آدمی اور اتنی بڑی سلطنت قاہرہ سے ٹکراتا ہے اسے ہو کیا گیا۔ ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بہار ایک ہے اور مفیض حقیقی یعنی حق سبحانہ واحد ہیں۔ مگر آثار مختلف کہ ان کو خار بنایا اور مجھے سمن۔ نیز ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ میں بہت مرتبہ جام شراب ہدایت لے کر گیا مگر اس فریق کے پاس جاکر وہ بجائے پانی کے پتھر اور بجائے ہدایت کے ضلالت ہوگیا۔ میں ان کے پاس گلدستہ نصائح لے کر گیا لیکن وہاں جاکر ہر گل نصیحت خار شبہ بن گیا۔ اور غذای شیریں نیش عقرب وغیرہ کی طرح ناخوش گوار بن گئی۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو مہلت دیدینا تاکہ وہ ساحروں کو جمع کرلے

گفت امر آمد برو مہلت ترا ۔ من بجائے خود شدم رستی ہلا

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جا تجھے مہلت ہے۔ میں اپنی جگہ جاتا ہوں اور تو چھوٹ گیا مطلب یہ کہ خیر جا حکم ہوگیا ہے اور مہلت مل گئی ہے ورنہ میں تو تجھ پر مسلط ہو ہی گیا تھا مگر اس مہلت کے حکم سے تیری رہائی ہوگئی کچھ اور روز مزے اڑالے۔

او ہمی شد اژدہا اندر عقب ۔ چوں سگ صیاد دانا و محب

یعنی وہ چلے اور اژدہا صیاد کے کتے کی طرح جو کہ دانا اور محب تھا اُن کے پیچھے ہولیا۔

چوں سگ صیاد جنباں کردہ دم ۔ سنگ را می کرد ریگ او زیر سم

یعنی شکاری کے کتے کی طرح دُم ہلاتا ہوا پتھروں کو سُم کے نیچے ریتہ کرتا ہوا (چلدیا)۔

سنگ و آہن را بدم در می کشید ۔ خرد می خائید آہن را پدید

یعنی لوہے اور پتھر کو سانس سے کھینچ رہا تھا یعنی لوہے کو ریزہ ریزہ کرکے کھلم کھلا چباتا تھا۔

در ہوا می کرد سر بالای برج کہ ہزیمت می شد از وے روم و گرج

یعنی وہ اژدہا ہوا میں سر برج کے اوپر کر لیتا تھا کہ اُس سے رومی اور گرجی بھی ہزیمت میں آتے تھے مطلب یہ کہ جب وہ منہ کھولتا تھا تو اُس کا منہ برج پر پہونچتا تھا اور بڑے بڑے دلاور اُسکے خوف سے بھاگتے تھے۔

کفک می انداخت چون اشتر زکام قطرہ زاں بر ہر کہ می زد شد جذام

یعنی وہ اونٹ کی طرح منہ سے جھاگ ڈال رہا تھا۔ اُس میں سے ایک قطرہ جس پر پڑ جاتا تھا اُسکو جذام ہو جاتا تھا۔ یعنی اس قدر زہریلا تھا نعوذ باللہ۔

ز غژغژ دندان او دل می شکست جان شیران سیہ می شد ز دست

یعنی اُس کے دانتوں کی کٹر کٹراہٹ سے دل ٹوٹا جاتا تھا۔ اور شیران سیہ کی جان ہاتھ سے جاتی تھی یہاں تک اُس اژدہا کی حالت کو بیان فرما کر آگے فرماتے ہیں کہ۔

چون بقوم خود رسید آن مجتبیٰ شدق او بگرفت و باز او شد عصا

یعنی وہ برگزیدۂ (حق) جب اپنی قوم میں پہنچے تو اُسکی باچھ پکڑ لی وہ پھر عصا ہو گیا مطلب یہ کہ اُس عصا کی یہ حالت کہ وہ اژدہا رہا اُس وقت تک ہی رہی جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں میں رہے مگر جب اپنی قوم میں گئے تو اسکو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔

تکیہ بروے کرد و می گفت ای عجب پیش ما خورشید و پیش خصم شب

یعنی اُس پر سہارا لگا کر فرمایا کہ تعجب ہے کہ یہ خورشید ہے اور مقابل کی رات ہے مطلب یہ کہ فرمانے لگے کہ دیکھو ہمارے نزدیک تو یہ بالکل صاف ہے کہ یہ معجزات ہیں اور حق تعالیٰ ایک ہیں مگر فرعون نہیں سمجھتا اُسکے سامنے سب پوشیدہ ہے اور فرمانے لگے کہ۔

اے عجب چون می نہ بیند این سپاہ   عالمے پر آفتاب چاشتگاہ

یعنی بہت تعجب کی بات ہے کہ یہ سپاہ کسطرح ایک عالم پر آفتاب چاشتگاہ کو دیکھتی نہین۔ عالم پر آفتاب سے مراد نبوت ہے۔ مطلب یہ کہ دیکھو نبوت کا عالم پر آفتاب اسقدر چمک رہا ہے مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کو دکہائی نہیں دیتا حالانکہ۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا   خیرہ ام در چشم بندی خدا

یعنی آنکھ کہلی ہوئی کان کہلے ہوئے اور یہ ذکاوت۔ تو میں حق تعالے کی اس چشم بندی میں متحیر ہون مطلب یہ کہ دیکھو آنکھ اور کان سب کُھلے ہوئے اور اسقدر عاقل اور ذکی ہیں مگر دیکھو تو حق تعالے نے چشم بصیرت کو کس طرح بند کر دیا ہے کہ دکھائی ہی نہیں دیتا۔

من ز ایشان خیرہ ایشان ہم ز من   از بہارے خار ایشان من سمن

یعنی میں ان سے حیران ہوں اور وہ مجھ سے بھی حیران ہیں ایک ہی بہار سے ہیں وہ خار ہیں میں سمن ہوں مطلب یہ کہ میں تو ان سے حیرت میں ہوں کہ وہ آفتاب نبوت کو کیوں نہیں دیکھتے اور وہ اس وجہ سے متحیر ہیں کہ میں ایسی باتیں کیوں کرتا ہوں۔ حالانکہ دونوں ایک بہار سے ہیں مگر وہ خار ہوگئے ہیں اور میں چنبیلی ہوں۔

پیش شان بردم بسے جام رحیق   سنگ شد آبش بہ پیش آن فریق

یعنی میں اُنکے آگے بہت مرتبہ جام شراب لیگیا مگر وہ اس فریق کے سامنے پتھر بنگیا یعنی جب اُنکے پاس ہدایت کا جام لے گیا انھون نے اسکو قبول نہ کیا تو وہ اُنکے اعتبار سے جام ضلالت ہوگیا۔

دستہ گل بستم و بُردم بہ پیش   ہر گلے چون خار گشت و نوش نیش

یعنی ایک گلدستہ لگا کر اُنکے سامنے لیگیا تو ہر پھول تو خار ہوگیا اور ہر نوش نیش ہوگیا۔ مطلب یہ کہ

اُنکے حق میں سب معز ہوا اسلئے کہ اُس سے اُنکا عناد اور زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ کمی نہ ہوئی اسلئے کہ

شرح حبیبی

آن نصیب جان بے خویشان بود
چونکہ با خویشند پیدا کے شود

خفتہ بیدار باید پیش ما
تا بہ بیداری بہ بیند خوابہا

دشمن این خواب خوش شد فکر خلق
تا نخسپد فکرتش بستہ است خلق

حیرتے باید کہ روبد فکر را
خوردہ حیرت فکر را و ذکر را

ہر کہ کامل تر بود او در ہنر
او بصورت پس بمعنی پیشتر

راجعون گفت و رجوع اینسان بود
کہ گلہ وا گردد و خانہ رود

چونکہ گلہ باز گردد از ورود
پس فتد آن بز کہ پیش آہنگ بود

پیش افتد آن بز لنگ پسین
اضحک الرجعے وجوہ العابسین

از گزافہ کے شدند این قوم لنگ
فخر را دادند و بخریدند ننگ

پا شکستہ مے روند ایشان بجح | از خرج راہیست پنہان تا فرج
دل زدانشہا بشستند این فریق | زانکہ این دانش ندانند آن طریق
دانشے باید کہ اصلش زان سرست | زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
ہر پرے برعرض دریا کے پرد | تا لدن علم لدنے سپے برد
پس چرا علمے بیاموزے بمرد | کش بباید سینہ را زان پاک کرد
پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش | وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش
آخرون السابقون باش ای حریف | بر شجر سابق بود میوہ لطیف
گرچہ میوہ آخر آید در وجود | اوّل ست او زانکہ او مقصود بود
چون ملائک گوے لاعلم لنا | تا بگیرد دوست تو علمتنا
گر درین مکتب ندانے تو ہجے | ہمچو احمد پرے از نور حجے
گر نباشی نامدار اندر بلاد | گم نۂ واللہ اعلم بالعباد

اندرین ویرانه کین معروف نیست | از برای حفظ گنجینه زریست

موضع معروف کے بنہند گنج | زین قبل آمد فرج در زیر رنج

خاطر آرد پس شکال اینجا ولیک | بگسلد اشکال را استور نیک

دست عشقش آتشے اشکال سوز | هر خیالے را برو بد نور روز

هم ازآنسو جو جواب ای مرتضی | کاین سوال آمد ازآنسو مرترا

گوشه بے گوشه دل شہرہی ست | تاب لاشرقی ولاغرب از مہی ست

تو ازینسو و ازانسو چون گدا | اے که معنی چه مے جوئے صدا

هم ازانسو جو که وقت دردتو | مے شوی در ذکر یاربے دوتو

وقت مرگ و درد آنسو می خمے | چونکه دردت رفت چونے اعجمے

وقت محنت گشته الله گو | چونکه محنت رفت گوئی راه کو

درزمان درد و غم یادش کنے | چون شدے خوش باز بر غفلت تنے

این ازان آمد که حق را بیگمان ۔ ہر کہ بشناسد بود دائم بر آن

آنکہ در عقل و گمان ہستش حجیب ۔ گاہ پوشیدہ ست او گہ بدریدہ جیب

عقل جزوے گاہ خیرہ گہ نگون ۔ عقل کلی ایمن از ریب المنون

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر ۔ رو بخواری نے بخارا اے پسر

تا بخارا ے دگر یابی درون ۔ ساکنان محفلش لا یفقہون

اب مولانا فرماتے ہیں کہ انکے لئے ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا جیسا ہوا۔ اسلئے کہ ادراک حقائق علے ما ہی علیہ اُنکا حصہ ہے جو اپنے کو فنا کر چکے ہیں جبکہ وہ خودی میں منہمک ہیں تو انکو حقائق کا کیونکر ادراک ہو سکتا تھا۔ ہمارے نزدیک تو بیداری میں خواب دیکھنے اور جاگتے ہوئے امورِ غیبیہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ آدمی مخلوق سے بے خبر اور خالق سے باخبر ہو جب وہ ایسا کرے گا اُسوقت وہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ مخلوق کے افکار لا یعنی اس عمدہ خواب کے دیکھنے کے دشمن اور امور غیبیہ کا مشاہدہ کرنے سے مانع ہیں پس اگر امور غیبیہ کے مشاہدہ کی ضرورت ہے تو سو رہنا چاہیئے یعنی دنیا سے غافل ہو جانا چاہیئے ورنہ جبتک سو ؤ گے نہیں اسوقت تک افکار بیہودہ حلق کو روکے رہینگے اور غذائے روحانی علوم و معارف کو حلق سے نہ اترنے دینگے شاید تم یہ سوال کرو کہ سونے اور دنیا سے غافل ہونے کی کیا ضرورت ہے لہذا اسکا جواب سُنو تم وہ حالت پیدا کرو جو تواتر تجلیات سے پیدا ہوتی ہے جسکو حیرت کہتے ہیں یہ حالت تمام افکار کو مٹا دیگی کیونکہ حیرت کا قاعدہ ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے نہ ماسوے اللہ کا خیال آتا ہے نہ اسکا ذکر اسلئے کہ وہ سب ذکر و فکر کو

لکھا جاتی ہے (اب رہی یہ بات کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہو سو اسکا طریق شیخ کامل سے معلوم ہو سکتا ہے اور اس طریق پر عمل کرنے سے بشرط استعداد وہ حالت پیدا ہو جائیگی) یاد رکھو کہ جو شخص دنیاوی معاملات سے زیادہ غافل اور ان میں جد وجہد کرنے سے زیادہ کاہل ہوگا وہ ظاہر میں تو اوروں سے پیچھے ہوگا مگر حقیقت میں اُن سے آگے ہوگا دلیل اسکی یہ ہے کہ حق سُبحانہ نے فرمایا ہے الی اللہ مرجعکم نیز اسنے ہمکو انا للہ وانا الیہ راجعون تعلیم فرمایا ہے اور لوٹنے کی ایسی مثال سمجھو جیسا کہ گلہ بکریوں کا جا رہا ہو اور ہر بکری اپنی جگہ سے گھر کی طرف مڑ جاوے پس جبکہ گلہ اس صورت سے واپس ہوگا تو وہ بکری جو آگے آگے جا رہی تھی پیچھے رہجاوے گی اور وہ لنگڑی بکری جو پیچھے جا رہی تھی آگے ہو جائیگی اور یہ واپسی ایسی عجیب ہوگی کہ تند خو اور تنگ چڑھے لوگ بھی اسکو دیکھکر ہنس پڑینگے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو دنیا کے لحاظ سے کاہل ہیں۔ وہ حق سبحانہ کے پاس اوروں سے پہلے پہونچینگے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل اللہ طلب دنیا میں فضول لنگڑے نہیں ہوتے اور فخر دنیا کے عوض ننگ دنیا بلا وجہ نہیں خریدی بلکہ اسمیں ایک بھید ہے وہ یہ کہ لوگ اپنی سعی فی طلب الدنیا کو چھوڑ کر اور پاؤں توڑ کر کعبۂ مقصود کو جا رہے ہیں اور دنیا داروں سے پہلے پہنچنا چاہتے ہیں اور اس تنگی ہی مین اُنکے لئے فراخی ہے کیونکہ تنگی سے فراخی تک ایک سرنگ ہے جسکے ذریعہ سے وہ فراخی تک پہنچ سکتے ہیں اور اُن لوگوں نے جو عقل دنیا کو اپنے دل سے دہو ڈالا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کعبۂ مقصود کی راہ نہیں جانتی لہذا اسکی طرف رہنمائی نہیں کر سکتی بلکہ اسکے لئے اُس سمجھ کی ضرورت ہے جو وہبی اور عطا یے حق سُبحانہ ہو ایسی عقل بیشک رہنمائی کر سکتی ہے کیونکہ وہ فرع حق سبحانہ ہے اور حق سُبحانہ اسکی اصل اور ہر فرع اپنی اصل کی طرف رہنمائی کرتی ہے مانا کہ عقل دنیا بھی پرواز رکھتی ہے لیکن ہر پر تو سمندر کی چوڑائی میں نہیں اُڑ سکتا کہ وہ اڑ کر علم لدنی کا کھوج لگا لے بلکہ اسکے لئے خاص پروں کی ضرورت ہے اور وہ پروہ ہیں جو عقل وہبی کو عطا ہوتے ہیں جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقل دنیا اور علوم وغیرہ یہ حضرت حق کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتے تو تم لوگونکو ایسے علوم کیوں سکھاتے ہو جو اگر پیشتر سے حاصل ہوں تب بھی ان کو محو کرنے کی ضرورت ہے بلکہ وہ علم سکھلاؤ جنکی تحصیل کی ضرورت ہے یعنی علوم حق سُبحانہ۔ نیز جبکہ یہ معلوم ہو گیا

کہ ترقی دُنیاوی درحقیقت تنزل ہے اور دنیاوی پیش قدمی فی الحقیقۃ پیچھے رہنا ہے تو اب تم اس طرف کی یعنی دنیاوی زیادتی کبھی طلب نہ کرنا بلکہ پاشکستہ ہوجانا اور سعی دنیا کو بالکل خیرباد کہنا۔ ایسا کروگے تو واپسی کے وقت تم آگے رہوگے تم کو آخرون السابقون کا مصداق ہونا چاہیے اور دُنیا میں اوروں سے پیچھے اور دین میں آگے رہنا چاہیئے دیکھو تو سہی میوہ درخت سے پہلے ہوتا ہے اگرچہ وجود میں مؤخر ہوتا ہے اور اولیت اسکی درجۂ مقصودیت میں ہے کہ پھل مقصود بالذات ہوتا ہے اور درخت مقصود بالعرض اور مقصود بالذات کا رتبہ مقدم ہے مقصود بالعرض پر۔ اس مثال میں تم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ثمر و شجر میں ہر ایک متاخر ہے۔ اور ہر ایک متقدم لیکن ثمر کا تقدم معنوی ہے اور تاخر صوری اور شجر کا تقدم و تاخر بالعکس ہے۔ اب یہ دیکھو کہ ان میں کون اشرف و اعلےٰ ہے ظاہر ہے کہ ثمر اعلےٰ و افضل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تقدم معنوی کے ہوتے ہوئے تاخر صوری مضر نہیں اور تاخر معنوی کی صورت میں تقدم صوری مفید نہیں۔ پس تو ثمر کیطرح تقدم معنوی اختیار کر اور شجر کی طرح تقدم صوری کو ترجیح نہ دے اور دعاوی علوم و فنون کو چھوڑ کر فرشتوں کی طرح لاعلم لنا کہہ تاکہ تعلیم خداوندی تیری دستگیری کرے اور تجھے وہ علوم معارف حاصل ہوں جنکی طرف تیری عقل رہبری نہیں کرسکتی تھی اگر اس کتب سلوک میں تو بالکل ہی انجان بنے گا اور ہجے تک بھی نہ جانے گا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نور عقل وہبی سے پرواز کریگا اور علوم و معارف تک پہنچے گا اگر تو شہروں میں مشہور نہ ہو اس سے اپنے کو گمنام نہ سمجھنا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ اپنے خاص بندوں کو خوب جانتے ہیں اور انھیں کے جاننے کی ضرورت بھی ہے اگر کوئی نہ جانے بلا سے۔ اس گمنامی میں بھی ایک راز ہے کہ یہ خراب وخستہ شخص جو مشہور نہیں ہے حفاظت اسرار کے لئے خزانہ بنایا گیا ہے اور قاعدہ ہے کہ خزانہ ایسی ہی جگہ رکھتے ہیں جہاں کسیکو شبہ بھی نہ ہو اور اسکو کوئی جانتا ہی نہ ہو پس یہ وجہ ہے گمنامی کی پس ایسی گمنامی پر ہزار شہرتیں قربان ہیں۔ لہذا تم گمنامی سے گھبرانا مت۔ اسی مضمون سے ایک اور بات بھی معلوم ہوگئی وہ یہ کہ خوشی رنج کے پردوں میں مستور ہوتی ہے لہذا تم کو تکالیف سے بھی گھبرانا نہ چاہیئے یہاں طبیعت شبہے پیدا کرتی ہے۔ لیکن جو اعلےٰ طبیعت ہو وہ اسکی محبوس نہیں ہوتی اور جسطرح عمدہ گھوڑا اسکیل کو توڑ پھوڑ کر پھینکدیتا ہے یوں ہی

وہ طبیعت بھی ان اشکالات کے پرخچے اڑا دیتی ہے پس اگر طبیعت اعلےٰ درجہ کی ہی تو جوابات بھی خود ہی دے دیگی۔ نیز عشق کا ہاتھ شبہات کو جلا دینے والی آگ ہے کہ اسکے آگے کوئی شبہ قائم نہیں رہ سکتا اس بارہ میں اسکی ایسی مثال ہے جیسے دن کی روشنی کہ وہ کسی وہم کو باقی نہیں چھوڑتی یوں ہی یہ بھی کسی شبہ کو باقی نہیں رکھتا۔ نیز حق سبحانہ سے دریافت کر کہ اسی نے شبہ پیدا کیا ہے اور وہی جواب تعلیم فرمائیگا۔ غرضکہ جواب کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ طبیعت وقادہ ہو اور وہ شبہ کو حل کر دے دوسرے عشق کہ وہ شبہ کی جڑ کاٹ دے تیسرے الہام غیبی۔ ان تین طریقوں میں سے کسی طریق سے اسکو حل کرنا چاہئے (ف مولانا نے شبہ کو ظاہر نہیں کیا اور نہ جواب بتلایا لیکن انداز بیان سے شبہ کی تقریر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب مال ایسی جگہ رکھتے ہیں جو غیر معروف ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مشہور ہیں وہ دولت باطنی کا خزانہ نہیں۔ وہو باطل اور تقریر جواب یہ ہے کہ دولت کے رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک محفوظ کرنا دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچانا پس جسوقت اسکو محفوظ کرنا مقصود ہوا اسوقت تو ایسی ہی جگہ رکھینگے جو غیر معروف ہوا اور جسوقت لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوا اسوقت ایسے مقام پر رکھینگے جہاں سے ہر شخص مستفید ہو سکے پس جو اہل اللہ غیر مشہور ہیں انکو دولت بغرض اول سپرد کی گئی ہے اور جو مشہور ہیں انکو بغرض ثانی فلا اشتباہ) اب شاید تو سوال کرے کہ حق سبحانہ تک کیونکر رسائی ہو اور اس سے کیونکر دریافت کیا جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گوشہ جو فی الحقیقت کوئی گوشہ نہیں بلکہ مجازاً اسے گوشہ کہا گیا ہے وہ وصول الی اللہ کا شاہراہ ہے اور وہ اسی ماہ کی غیر ذی جہت روشنی سے منور ہے تم اسپر چلو یعنی تصفیہ باطن کرو تم کو حق سبحانہ تک رسائی ہوگی۔ اور سارے اشکالات بالہام غیبی مندفع ہو جاوینگے۔ ارے تو تو حقائق و معانی کا پہاڑ ہے پھر تو فقیر کی طرح ادہر ادہر سے صدا (آواز) کو کیوں ڈھونڈھتا ہے۔ اور قالی جواب کے کیوں درپے ہے بلکہ حالی جواب تلاش کرنا چاہئے اور اسی طرف سے تلاش کرنا چاہیئے جسطرف تو تکلیف کے وقت یا ربی یا ربی کہتا ہوا جھکتا ہے بھلے مانس موت اور تکلیف کے وقت تو تو اس طرف جھکتا ہے اور جب وہ تکلیف دور ہو گئی تو اسوقت تو کیوں انجان بنجاتا ہے تکلیف کے وقت تو تو اللہ کا پتہ لگالیتا ہے

اور جب تکلیف جاتی رہی تو انجان بنجاتا ہے اور پوچھتا ہے خدا کا رستہ کہاں ہے اسے احمق وہی رستہ ہے جس پر تو تکلیف کیوقت چل جاتا تھا تو رنج وغم کے وقت تو اسے یاد کرتا ہے لیکن جب تو خوش ہوتا ہے پھر غافل ہوجاتا ہے اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ جو لوگ حق سبحانہ کو بلا شبہ وشک جانتے ہیں وہ تو اپنی معرفت پر قائم رہتے ہیں اور جو شخص کہ عقل وگمان میں مبتلا ہے اسکے لئے ایک پردہ پڑا ہوا ہوتا ہے کبھی وہ پڑا ہوا ہوتا ہے اسوقت آدمی اس سے غافل ہوتا ہے اور کبھی وہ چاک ہوتا ہے اسوقت وہ حق سبحانہ کو پہچانتا اور اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ عقل ناقص کبھی تو غالب ہوتی ہے اور کبھی مغلوب۔ جب غالب ہوتی ہے اسوقت معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب خواہشات نفس سے مغلوب ہوتی ہے اسوقت وہ معرفت زائل ہوجاتی ہے اور عقل کامل ان تقلبات سے مامون ہے لہذا اسکی معرفت کبھی زائل نہیں ہوتی جب تجھکو عقل ناقص کی حالت معلوم ہوگئی تو اس عقل جزوی اور کمالات عرفی کو حیرت سے بدل لے اور بجائے طلب علوم رسمیہ کے لئے بکار جاننے کے۔ تذلل۔ اور مسکنت۔ عجز۔ وانکسار کی تحصیل کے لئے چل اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو اپنے باطن میں ایک دوسرا بازار مشاہدہ کریگا جسکی محفل کے رہنے والوں کو تفقہ ظاہری وفانی سے کچھ تعلق نہ ہوگا یعنی تجھکو ایک اور مدن علم نظر آئے گا جہاں سے تجھے بدون الفاظ کے علوم ومعارف حاصل ہوتے ہیں گے۔

آن نصیب جان بیخویشان بود ۔ چونکہ باخویشند بیدار کے شود

یعنی وہ تو بیخودوں کی جان کو نصیب ہوتا ہے تو چونکہ وہ باخود میں اسکو کب ظاہر ہوسکتا ہے۔

خفتہ بیدار باید پیش ما ۔ تا بہ بیداری بہ بیند خوابہا

یعنی ہمارے آگے ایک خفتہ بیدار کی ضرورت ہے جو کہ بیداری میں بہت سے خواب دیکھے مطلب یہ کہ ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ اس دُنیا کے اعتبار سے تو خفتہ ہو مگر حق تعالیٰ کی جانب سے بیدار ہو تو وہ بیداری میں بھی تجلیات وانوار حق کے خواب دیکھے گا تو چونکہ یہ لوگ ایسے نہ تھے لہٰذا ان کو یہ بات نصیب نہ ہوئی آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

دشمن این خواب خوش شد فکر حق — تا نخسپند فکرتش بستہ است حلق

یعنی فکر خلق اس خواب خوش کی دشمن ہو گئی ہے اور جبتک یہ فکر نہ سووے گی جبتک حلق بند ہا ہوا رہیگا مطلب یہ کہ مخلوق کا فکر اس خواب کی دشمن ہے جس میں کہ اس طرف سے خواب ہو اور حق تعالےٰ کی طرف سے بیداری ہو تو جبتک کہ یہ فکر اور یہ تدابیر جو اسکے دشمن ہیں زائل نہ ہو نگی یاد رکھو کہ اسوقت تک حلق بند ہا ہوا ہے اور انوار و تجلیات کے حصول سے مانع ہے آگے اس فکر کے ازالہ کی تدبیر بتاتے ہیں کہ۔

حیرتے باید کہ روبد فکر را — خورد حیرت فکر را و ذکر را

یعنی ایک حیرت کی ضرورت ہے جو کہ اس فکر کو صاف کر دے اور وہ حیرت فکر اور ذکر سب کو کھا جاوے حیرت سے مراد تواتر تجلیات مطلب یہ کہ تواتر تجلیات سے جو حالت ہوتی ہے اُسکی ضرورت ہے کہ وہ اس فکر کو محو اور زائل کر دیتی ہے بس جب وہ حیرت حاصل ہو جاوے گی تو یہ فکر معاش اور فکر دنیا زائل ہو جاویگی اور اسکے زائل ہوتے ہی وہ خواب خوش نصیب ہو جاویگی آگے ایک مضمون بیان فرماتے ہیں اور اُسکی ایک عجیب و غریب دلیل بیان فرماوینگے سُنئے فرماتے ہیں کہ۔

ہر کہ کامل تر بود او در ہنر — او بمعنی پس بصورت بیشتر

یعنی جو شخص کہ ہنر (دنیا) میں زیادہ کامل ہوگا وہ معنیٰ تو پیچھے ہوگا صرف صورت میں آگے ہوگا مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص کہ دنیاوی امور میں کامل ہوگا وہ صورتا تو آگے ہے

اور سب سے بڑھا ہوا ہے مگر معنی جسقدر کامل ہے اسیقدر پیچھے ہے اور اسکو حقیقت
پیشروی حاصل نہیں ہے۔ یہ تو دعوے ہے آگے اسکے دلیل ایک عجیب فرماتے
ہین جسکا حاصل اول سمجھ لو اسکے بعد سہل ہوجاویگا فرماتے ہین کہ دیکھو قاعدہ ہے
کہ جب گلہ بکریوں وغیرہ کا چلتا ہے تو بعض اُس میں سے آگے ہوتی ہیں اور بعض پیچھے
لیکن اگر چلتے چلتے سب یکدم سے اسیطرح لوٹنے لگین کہ سب رہین تو اپنی اپنی جگہ
پر مگر منھ پھیر لین تو جو سب سے آگے ہے اب وہ تو پیچھے ہوجاویگی اور جو سب سے پیچھے
تھی وہ سب سے آگے ہوگی جب یہ سمجھ مین آگیا تو اب سمجھو کہ قرآن شریف مین ہے
کہ کل الینا راجعون سب ہماری طرف لوٹیں گے اور دُنیا میں اسوقت سب چل رہے
ہین تو بس جب لوٹنے کا وقت یعنی قیامت ہوگی تو اس دنیا کی روش مین جو سب سے
آگے تھا وہ اُس قاعدہ کے موافق سب سے پیچھے ہوگا اور جو پیچھے ہین یعنی غریب لوگ
وہ سب سے آگے ہوجاوینگے تو دیکھ لو تو جو اس دُنیا مین کامل اور آگے ہے وہ
قیامت میں سب سے ناقص اور پیچھے ہوگا۔ سُبحان اللہ عجیب دلیل ہے اب اشعار
سے سمجھ لو فرماتے ہین کہ۔

راجعون گفت و رجوع این سان بود　　　　که گله واگردد و خانه رود

یعنی حق تعالے نے کل الینا راجعون فرمایا ہے اور رجوع اسطرح ہوا کرتا ہے کہ گلہ واپس
ہو اور گھر کو جاوے۔

چونکه واگردید گله از ورود　　　　پس فتد آن بزکه پیش آهنگ بود

یعنی جب وہ گلہ گھاٹ سے واپس ہوا تو وہ بکری تو پیچھے ہوگئی جو کہ سب سے
آگے تھی۔

پیش افتد آن بز لنگ پسین　　　　اضحک الرجعی وجوه العابسین

یعنی وہ لنگڑی پچھلی بکری جو آگے ہوجاوے گی تو اس رجعت نے عابسین کے منہ کو بھی ہنسا دیا
مطلب یہ کہ جب اسطرح ایکدم سے انقلاب ہوگیا کہ اگلی پچھلی اور پچھلی اگلی ہوگئی تو جو لوگ
کبھی ہنستے نہ تھے انکو بھی ہنسی آگئی کہ عجب دل لگی ہے تو اسیطرح جو لوگ کہ اس دنیا
میں آگے بڑے ہوتے ہیں اور خوب کامل ہیں وہ قیامت میں پیچھے ہونگے اور جو آدمی
غریب ناقص ہیں وہ سب سے آگے ہونگے اللھم احشرنی فی زمرۃ المساکین آگے
فرماتے ہیں کہ۔

از گزافہ کے شدند این قوم لنگ — فخر را دادند و بخریدند ننگ

یعنی یہ لوگ بیہودگی کی وجہ سے کب لنگڑے ہوتے ہیں (بلکہ) انھوں نے فخر دیدیا ہے
اور ننگ کو خرید لیا ہے یعنی یہ لوگ جو تم کو دنیاوی امور میں ایسے معلوم ہوتے ہیں تو یہ نہیں
کہ یہ کچھ کر نہیں سکتے بلکہ خود ہی انھوں نے ایسی حالت بنا رکھی ہے تاکہ وہاں جاکر سب
سے آگے چلیں۔

پاشکستہ می روند ایشان بحج — از حرج راہیست پنہان تا فرج

یعنی یہ حضرات پاشکستہ (کعبۂ مقصود حقیقی کے) حج کو جارہے ہیں اور تکالیف سے ایک
راہ پوشیدہ کشادگی تک ہے حرج سے مراد مجاہدہ ہے مطلب یہ کہ یہ حضرات جو مجاہدہ
وریاضت کرتے ہیں تو اس سے ایک راہ ہے جو کہ اندر ہی اندر عالم غیب تک چلی گئی
ہے بس یہ اس راہ پر ہوتے ہیں اور ان کی یہ حالت ہے کہ۔

دل ز دانشہا بشستند این فریق — زانکہ این دانش ندانند این طریق

یعنی اس فریق نے دل کو علوم (ظاہری) سے دھو ڈالا ہے اسلئے کہ یہ علوم (ظاہری) اس
راستہ (پوشیدہ) کو نہیں جانتے لہذا یہ حضرات ان علوم کو قلب سے محو کر دیتے ہیں
محو کر دینے سے مراد یہ ہے کہ ان کا اثر نہیں رہتا کہ یہ سمجھیں کہ ہم کو یہ علم حاصل ہے اور

یہ حاصل ہے بلکہ دعوی بالکل جاتا رہتا ہے ہاں وہ علوم باقی رہتے ہیں مثلاً ایک شخص نے ہدایہ پڑھا تھا تو اُسکے محو کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہدایہ تو اسکو یاد رہے مگر اس امر کو بھولا جاوے کہ مجھے ہدایہ آتا ہے بس اُسکے اندر دعوی اور عجب اور تکبر نام کو نہیں ہوتا۔

دانشے باید کہ اصلش زان سرست زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست

یعنی اُس علم کی ضرورت ہے جسکی اصل اس طرف سے ہوا سلئے کہ ہر فرع اپنی اصل کیطرف رہبر ہوتی ہے تو جب یہ علم اُس علم حق کی فرع ہوگا تو یہ اُس تک پہنچا دیگا جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف پہنچایا کرتی ہیں۔

ہر پرے برعرض دریا کے پرد تالدن علم لدنی مے برد

یعنی عرض دریا پر ہر پر کب اڑسکتا ہے قرب حق تک تو علم لدنی ہی لیجاتا ہے پر سے مراد علم ہے مقصود یہ کہ ہر علم تو حق تعالے تک نہیں پہونچا سکتا بلکہ اُسکے قرب تک تو علم لدنی ہی پہونچاتا ہے اسلئے کہ اسکی اصل اسی طرف سے ہے ورنہ اور کوئی تو وہاں تک کیا ہی پہونچ سکتا ہے خوب کہا ہے ؎

بحر یست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست + اینجا جزاین کہ جان بسپارند چارہ نیست

تو جب یہ علوم ظاہری موصل الی الحق نہیں ہیں یعنی ان میں اتنا کہ موصل نہیں ہے یوں واسطہ ہونے کے درجہ میں تو موصل ہیں ہی مگر مقصود نہیں ہیں لہذا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

پس چرا علمے بیاموزی بمرد کش بباید سینہ را زان پاک کرد

یعنی پس مرد کو ایسا علم کیوں سکہاتے ہو کہ اُس سے اسکو سینہ پاک کرنا پڑے مطلب یہ کہ جب یہ علوم ظاہری ایسے ہیں کہ ان سے سینہ کو پاک کرنا پڑتا ہے تو پھر اپنی اولاد کو کیوں سکہاتے ہو یہاں سے وہ لوگ جو کہ اپنی اولاد کو علم معاش میں منہمک کئے ہوئے

ہیں سبق حاصل کریں کہ مولانا جب اُن علوم ظاہری کو جو کہ وسیلہ ہیں وصول کا منع فرمارہے ہیں تو وہ علوم جو کہ اس سے حاجب ہیں مولانا کے نزدیک سب پسندیدہ اور لایق درس کے ہو سکتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ یقیناً واجب الترک ہو گئے آگے فرماتے ہیں کہ۔

پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش ۔۔۔ وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش

یعنی پس اس طرف کی پیشی مت تلاش کرو (بلکہ) لنگڑے رہو اور لوٹنے کے وقت سب سے آگے رہنا جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے آگے فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں اپنے کو ذلیل وخوار رکھو تو اُس عالم میں تم کو عزت حاصل ہوگی فرماتے ہیں کہ۔

آخرون السابقون باش ای حریف ۔۔۔ بر شجر سابق بود میوہ لطیف

یعنی اے ساتھی نحن آخرون السابقون (کے مصداق) رہو اور شجر پر (مقصوداً) میوہ لطیف سابق ہوا کرتا ہے۔

گرچہ میوہ آخر آید در وجود ۔۔۔ اوّل ست او زانکہ او مقصود بود

یعنی میوہ اگرچہ وجوداً آخر میں آیا ہے (مگر) وہ اول ہے اسلئے کہ مقصود وہی تھا تو اسیطرح اگر تم یہاں مسبوق بھی رہو گے تو کیا ہے وہ سابقیت مقصودی اُس عالم کی تم کو ہو حاصل ہو جاویگی اور وہاں تم ہی اول رہو گے۔

چون ملائک گوی لا علم لنا ۔۔۔ تا بگیرد دست تو علمتنا

یعنی تو ملائکہ کیطرح لا علم لنا کہے تاکہ تیرا ہاتھ علمتنا پکڑے مطلب یہ کہ دیکھو جب ملائکہ نے اپنا عجز لا علم لنا سے ظاہر کر دیا تو فوراً حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ انبئہم باسمائہم تو اگر تم بھی اسیطرح عجز ظاہر کر دو گے تو پھر تم کو علم لدنی اور علم وہبی عطا ہو جاویگا۔

گر درین مکتب ندانی تو ہجا ہمچو احمد پری از نور حجی

پس اگر تو اس مکتب (دُنیا) مین ہجا بھی نہ جانے گا تو احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نور عقل سے اڑو گے مطلب یہ کہ جس طرح کہ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب علوم حاصل تھے اسیطرح تم کو بھی اگر اس دُنیا میں علوم ظاہر حاصل نہ ہونگے تو کیا ہرج ہے اسلئے کہ تم کو بس اسیطرح علم لدنی حاصل ہو جائیگا ہاں اتنا ضرور ہے کہ شہرت نہ ہوگی تو اسکے لئے فرماتے ہین کہ۔

گر نہ باشی نامدار اندر بلاد گم شوا اللہ اعلم بالعباد

یعنی اگر تم شہرون میں نامدار نہ ہوگے تو (حق تعالےٰ سے تو) گم نہیں ہوا اسلئے کہ حق تعالیٰ اپنے بندونکو خوب جانتا ہے تو جب وہ جانتے ہیں پھر کیا غم ہے چاہے ساری دنیا نہ جانے ؎

یا الٰہی تو نہ چھوٹے تیرا چھٹنا ہے غضب ٭ یون ہی راضی ہون مجھے چاہے زمانہ چھوڑدے

آگے ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ۔

اندران ویرانہ کان معروف نیست از برائے حفظ گنجینہ زر لیست

یعنی اُس ویرانہ مین جو کہ مشہور نہیں ہے حفاظت کے لئے خزانہ زر ہوتا ہے۔

موضع معروف کے بنہند گنج زین قبل آمد فرج در زیر رنج

یعنی خزانہ مشہور جگہ مین کب رکھتے ہین اسی قبیل سے کشادگی تکلیف کے تحت مین ہے مطلب یہ کہ دیکھو لوگ خزانہ کو غیر معروف جگہ میں رکھا کرتے ہین تا کہ کسیکو اطلاع نہ ہو۔ تو اسیطرح تمہارے اندر جو خزانہ بھرے ہوئے ہیں وہ اس مجاہدہ وریاضت کے ویرانہ میں دبے ہوئے ہیں لہذا تم شہرت اور ناموری کی کبھی خواہش مت کرو

بلکہ ہمیشہ اپنے کو مٹانے میں لگے رہو کہ اس سے مقصود حقیقی تک پہنچ جاؤ گے آگے فرماتے ہیں کہ۔

خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک　　بگسلد اشکال را استور نیک

یعنی دل اس جگہ بہت سے اشکال لاتا ہے مگر اسکو اچھا آدمی خود توڑ دیتا ہے یہاں مولانا نے نہ اشکال بیان کیا ہے اور نہ جواب دیا ہے مگر سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشکال یہ ہے کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ شہرت کو حاصل مت کرو حالانکہ بہت بزرگ مشہور ہوئے ہیں اور خود اپنے ہی افعال سے مشہور ہوتے ہیں مثلاً تصانیف سے ارشادات سے تو انکو کیا کہا جاویگا جواب یہ ہے کہ انھوں نے شہرت کا قصد نہیں کیا بلکہ شہرت خود بخود ہو گئی اور یہ مضر نہیں ہے بلکہ مضر یہ ہے کہ شہرت کا قصد کیا جاوے اور یہاں یہ ہے نہیں۔ فلا اشکال اصلاً فافہم۔ آگے فرماتے ہیں کہ۔

ہست عشقش آتشے اشکال سوز　　ہر خیالے را برو بد نور روز

یعنی عشق حق تمام اشکالوں کو جلا دینے والا ہے اور دن کی روشنی ہر خیال کو لیجاتی ہے مطلب یہ کہ سب اشکال اسی وقت تک پڑ رہے ہیں جبتک کہ عشق اور محبت حق دل میں جاگزین نہیں ہے اور جب وہ دل میں جم جاویگی تو سارے اشکال سوختہ ہو جاویں گے تو لیس عشق حق پیدا کرو۔

کہ اس سے سارے اشکال اسطرح جاتے رہینگے جیسے کہ دن کی روشنی سے سارے خیالات کاذبہ زائل ہو جاتے ہیں کہ رات کو تمام شبہات و خیالات میں انسان مبتلا ہوتا ہے مگر دن ہوتے ہی سب زائل اسیطرح عشق حق بھی سب اشکالوں کو زائل کر دیگا۔

ہم ز آنسو جو جواب ای مرتضی　　کاین سوال آمد از آن سو مر ترا

یعنی اسے مرتضیٰ اب اُسی طرف سے جواب کو بھی تلاش کرو اس لئے کہ یہ سوال بھی تمکو
اُسی طرف سے آیا ہے۔

گوشۂ بے گوشۂ دل شہ رہی ست تا بلا شرقی و لا غرب از مہی ست

یعنی بے گوشہ دل کا گوشہ لاشرقی سے لاغربی تک ایک شاہ راہ ہے ایک برتر کی طرف سے۔
دل کے بے گوشہ ہونے سے مراد دل کا لامکانی ہونا اور پھر اُسکے گوشہ سے مراد خلوت
ہے مقصود یہ کہ جو جسم کہ لامکانی ہے اس سے خلوت میں حق تعالےٰ تک ایک شاہ راہ
ہے کہ جب اسکو خلوت نصیب ہوتی ہے اور ازدحام خلائق نہیں ہوتا وہ فوراً اُس
طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم اُس طرف توجہ کرو اور اُدھر لو لگاؤ کہ اس سے ساری
اشکال حل ہو جاوینگے۔

تو ازین سو و ازان سو چون گدا اے کہ معنی چہ می جوئی صدا

یعنی تو اس طرف سے ہی ہے اور اُس طرف سے مثل گدا کے ہے تو اے کہ وہ معنی تو
صدا کو کیا تلاش کر رہا ہے مطلب یہ ہے کہ تو تو وہ معنی ہے اور تیرے اندر تو انوار
و تجلیات حق درجۂ استعداد مین موجود ہیں تو پھر ان الفاظ اور اشیاء ظاہری پر کیون
لگا ہوا ہے جن سے کہ اشکال واقع ہوتے ہیں تو اُس معنی اور اُس مقصود کی طرف کیون
رجوع نہیں ہوتا۔

ہم ازان سو جو کہ وقت درد تو می شوی در ذکر یا ربی دو تو

یعنی اس جواب کو بھی اُس طرف سے ڈھونڈھ جہان کہ درد کے وقت ذکر یا ربی میں تو دُہرا ہوا کرتا ہے
مطلب یہ کہ مصیبت کے وقت جسکو پکارا کرتا ہے اُسکا جواب بھی اُدھر ہی سے طلب کر۔

وقت درد و مرگ آن سو می نمے چونکہ دردت رفت چونے اعجمے

یعنی درد اور مرگ کے وقت تو اس طرف جھکتا ہے اور جبکہ درد تیرا جاتا رہا تو تو کیسا اجنبی ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہے کہ واذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون۔ کہ جب وہ کشتی مین سوار ہوتے ہین۔ اسوقت تو حق تعالے کو خلوص سے پکارتے ہین اور جب انکو خشکی کی طرف نجات دیدیتے ہین تو شرک کرنے لگتے ہین۔ تو اسیطرح ہم لوگ مصیبت کے وقت تو حق تعالے کو پکارتے ہین اور جب حق تعالے اُس مصیبت سے نجات دیدیتے ہین تو بس پھر سب بھول جاتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقت محنت گشتهٔ اللہ گو — چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

یعنی مصیبت کے وقت تو تو اللہ کہنے والا بنجاتا ہے اور جب وہ مصیبت جاتی رہی تو کہتا ہے کہ راہ (حق) کہان ہے۔

در زمان درد و غم یادش کنی — چون شدی خوش باز بر غفلت تنی

یعنی درد و غم کے وقت مین تو اسکو تو یاد کرتا ہے اور جب (درد و غم سے) اچھا ہو جاتا ہے تو غفلت پر مستعد ہو جاتا ہے۔

این ازان آمد کہ حق را بی گمان — ہر کہ بشناسد بود دائم بران

یعنی یہ اس وجہ سے ہے کہ جو کوئی حق کو بے گمان پہچان لیگا وہ تو ہمیشہ اُسی پر قائم رہیگا۔

وانکہ در عقل و گمان ہستش حجیب — گاہ پوشیدہ ست و گہ بدریدہ جیب

یعنی جس شخص کی عقل اور گمان مین حجاب ہے تو اُسکو کبھی پوشیدہ ہے اور کبھی گریبان دریدہ ہے مطلب یہ کہ جس نے حق کو پہچان لیا وہ تو ہر وقت اور ہر گھڑی اسیپر ہی رہتا ہے اور جو کہ ابھی محجوب ہے اُسکو کبھی تو مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کبھی پھر محجوبیت ہو جاتی ہے

جب اسکو حضور ہوتا ہے تو وہ یاد کرلیتا ہے اور جب پھر حجاب ہو جاتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے

عقل جزوی گاہ خیرہ گہ نگون عقل کلی ایمن از ریب المنون

یعنی عقل جزوی کبھی تو (مشاہدۂ حق میں) حیران ہوتی اور کبھی سرنگون ہوتی ہے اور عقل کلی حوادثات زمانہ سے بیخوف ہوتی ہے۔ عقل جزوی سے مراد عقل عوام اور عقل کلی سے مراد عقل اولیاء۔ کہ وہ ادراک کلیات کا کرتی ہے۔ تو جزوی عقل تو مختلف احوال میں رہتی ہے اور عقل کلی ہمیشہ مشاہدہ مین رہتی ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو یہ کرو کہ۔

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر رو بخواری نے بخارا ای پسر

یعنی عقل (جزوی) کو اور ہنر (ظاہری) کو فروخت کرکے حیرت کو خرید لے اور اے عاجز! خواری میں جاؤ بخارا میں مت جاؤ چونکہ بخارا میں علوم زیادہ تھے تو مطلب یہ ہے کہ ان علوم ظاہری کے حصول میں کوشان مت ہو بلکہ تواضع اور انکسار حاصل کرو اور جب تم تواضع پیدا کرو گے تو یہ ہوگا کہ۔

تا بخارائے دگر بینی درون ساکنان محفلش لا یفقہون

یعنی تاکہ تم باطن مین ایک دوسرا بخارا دیکھو کہ اُس محفل کے ساکن (ان ظاہری باتون کو) سمجھتے بھی نہیں ہیں یعنی تم کو وہاں علوم و معارف حاصل ہونگے لہذا تواضع و انکسار پیدا کرو۔ آگے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ آپ جو اس علم ظاہری کی مذمت کرتے ہیں اور معانی کے حصول کی ترغیب دیتے ہیں تو آپ بھی تو خود یہ قصے و حکایات بیان کرتے ہین جنکا تعلق علم ظاہری سے ہے مولانا اسکا جواب بطور دفع دخل مقدر کے فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

ما چو خود را در سخن آغشته ایم | کز حکایت ما حکایت گشته ایم

من عدم و افسانه گردم در حنین | تا تقلب یابم اندر ساجدین

این حکایت نیست پیش مرد کار | وصف حال ست و حضور یار غار

آن اساطیر اولین که گفت عاق | حرف قرآن را بد آثار نفاق

لامکانے که درو نور خداست | ماضی و مستقبل و حالش کجاست

ماضی و مستقبلش نسبت به تست | هر دو یک چیز اند و پنداری که دوست

یک تنے او را پدر ما را پسر | بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

نسبت زیر و زبر شد زین دو کس | سقف سوئے خویش یکچیز ست و بس

نیست مثل آن مثال ست این سخن | قاصر از معنی نو حرف کهن

چو لب جو نیست مشکا لب به بند | بے لب و ساحل بدست این بحر قند

سوئے فرعون و مدمغ تا چہ کرد		این سخن پایان ندارد باز گرد

تم یہ شبہ نہ کرنا کہ آپ تو خود الفاظ مین پھنسے ہوئے اور قصہ گوئی مین مصروف ہیں
اور ہم کو ترک الفاظ کی ہدایت فرماتے ہیں کیونکہ میں جو گفتگو میں مشغول اور یہاں تک
مشغول ہون کہ حکایات کے بیان کرنے میں ضرب المثل ہو گیا ہوں اور یہی رونا روتے
ہوئے معدوم اور افسانہ ہو جاؤنگا اس سے میرا مقصود الفاظ نہیں بلکہ ایک معنی صحیح
ہیں وہ یہ کہ سالکین کی رہنمائی کا شرف مجھے حاصل ہو اور ان کی استمداد سے مجھے مزید
قرب حق حاصل ہو پس یہ جاننے والے کے نزدیک حکایات نہین ہیں۔ بلکہ اظہار حقائق
اور مشاہدۂ جمال حق سبحانہ ہے کیونکہ مجھے ہر بات سے خوشنودی حق سبحانہ مطلوب ہے
تم اسکو افسانہ کہنے سے احتراز کرو دیکھو قرآن کو نافرمانون نے اساطیر الاولین کہا تھا۔
یہ اُنکے کفر و نفاق کی علامت تھی وہ لا مکان جہان نور خدا (قرآن) ہے ماضی و مستقبل و
حال کہان ہے اسلئے کہ یہ یا تو زمانہ کے حصص ہیں یا زمانیات کے اقسام اور وہان
نہ زمانہ کو دخل ہے اور نہ زمانیات کو۔ ماضی و مستقبل تو تمہارے لحاظ سے ہیں ورنہ
فی حد ذاتہا دونوں ایک شے ہیں مگر تم اسکو دو سمجھتے ہو۔ اسکو ہم واضح مثالوں سے ظاہر
کرتے ہیں ایک شخص ہے کہ اُسکا باپ ہمارا بیٹا ہے تو یہ شخص اپنی ذات کے لحاظ سے
ایک ہے مگر نسبت کے اعتبار سے دو کیونکہ باپ بھی ہے اور بیٹا بھی اور دیکھو کوٹھا
زید کے نیچے ہے اور عمرو کے اوپر ہے بس وہ تحت و فوق دو شخصوں کے لحاظ سے
ہو گیا ہے ورنہ جہت اپنے لحاظ سے صرف ایک شے ہے۔ یونہی ماضی و مستقبل قرآنی
کو سمجھ لو۔ لیکن ان امور مذکورہ کو اسکی تقریبی مثال سمجھنا اور من کل الوجوہ اسکی مثال نہ
سمجھ بیٹھنا کیونکہ ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ فرق اس لئے باقی رہا کہ الفاظ تو
ہیں دقیانوسی اور پُرانے اور معانی ہین نئے جنکے لئے الفاظ موضوع نہیں لہذا انہیں
پرانے الفاظون میں سے اس نئے معنی کے مناسب الفاظ نکالکر اسکو ظاہر کیا جاتا

ہے اس لئے وہ معنی پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ آگے الفاظ کو مشک سے اور معانی خاصہ کو ندی اور سمندر سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں کہ اسے مشک کے مشابہ لفظو جبکہ اس ندی کا کنارہ نہیں تو تم اپنا منہ بند کرلو اور ان معانی جدیدہ کو اپنے اندر سمانے کی ہوس نہ کرو کیونکہ اس بحر قند کا تو کوئی ساحل اور کنارہ ہی نہیں پھر تم اپنے اندر انہیں کیسے لے سکتے ہو۔ خیر یہ گفتگو تو ختم نہ ہوگی۔ اب بد دماغ فرعون کی طرف لوٹنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السّلام کے مقابلہ کیلئے کیا تدبیر کی۔

شرح شبیری

من چو خود را در سخن آغشتہ ام — کز حکایت من حکایت گشتہ ام

یعنی میں نے اپنے کو جو باتوں میں ملا رکھا ہے اور حکایت کی وجہ سے میں خود حکایت بنگیا ہوں

من عدم و افسانہ گردم در حنین — تا تقلب یابم اندر ساجدین

یعنی میں جو عدم اور افسانہ بات میں ہوگیا ہوں (یہ سب اسلئے ہے) تاکہ میں ساجدین میں تقلب پاؤں قرآن شریف میں ہے وتقلبک فی الساجدین یعنی حضور جو تہجد پڑھنے والوں کی نگرانی فرماتے ہیں تو ہم آپ کا اُن میں تقلب دیکھتے ہیں تو جسطرح کہ وہاں حضور ثواب کے لئے ایسا کرتے تھے اسیطرح میں بھی یہ ساری حکایات ہدایت کیواسطے لاتا ہوں کہ ان سے نتائج نکالکر ہدایت ہوگی۔

این حکایت نیست پیش مرد کار — وصف حالست و حضور یار غار

یعنی یہ کام والے آدمی کے سامنے تو حکایت نہیں ہے بلکہ وصف حال ہے اور حق تعالےٰ کا حضور ہے۔

آن اساطیر اولین کہ گفت عاق — حرف قرآن را بد آثار نفاق

یعنی وہ جو حرف قرآن کو اس کافر نے اساطیر الاولین کہا تھا یہ سب آثار نفاق سے تھا حالانکہ حرف قرآنی ایک ایک ہدایت ہین تو اسیطرح جو کہ کام کا آدمی ہے اسکے سامنے تو یہ حرف قرآنی کی طرح ہادی ہیں ورنہ پھر حکایات تو ہیں ہی۔

لامکانے کہ درو نور خداست — ماضی و مستقبل و حال از کجاست

یعنی لامکانی جس مین کہ نور حق ہے اُسکا ماضی اور مستقبل اور حال کہان سے ہے مطلب یہ کہ اُسکے اعتبار سے تو سب یکسان ہے وجہ یہ ہے کہ قرآن تو کلام حق ہے اور وہ کلام حق ہونے کے اعتبار سے اور صفت حق ہونے کے اعتبار سے تو قدیم ہی ہے اگرچہ وہ حادث ہوگئی ہو باعتبار الفاظ کے تو اسیطرح اگرچہ یہ بظاہر حکایات ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے یہ ہادی ہین۔

ماضی مستقبلش نسبت بتست — ہر دو یک چیز ند و پنداری کہ دوست

یعنی اُسکا ماضی اور مستقبل تیری نسبت کر ہے اور وہ دونون ایک ہی شئے ہین اور تو ان کو دو سمجھے ہوئے ہے یعنی ایک ہی شئے ہادی اور مضل ہوتی ہے ایک کے اعتبار سے ہادی ہے اور دوسری کے اعتبار سے مضل ہوتی ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ دو چیزین ہین ان میں سے ایک ہادی ہے اور ایک مضل ہے یہ نہیں ہو بلکہ اسکی مثال ایسی ہی جیسے کہ

یک تنے اورا پدر ما را پسر — بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

یعنی ایک ہی شخص ہے اسکے لئے تو باپ ہے اور ہمارا لڑکا ہے اور کوٹھا زید کے نیچے ہے اور عمرو کے وہی اوپر ہے مطلب یہ ہے کہ نسبت کے بدلنے سے منسوب نہین بدلتا ایک ہی شئے مین دو اعتبار ہو سکتے ہین ایک ہی شخص ایک کے اعتبار سے تو باپ ہے

اور دوسرے کے اعتبار سے بیٹا زید کوٹھے کے اُوپر اور عمر نیچے تو کوٹھا تو وہی ہے مگر ایک کے اوپر ہے اور دوسرے کے نیچے ہے خود فرماتے ہین کہ۔

نسبت زیر و زبر شد زین دوکس　　　سقف سوئے خویش یکچیز ست وبس

یعنی اُوپر نیچے ان دونون شخصون کی نسبت ہوئی ورنہ خود سقف اپنے اعتبار سے ایک ہی شئے ہے اور بس تو اسیطرح کلام حق درجہ کلام مین تو قدیم ہی ہے اُسکے یہان ماضی اور مستقبل کہان ہے اور یہ جو کفار کہتے تھے کہ یہ حکایات پہلون کی ہیں یہ پہلے انکے اعتبار سے تھے ورنہ حق تعالے کے سامنے تو سب یکسان ہین جو شئے کہ ہم سے پہلے ہے وہ حق تعالے کے سامنے اسوقت موجود ہے تو اختلاف زمان ہمارے اعتبار سے ہی ہے اسیطرح یہ حکایات ماضی کی ہین مگر انکے مصادیق اب بھی موجود ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

نیست مثل آن مثالست این سخن　　　قاصر از معنی نو حرف کہن

یعنی اسکے مثل نہین ہے بلکہ یہ ساری باتیں مثال ہیں اور یہ حرف کہن معنی نو کے بیان) سے قاصر ہیں مطلب یہ کہ چونکہ حق تعالے کا کلام تو جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اسلئے وہ اگرچہ قدیم ہے مگر اب بھی وہ معنی نو ہی ہیں اور ہمارے الفاظ ہر گھڑی زائل ہوتے ہیں تو یہ ہر گھڑی کہن ہو رہے ہیں تو ان کو حرف کہن کہا تو فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ یہ بیان کیا ہے یہ حق تعالے کی مثال ہے مثل نہیں ہے اسلئے کہ مثل تو کہتے ہیں مشارک فی النوع کو اور یہ باری تعالی کے ساتھ ممتنع ہے لہذا یہ مثال ہے مگر ہمیں بھی ہم مثال پوری طرح بیان نہ کر سکے بلکہ اسکے بیان سے بھی قاصر رہے ہیں آگے فرماتے ہین کہ۔

چون لب جو نیست مشکا لب ببند　　　بے لب و ساحل ہست این بحر قند

یعنی جب اس دریا کا کنارہ بھی نہیں ہے تو لب مت کھولو بند کرلو یہ دریا تند تو بے لب ساحل کے ہے تو جب اسکی کہیں انتہا ہی نہیں ہے لہذا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

این سخن پایان ندارد باز گرد　　سوئے فرعون مدمغ تا چہ کرد

یعنی یہ بات تو کہیں انتہا نہیں رکھتی ہے تو اب تم اس فرعون دماغ دار کی طرف واپس ہو کہ اس نے کیا کیا بس یہان سے انتقال فرما کر اسکی حکایت کو بیان فرماتے ہین

شرح حبیبی

چونکہ موسیٰ بازگشت و او بماند　　اہل رائے و مشورت را پیش خواند
مجتمع گشتند بفشرو ند پائے　　ہر کسے کردند عرض فکر و رائے
عاقبت ہامان بے سامان دون　　رائے پیش آورد کرو ش رہنمون
کاے شہ صاحب ظفر چون غم فرود　　ساحران را جمع باید کرد زود
در ممالک ساحران داریم ما　　ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
مصلحت آنست کز اطراف مصر　　جمع شان آرد شہ و صراف مصر
او بسے مردم فرستاد آن زمان　　در نواحے بہر جمع جادوان

هر طرف که ساحرے بد نامدار — کرد پران سوے او در مرد کار

دو جوان بودند ساحر مشتهر — سحر ایشان در دل مه مستمر

شیر دوشیده ز شیران شکار — در سفر ها رفته بر خمے سوار

شکل کرباسے نموده آفتاب — او به پیموده فروشیده شتاب

سیم برده مشتری آگه شده — دست از حسرت برخها بر شده

صد هزاران همچنین در جادوئی — بوده استا دو نه بوده چون روی

چون بر ایشان آمد این پیغام شاه — کز شما شاه است اکنون چاره خواه

از پئے آن که دو درویش آمدند — بر شه و بر قصر او موکب زدند

نیست با ایشان بغیر یک عصا — که همی گردش بامرش اژدها

شاه و لشکر جمله بیچاره شدند — زین دو کس جمله بافغان آمدند

چاره جویان بنده را پیش شما — شاه از ان ارسان فرموست تا

چارۂ سازید اندر دفع شان | گنجہا بخشد عوض شہ بیکران
آن دو ساحر را چو این پیغام داد | ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد
عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت | سر بزانو بر نہادند از شگفت
چون دبیرستان صوفی زانو ست | حل مشکل را دو زانو جادوست

جب موسے علیہ السلام تشریف لے گئے اور فرعون رہگیا تو اس نے اہل الرائے وقابل مشورہ لوگونکو اپنے حضور میں طلب کیا جب سب لوگ مجتمع ہوگئے اور اطمینان سے بیٹھے تو فرعون نے معاملہ کو پیش کیا اسپر سب لوگون نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی بالآخر پاجی ہامان بے سامان نے یہ رائے پیش کی اور یوں اسکو رہنائی کی کہ اے فرمند شہنشاہ جبکہ تفکر بہت بڑھگیا ہے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ فوراً جادوگروں کو جمع کیا جاوے ہمارے ملک میں بہت سے جادوگر ہین جنمیں سے ہر ایک یکتائے روزگار اور اپنے فن کا امام ہے بس اب مشورہ یہی ہے کہ اطراف مصر سے حضور جو حاکم مصر ہین انکو جمع کریں یہ سنکر اس نے جادوگرون کے جمع کرنے کے لئے فوراً چاروں طرف آدمی دوڑا دئے اور جس طرف کوئی مشہور جادوگر تھا اُسکے پاس اُس نے بجائے ایک کے دو آدمی بھیجے دو جوان بہت مشہور جادوگر تھے جن کا جادو چاند کے دلپر چلتا تھا وہ اپنے جادو کی قوت سے شکاری شیروں کا دودھ نکالتے تھے اور مٹکے پر سوار ہوکر سفر کرتے تھے اور جادو سے دھوپ کو کپڑا ظاہر کرکے ناپ کر بیچڈالتے اور زر نقد اڑالیجاتے تھے جب مشتری اس دھوکہ پر مطلع ہوتا تو افسوس سے اپنا منہ پیٹ لیتا تھا اسی قسم کے اور لاکھون فن جادوگری میں اُستاد کامل تھے اور حرف ردی کیطرح

اسی کے تابع نہ تھے جب اُنکے پاس بادشاہ کا یہ پیغام پہنچا کہ جہان پناہ چاہتے ہیں
کہ تم مصیبت سے دفع کی کوئی تدبیر کرو اسلئے کہ دو فقیر آئے ہیں اور انھون نے بادشاہ
اور انکے قلعہ اور اسکی سپاہ پر حملہ کیا ہے انکے پاس کچھ نہیں ہے بجز ایک لاٹھی کے
جو انکے حکم سے اژدہا بنجاتی ہے ان دو شخصون سے بادشاہ اور اسکی سپاہ عاجز ہوگئی
ہے اور تمام لوگ چلا اُٹھے ہیں بادشاہ نے اس احقر کو آپکی خدمت میں چارہ جوئی کیلئے
اور اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ انکو دفع کرنے کی کوئی تدبیر کریں اگر آپ ایسا کرینگے
تو بادشاہ سلامت آپکو اُسکے عوض میں بہت سا انعام دینگے۔ جب یہ پیغام ان دو
مشہور ساحرون کے پاس پہنچا تو انکے دل میں حضرت موسٰی علیہ السّلام کی طرف
سے کچھ خوف اور کچھ محبت پیدا ہوگئی اور جبکہ مجانست فطری یا موسیٰ علیہ السّلام کی
آگ بھڑکی اور بوجہ استعداد ایمانی کے انکو اُنکی طرف میلان ہوا تو تحیر سے زانو پر سر رکھ لیا
اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہئیے آیا اُن سے مقابلہ کیا جاوے یا نہیں اب مولانا فرماتے
ہیں کہ چونکہ صوفی کا مکتب گھٹنا ہی ہے اور اسکو جو علوم و معارف حاصل ہوتے ہیں وہ
عام طور پر اسی پر سر رکھکر مستغرق ہونے سے ہوتے ہیں لہذا یون کہنا چاہئیے کہ حل مشکل
کے لئے تو گھٹنا تو جادو کی خاصیت رکھتا ہے کہ جب اسپر سر رکھکر آدمی نے غور
کیا تو اکثر کوئی نہ کوئی بات سمجھ مین آہی جاتی ہے اسلئے انھون نے گھٹنوں پر سر رکھکر
سوچنا شروع کیا اور تدبیر انکی سمجھ میں بھی آگئی۔

فرعون کا شہروں مین جادوگرونکی تلاش کیلئے قاصد روانہ کرنا

چونکہ موسیٰ بازگشت و او بماند　　　اہل رای و مشورت را پیش خواند

یعنی جبکہ موسے علیہ السلام واپس تشریف لے آئے اور وہ رہگیا تو اہل رائے اور مشورہ کو سامنے بلایا۔

مجتمع گشتند و بفشردند پائے ہر کسے کردند عرض فکر و رائے

یعنی سب جمع ہو گئے اور ثابت قدم ہو گئے اور ہر شخص نے اپنی فکر اور رائے کو پیش کیا

عاقبت ہامان بی سامان و دون رائے پیش آورد و گردش رہنمون

یعنی آخر میں ہامان بے سامان اور کمینہ نے رائے پیش کی اور اُس (فرعون) کی رہنمائی کی بولا کہ۔

کای شہ صاحب ظفر چون غم فزود ساحران را جمع باید کرد زود

یعنی کہ اے بادشاہ صاحب ظفر جب غم بڑھ گیا (یعنی یہانتک یہ لوگ بڑھ گئے ہیں تو اب) ساحرون کو جلدی ہی جمع کرنا چاہیئے۔

در ممالک ساحران داریم ما ہر یکے در سحر فرد و پیشوا

یعنی ممالک میں ہم ایسے ساحرین رکھتے ہین جو کہ ہر ایک سحر میں فرد و پیشوا ہے۔

مصلحت آنست کز اطراف مصر جمع آردشان شہ و صراف مصر

یعنی مصلحت یہ ہے کہ اطراف مصر میں سے بادشاہ جو کہ مصر مین تصرف کرنیوالا ہے جمع کرلے بس یہ رائے پیش کی پیش کرنا تھا کہ قبول ہو گئی اور اسپر نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ

او بسے مردم فرستاد آن زمان در نواحے بہر جمع جادوان

یعنی اُس نے بہت سے آدمی اسی وقت ہر طرف جادوگروں کے جمع کرنے کو روانہ کر دیے۔

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار کرد پرّان سوے او دو پیک کار

یعنی جس طرف کہ کوئی ساحر نامدار تھا اُس نے اُسی طرف کو دو کام کے قاصد روانہ کر دیے

دو جوان بودند ساحر مشتہر سحر ایشان در دلِ شہ مستقر

یعنی دو جوان تھے جو کہ مشہور ساحر تھے اور انکا سحر بادشاہ کے دل میں قوی تھا یعنی بادشاہ اُنکا بہت معتقد تھا مستقر مرہ سے یہی یعنی قوی اُنکے سحر کی یہ حالت تھی کہ۔

شیر دوشیدہ ز شیران شکار در سفر ہا رفتہ بر خمے سوار

یعنی شکاری شیروں کا دودھ نکال لیتے تھے اور مٹکے پر سوار ہو کر سفر میں جاتے تھے (کہ اُنکے سحر سے وہ مٹکا چلتا تھا)

شکل کرباسے نمودہ ماہتاب آن بپیمودہ فروشیدہ شتاب

یعنی چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھا کر اُسکو ناپ کر جلدی سے فروخت کرتے تھے ایک قسم کا جادو ہوتا ہے کہ اُس سے چاندنی زمین پر ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا کپڑا پھیلا ہوا ہے ساحر اُس کپڑے موہومہ کو ناپ کر مشتری کے حوالہ کرتا ہے وہ کپڑا خیال کر کے اسکو خرید لیتا ہے جب گھر پہنچے تو کچھ بھی نہیں تو یہ دونوں اسقدر بڑے ساحر تھے کہ ایسا سحر کیا کرتے تھے۔

سیم بردہ مشتری آگہ شدہ دست از حسرت بر خہا بر زدہ

یعنی (فروخت کر کے) روپیہ لیجاتے تھے (اور جب) مشتری آگاہ ہوتا تھا تو حسرت کیوجہ سے ہاتھ منہ پر مارتے تھے یعنی پھر مشتری افسوس کرتے تھے کہ روپیہ سب گیا تو وہ دونوں ایسے بڑے ساحر تھے آگے فرماتے ہیں کہ۔

صد ہزاران ہمچنین در جادوئی　　بودہ منشی و نہ بودہ چون روی[۵]

یعنی جادوگری میں لاکھون اسیطرح سے موجد تھے اور روی کیطرح نہ تھے روی قافیہ کے اخیر حرف کو کہتے ہین چونکہ وہ تابع ہوتا ہے قافیہ کے اسلئے یہان مراد محض تابع ہے مطلب یہ کہ سحر مین وہ کبھی کے تابع نہ تھے بلکہ خود موجد اور ماہر تھے ۔

صد ہزاران جادوئیہا جنس این　　بودہ ایشان را ہمہ دیدہ مبین

یعنی لاکھوں جادوگریاں اس جنس کی اُنکے لئے سب آنکھوں کی دیکھی ہوئی تھیں مطلب کہ اُن کی اِن جادوگریوں کو سب کھلم کھلا جانتے تھے تو بادشاہ نے انکو بھی بلایا۔

چون بدایشان آمد آن پیغام شاہ　　کز شما شاہ ہست اکنون چارہ خواہ

یعنی جب اُنکے پاس وہ بادشاہ کا پیغام پہنچا کہ تم سے اب بادشاہ مدد چاہتا ہے۔

از پئے آن کہ دو درویش آمدند　　بر شہ و بر قصر او موکب زدند

یعنی اس وجہ سے کہ دو درویش آئے ہیں انھوں نے بادشاہ اور اسکے محل پر لشکر زنی کی ہے

نیست با ایشان بغیر یک عصا　　کہ ہمی گردد بامرش اژدہا

یعنی اُنکے ساتھ بجز ایک عصا کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اُنکے حکم سے اژدہا بنجاتا ہے۔

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند　　زین دو کس جملہ بافغان آمدند

یعنی بادشاہ اور لشکر سب لاعلاج ہوگئے ہیں اور ان دو شخصون سے سب فغان میں آگئے ہین

---

[۵] الروی ہو الحرف الذی تبتنی علیہ القصیدۃ و تنسب الیہ فیقال لامیۃ او میمیۃ و قیل الاولی ان یفسر الروی بالحرف الاخیر من القافیۃ او الفاصلۃ ۱۲ کشاف اصطلاحات الفنون۔

چارہ جویان بندہ را پیش شما　　شاہ از ان ارسال فرمودہ است تا

یعنی بندہ کو بادشاہ نے تمہارے پاس چارہ جو کر کے اسلئے بھیجا ہے تاکہ۔

چارۂ سازید اندر دفع شان　　گنجہا بخشد عوض شہ بیکران

یعنی اُنکے دفع کے لئے تم کوئی علاج کرو تو اسکے عوض میں بادشاہ بے انتہا خزانہ بخشیگا

چارۂ مے باید اندر ساحری　　تا بود کہ زین دو ساحر جان بری

یعنی ساحری میں کوئی ایسا علاج چاہیئے تاکہ ہووے ان دونون ساحروں سے جان بری

آن دو ساحر را چو این پیغام داد　　ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد

یعنی ان دونون ساحرون کو جب اس نے یہ پیغام دیا تو دونون کے دل میں خوف اور محبت (دونون) پڑیں یعنی موسٰے علیہ السلام کی محبت بھی ہوئی اور اُنکی ہیبت بھی ہوئی

عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت　　سر بزانو بر نہادند از شگفت

یعنی جنسیت کی رگ نے جو ہلنا شروع کیا تو انھون نے تعجب سے سر زانو پر رکھ لیا مطلب یہ کہ چونکہ یہ مسلمان ہونے والے تھے اسلئے اُنکے اندر موسٰے علیہ السلام سے ایک تعلق موجود تھا نام سنتے ہی محبت نے جوش کیا تو یہ اس فکر میں ہوے کہ آخر یہ محبت کیون ہو رہی ہے یہ اس حیرت میں سوچنے لگے اور سر بزانو ہو کر بیٹھ گئے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

چون دبیرستان صوفی زانوست　　حل مشکل را دو زانو جادوست

یعنی جبکہ صوفی کا مکتب زانو ہیں۔ حل مشکل کے لئے دو زانو جادو ہیں مطلب کہ صوفی لوگونکو

جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ سر بزانو ہو کر سوچتے ہیں اسلئے کہ انکی مشکل اسیطرح حل ہوتی ہے تو وہ بھی سوچنے لگے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ چونکہ باپ بھی ساحر تھا اسکی قبر پر جاکر عمل کشف القبور سے اس سے دریافت کریں کہ یہ آیا سچے ہیں یا ساحر ہیں بس یہ سوچکر انھوں نے اپنی ماں سے باپ کی قبر دریافت کی تاکہ اسپر جاکر دریافت کریں آگے اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

بعد ازان گفتند ای مادر بیا ۔ گور بابا کو تو مارا رہنما

بردشان بر گور او بنمود راہ ۔ پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ

بعد ازان گفتند ای بابا بما ۔ شاہ پیغامے فرستاد از وجا

کہ دو کس او را بہ تنگ آوردہ اند ۔ آبروئیش پیش لشکر بردہ اند

نیست با ایشان سلاح و لشکری ۔ جز عصا و در عصا شور و شری

تو جہان راستان در رفتۂ ۔ گرچہ در صورت بجائی خفتۂ

آن اگر سحرست ور ما را خبر ۔ ور خدائے باشد ای جان پدر

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم | خویش را بر کیمیائے بر زنیم
نا اُمیدانیم اُمیدے رسد | در شب دیجور خورشیدی رسد
از ضلال آئیم در راہ رشد | راندگانیم و کرم مارا کشد

چنانچہ گھٹنے سے سر اُٹھانے کے بعد انھون نے اپنی مان سے کہا کہ ماں چلیے ہمیں ہمارے باپ کی قبر بتادو اُس نے اُنکی رہنمائی کی اور قبر پر لیگئی اسکے بعد انہون نے فرعون کیلئے تین روزہ رکھے اسکے بعد کہا کہ ابا بادشاہ نے محزون ہو کر ہمارے پاس پیغام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ دو آدمیون نے مجھے پریشان کر رکھا ہے اور لشکر کے سامنے میری آبرو خاک مین ملادی ہے نہ تو اُنکے پاس ہتھیار ہین نہ فوج بجز ایک عصا کے اور سارا شور و شر اس لاٹھی ہی میں ہے آپ سچون کے ملک میں تشریف لیگئے ہین گو بظاہر مٹی میں سوتے ہیں اگر یہ کوئی جادو ہے تب بھی آپ ہم کو بتلا دیجئے اور اگر خدائی قوت ہو جیسا کہ ان آدمیون کا دعویٰ ہے تب بھی آپ ہم کو بتلا دیجئے تا کہ ہم بھی اُس خدا کے مطیع ہو جائیں اور کیمیا سے ملکر کیمیا ہو جائیں اب تو ہم نا امید ہیں پھر ہم کو اُمید ہو جاوے اور شب تاریک ضلالت میں ہمارے لئے آفتاب ہدایت نکل آئے ہم گمراہی کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر آئیں اور ہم مردودون کو کرم حق سبحانہ اپنی طرف کھینچ لے۔

شرح شبیری

دونون ساحرونکا اپنی مان سے اپنے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور اپنے باپ کی رُوح سے موسیٰ علیہ السّلام کی حقیقت دریافت کرنا

بعد ازان گفتند اے مادر بیا　　گور بابا کو تو ما را رد نما

یعنی بعد اس (سوچنے) کے انھون نے کہا کہ اے اماں یہاں آ اور ہم کو راہ دکھاوے کہ ہمارے باپ کی قبر کہاں ہے

بردشان بر گور او بنمود راہ　　پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ

یعنی وہ اُنکی ماں انکو اُسکی قبر پہ لیگئی اور راستہ دکھا دیا پھر بادشاہ کی خاطر سے تین روزے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ اس کشف قبور کے لئے اول کچھ مجاہدہ کی ضرورت ہوتی تھی تو چونکہ یہ کام فرعون کیلئے کر رہے تھے لہذا انھون نے مجاہدہ کے لئے تین روزے بادشاہ کی خاطر سے رکھے تاکہ عالم ملکوت سے لذات کے ترک سے مناسبت ہوجاوے۔

بعد ازان گفتند اے بابا بما　　شاہ پیغامے فرستاد از وجا

یعنی بعد ان روزون کے رکھنے کے انھون نے کہا کہ اے بابا ہمارے پاس بادشاہ نے لاچاری کی وجہ سے پیغام بھیجا ہے وجا معنی خصی ہونا یہاں بمعنی لاچاری مطلب یہ کہ بعد روزوں کے وہ اُس طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کی روح سے دریافت کیا کہ ہمارے پاس بادشاہ کا یہ پیغام آیا ہے۔

کہ دو مرد اورا بہ تنگ آوردہ اند　　آبرویش پیش لشکر بردہ اند

یعنی کہ دو آدمیون نے اُسکو تنگ کر رکھا ہے اور اُسکی آبرو لشکر کے آگے گرائی ہے۔

نیست با ایشان سلاح و لشکری　　جز عصا و در عصا شور و شری

یعنی اُنکے ساتھ کوئی ہتھیار یا لشکر نہین ہے سوائے ایک عصا کے کہ اُس عصا ہی میں ایک شور و شر ہے مطلب یہ کہ صرف ایک عصا اُنکے پاس ہے مگر بس وہی غضب کا ہے۔

تو جہان راستان در رفتۂ　　گرچہ در صورت بخاکے خفتۂ

یعنی اے بابا تو حیوان ہیے جہان مین گیا ہوا ہے اگرچہ ظاہرا ایک خاک مین سویا ہوا ہے مطلب یہ کہ وہان تو سب منکشف ہے ور معلوم ہے اور سب سچے ہیں لہذا آپ ہمیں یہ بتا دیجئے کہ۔

آن اگر سحر ست مارا دہ خبر　　ور خدائی باشد اے جان پدر

یعنی اگر وہ سحر ہے تو ہم کو خبر دے اور اگر یہ بات خدا والی ہے تو اے باپ کی روح۔

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم　　خویش را بر کیمیائے بر زنیم

یعنی تب بھی خبر دے تا کہ ہم اطاعت کریں اور اپنے کو ایک کیمیا پر لگا دین مطلب یہ کہ ہم بھی پھر اُن کے فیوض سے مستفیض ہون اسلئے کہ۔

نا اُمیدانیم اُمیدے رسد　　در شب دیجور خورشیدی رسد

یعنی ہم تو (رحمت حق سے) نا اُمید ہیں تو کوئی امید ہما ور شب تاریک میں کوئی خورشید پہنچے۔

از ضلال آئیم در راہ رشد　　راندگانیم و کرم مارا کشد

یعنی گمراہی سے ہم راہ ہدایت میں آجاویں اور ہم راندگان درگاہ ہیں ہم کو کرم کھینچ لے غرض کہ جو کیفیت ہو اُس سے آگاہ فرما دیا جاوے۔

شرح حبیبی

گفت شان در خواب کا ہی اولاد من　　نیست ممکن ظاہر این را دم زدن

فاش مطلق گفتنم دستور نیست　　لیک راز از پیش چشم دور نیست

یک نشانے وانمایم با شما　　تا شود پیدا شما را این خفا

نور چشمانم چو آنجا مے روید　　از مقام خواب شان آگاہ شوید

آن زمان کہ خفتہ باشد آن حکیم　　آن عصا گیرید بگذارید بیم

گر بدزدید آن عصا شان ساحرست　　چارۂ ساحر شما را حاضرست

ور نتوانید ہان آن ایزدیست　　او رسول ذو الجلال و مہتدیست

گر جہان فرعون گیرد شرق و غرب　　سرنگون آید ز حق در گاہ حرب

این نشان راست دادم جان باب　　بر نویس اللہ اعلم بالصواب

جان بابا بخسپد چون ساحری　　سحر و مکرش را نباشد رہبرے

چونکہ چوپان خفت گرگ ایمن شود　　چونکہ خفت آن جہد او ساکن شود

لیک حیوانے کہ چوپانش خداست　　گرگ را آنجا امید و رہ کجاست

جادوئی کہ حق کند حق ست و راست | جادوئی خواندن مر آن حق را خطاست
جان بابا این نشانِ قاطع است | گر بمیرد نیز حقش رافع است

اس نے ان سے خواب میں کہا کہ اے میرے بچو اس راز کو صاف صاف ظاہر کرنا تو میرے امکان مین نہین کیونکہ مجھے صاف کہنے کی اجازت نہیں ہے مگر یہ راز مجھے معلوم ضرور ہے اب تم سے ایک علامت بیان کرتا ہون تاکہ اُسکے ذریعہ سے یہ راز مخفی تم پر آشکار ہو جاوے میرے نور چشمو جب تم وہان پہنچو تو یہ معلوم کرو کہ وہ شخص کہان سوتے ہیں اور یہ معلوم کرکے جب وہ سو رہے ہون اُنکی لاٹھی اٹھا لاؤ دیکھو ڈرنا مت ورنہ راز ظاہر نہ ہوگا اب اگر تم اس لاٹھی کو چرا لو تب تو سمجھ لو کہ وہ جادوگر ہے پھر اسکا انتظام کر دینا تم کو کچھ مشکل ہی نہین اور اگر چرا نہ سکو تو سمجھ لو کہ خدائی قوت ہے انکا بیان سچا ہے اور وہ خدا اے ذوالجلال کے رسول اور ہدایت یافتہ ہین اگر فرعون مشرق و مغرب پر بھی قبضہ کرے گا تب بھی وہ خدا سے نہیں لڑ سکتا لڑائی کے وقت حق سبحانہ ضرور اسکو مغلوب کرینگے۔ بیٹا یہ سچی پہچان مین نے تم کو بتائی ہے تم اسے دل پر نقش کر لو واللہ اعلم بالصواب بیٹا دیکھو جب جادوگر سو جاتا ہے تو اسکے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا بندا وہ معطل ہوجاتا ہے اور جبکہ چرواہا سو جاتا ہے تو بھیڑیا بے کھٹکے ہو جاتا ہے اسلئے کہ سونے سے اُسکی تدابیر اور کوششیں رُک جاتی ہیں مگر جس جانور کا محافظ خدا ہو بھیڑیے کو وہان رسائی کی اُمید بھی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حق سبحانہ پر غفلت ہی طاری نہیں ہوتی پس سمجھو کہ خدا کا جادو واقعی اور سچا جادو ہے جسکا عالم میں کوئی توڑ نہیں ہے اسلئے بنا بر صنعت مشاکلت اُسے جادو کہدیا ہے (جیسے مکلت النفس الی جنۃ وقیصا۔ یا اللہ یستہزئ بہم) ورنہ اسکو حقیقۃً جادو کہنا غلط ہے بیٹا اگر تم اُسکو اٹھا نہ سکو تو سمجھنا کہ یہ اسکے دعوی نبوت کی قطعی الدلالۃ نشانی ہے اور ایسی ہے کہ سونا تو درکنار اگر انکی وفات بھی ہو جاوے

تب بھی حق سبحانہ اسکو بلند ہی کرینگے اور کبھی مغلوب نہ کرینگے۔

شرح شبیری

اس مُردہ ساحر کا اپنے لڑکونکو جواب دینا

گفت شان در خواب کای اولادِ من — نیست ممکن ظاہر این را دم زدن

یعنی ان سے خواب میں کہا کہ اے میرے بچو ہمیں ظاہر طور پر دم مارنا تو ممکن نہیں مطلب یہ کہ بالکل صاف صاف تو ہم بتا نہیں سکتے اسلئے کہ۔

فاش و مطلق گفتنم دستور نیست — لیک راز از پیش چشمم دور نیست

یعنی ظاہر اور صاف کہنے کی تو مجھے اجازت نہین ہے لیکن راز میری آنکھون کے سامنے سے دُور بھی نہیں ہے مطلب یہ کہ چونکہ دنیا دار الابتلا رہے اسلئے اگر اُس عالم کے حالات صاف طور پر معلوم ہو جاوین تو پھر آزمائش ہی کیا رہی اسلئے اس نے کہا کہ ہم کو صاف صاف کہنے کا تو حکم حق نہیں ہی مگر اس بھید سے ہم بالکل ناواقف بھی نہیں بلکہ آگاہ ہیں لہذا یہ کرینگے کہ۔

لیک بنمایم شمارا آیتے — تا شوید آگہ زسرِ کینتے

لیکن تم کو مین ایک نشانی بتا دون گا تا کہ تم مخفی شئے کے بھید سے آگاہ ہو جاؤ۔

یک نشانے وانمایم با شما — تا شود پیدا شمارا این خفا

یعنی میں تمہیں ایک نشانی دکہادونگا تا کہ تم پر یہ خفا ظاہر ہو جاوے آگے نشانی بتاتا ہے کہ

نورچشمانم چو آن جاگہ رسید   از مقام خفتنش آگہ شوید

یعنی اے میرے نورچشمو جب تم اُس جگہ پہونچو تو اُنکے سونے کی جگہ سے آگاہ ہوجیو۔

آن زمان کہ خفتہ باشد آن حکیم   آن عصا گیرید بگذارید بیم

یعنی جسوقت کہ وہ حکیم سوئے ہوئے ہون تو اس عصا کو لیلوا ور خوف کو چھوڑ دینا یعنی بس خوف تو کرتا مت کسیطرح اس عصا کو چرا لینا۔

گر بدزدید شد عصا او ساحرست   چارہ ساحر شما را حاضرست

یعنی اگر تم عصا کو چرا سکو تب تو وہ ساحر ہے اور ساحر کا علاج تمہارے پاس حاضر ہی ہے۔

ورنہ نتوانید ہان آن ایزدیست   او رسول ذوالجلال و مہتدیست

یعنی اور اگر نہ چرا سکو تو وہ اللہ والا ہے اور وہ رسول حق ہے اور مہتدی ہے تو اگر وہ رسول ہے تو پھر تو یہ سمجھ لو کہ۔

گر جہان فرعون گیرد شرق و غرب   سرنگون آرد خدا را گاہ حرب

یعنی اگر سارا جہان شرق سے غرب تک فرعون ہی فرعون لے لے تو وہ خدا کے آگے لڑائی کے وقت سرنگون ہی لاوے گا مطلب یہ کہ اگر ساری دُنیا فرعون سے بھر جاوے تب بھی خدا کے آگے اُنکی کچھ نہیں چل سکتی۔

این نشان راست دادم جان بابا   بر نویس اللہ اعلم بالصواب

یعنی میں نے یہ سچی نشانی دیدی ہے اے جان باپ کی اسکو (قلب پر) نقش کرلو واللہ اعلم بالصواب

مطلب یہ کہ بس اس نشانی سے تم کو ان کا صدق و کذب معلوم ہو جاویگا آگے ایک قاعدہ کلیہ بیان کرتا ہے کہ۔

جان بابا چون بخسپد ساحری   سحر و مکرش را نباشد رہبری

یعنی اے جان باپ کی جب کوئی ساحر سو رہتا ہے تو اُسکے سحر اور مکر کا کوئی رہبر نہیں رہتا اسلیئے کہ وہ ہی متصرف تہا وہ سو گیا اب اسکا تصرف باطل ہو جاتا ہے اسکی ایسی مثال ہے کہ۔

چونکہ چوپان خفت گرگ ایمن شود   چونکہ خفت او جہد او ساکن شود

یعنی جبکہ چوپان سو جاوے تو گرگ بیخوف ہو جاتا ہے چونکہ وہ سو رہا ہے اُسکی کوشش ساکن ہو گئی یعنی جب وہ سو گیا تو اُسکی خوب حفاظت بھی باطل ہو گئی۔

لیک حیوانے کہ چوپانش خداست   گرگ را آنجا امید و رہ کجاست

یعنی لیکن جس جانور کا خدا نگہبان ہے گرگ کو اُس جگہ امید اور راہ کب ہے اس لئے کہ وہ تو کبھی غافل نہیں ہوتے نہ سوتے ہیں تو وہاں کسیکی رسائی نہیں ہوسکتی اہذا یاد رکھو کہ۔

جادوئی کہ حق کند حق ست و راست   جادوئی خواندن مرآن حق را خطاست

یعنی جس جادو کو حق تعالےٰ حق اور سچا فرمادین تو اس حق کو جادو کہنا ہی خطا ہے مطلب یہ کہ اسی طرح جس کا محافظ خدا ہو وہاں کسیکی دسترس نہیں سی طرح جسکی کہ حق تعالےٰ حفاظت کرین اسکو کون مٹا سکتا ہے تو اگر وہ جادو ہے تو اسکے سو رہنے سے اُسکا اثر باطل ہو جاویگا اور تم اسکے چرانے پر قادر ہو گے اور اگر وہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے تو پھر تم اُسکے چرانے پر قادر نہ ہو گے اسلئے کہ حق تعالےٰ تو ہر گھڑی متصرف ہیں

پھر بولا کہ۔

جان بابا این نشان قاطع ست   گر بمیرد نیز حقش رافع ست

یعنی اے جان پدر یہ نشانی قاطع ہے اور اگر وہ مر بھی جاوے تب بھی حق اسکا رافع ہے
یعنی اس نے کہا کہ اُنکا اثر سونے سے تو کیا جاتا اگر وہ مر بھی جاوین تب بھی اُنکا اثر زائل
نہیں ہوتا بلکہ اسیطرح قائم رہتا ہے آگے مولانا اس سے ایک دوسرے مضمون کی طرف
انتقال فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس طرح موسےٰ علیہ السلام کے سو جانے سے
اُس عصا پر کسی کا دسترس نہ پہنچا تھا اسیطرح حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات
سے قرآن شریف پر کسی محرف کو قدرت نہیں ہوسکتی سبحان اللہ خوب ہی انتقال ہے۔

شرح حبیبی

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطاف حق   گر بمیری تو نمیرد آن سبق
من کتاب و معجزت را رافعم   بیش و کم کن راز قرآن مانعم
من ترا اندر دو عالم حافظم   طاغیان را از حدیثت رافضم
کس نتاند بیش و کم کردن درو   تو بہ از من حافظے دیگر مجو
رونقت را روز افزون مے کنم   نام تو بر زر و بر نقرہ زنم

منبر و محراب سازم بہر تو | در محبت قہر من شد قہر تو
نام تو از ترس پنہان میکنند | چون نماز آرند پنہان می‌شوند
خفیہ میگویند نامت را کنون | خفیہ ہم بانگ نماز ای ذوفنون
از ہراس و ترس کفار لعین | دینت پنہان می‌شود زیر زمین
من منارہ پر کنم آفاق را | کور گردانم دو چشم عاق را
چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ | دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ
تا قیامت باقیش داریم ما | تو مترس از نسخ دین ای مصطفیٰ
اے رسول ما تو جادو نیستی | صادقی ہم خرقۂ موسیستی
ہست قرآن مر ترا ہمچو عصا | کفرہا را درکشد چون اژدہا
تو اگر در زیر خاکے خفتۂ | چون عصایش دان تو آنچہ گفتۂ
گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک | چون عصا آگہ بود آن گفت پاک

قاصدان را بر عصایت دست نے — تو بخسپ ای شہ مبارک خفتنے

تن بخفتہ نور جان در آسمان — بہر پیکارے توزہ کردہ کمان

فلسفی و آنچہ پوزش میکند — قوس نورت تیر دوزش میکند

آنچنان کرد و ازآن افزون کہ گفت — او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

اب مولانا گر بمیرد نیز حقش رافع ست کی تائید فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا بیان بالکل صحیح ہے چنانچہ اسکی نظیر یہ واقعہ موجود ہے کہ حق سبحانہ نے اپنے فضل وکرم سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر آپ انتقال بھی فرماجاوین تو قرآن پھر بھی زندہ رہے گا میں اس کتاب اور اس معجزہ کو تفوق بخشونگا اور جو اس میں تحریف کرنا چاہے گا میں مزاحمت کرونگا اور اسکو کامیاب نہ ہونے دونگا مین آپ کا دونون عالم میں محافظ ہوں اور جو آپ کی بات نہ مانیں میں نہ انکو چھوڑ دونگا جب میں تم پر اتنا مہربان ہون تو مین قرآن کی بھی حفاظت کرونگا تم اطمینان رکھو قرآن میں کوئی شخص کمی بیشی نہیں کرسکتا اور مجھ سے بڑھکر تم کو کوئی محافظ ملے گا بھی نہیں پس فکر بیکار ہے مین آپکی رونق کو روز بروز ترقی دونگا اور سونے چاندی پر آپکے نام کا سکہ ہوگا میں آپ کے لئے منبر ومحراب بناؤنگا جن میں آپ بحیثیت ایک مقتدا کے جلوہ افروز ہونگے اور چونکہ مجھے آپ سے نہایت محبت ہے اسلئے آپ کا قہر وغضب میرا قہر وغضب ہوگا گو اب یہ حالت ہو کہ مومنین مارے خوف کے آپ کا نام نہیں لے سکتے اور نماز بھی پڑھتے ہیں تو چھپ کر اور آپ کا نام بھی لیتے میں تو آہستہ سے اور آذان بھی دیتے ہیں تو اس طرح کہ کسیکو خبر نہ ہو اور ملعون کفار کے خوف سے آپ کا دین یون پوشیدہ رہے جیسے کوئی چیز

زمین میں چھپی ہوئی ہو لیکن عنقریب میں آپ کے دین کو مشہور عالم کرونگا اور نافرمانوں کی آنکھوں
کو اس کی چمک دمک سے اندھا کرونگا آپ کے خدام ملک و جاہ پر قابض ہونگے اور
آپکے دین کا زمین سے آسمان تک تسلط ہوگا آپ اسکا بھی اندیشہ نہ کریں کہ آپ کا
دین کسی وقت میں ادیان سابقہ کیطرح منسوخ ہوجاویگا یا مٹجاویگا نہیں بلکہ ہم اسکو قیامت تک باقی
رکھینگے اے ہمارے رسول آپ جادو نہیں جسکی شان و شوکت عارضی ہو بلکہ آپ سچے
اور موسے علیہ السلام کے ساتھ نبوت میں مماثل ہیں آپ کے لئے قرآن ایسا ہی ہے
جیسا انکے پاس عصا تھا کہ یہ بھی تمام کفرونکو اژدہے کیطرح نگل جاویگا آپ اگرچہ زیر زمین
خواب راحت میں ہوں مگر آپ کے منہ سے نکلا ہوا کلام مثل عصائے موسےٰ ہوگا کہ اسکو
کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا اگرچہ آپ زیر خاک سورہے ہوں مگر آپ کے منہ سے نکلا ہوا کلام
عصا کی طرح خبردار ہوگا اور جو اس میں تحریف وغیرہ کا قصد کریگا اسکا اسپر قابو نہ چلیگا پس
آرام سے سوئیے اور کچھ فکر نہ کیجئے آپ کا جسم سوتا ہوگا مگر آپ کا نور جان عالم بالا پر پہنچا ہوا
جنگ مخالفین کے لئے کمان کھینچے ہوئے ہوگا یعنی آپ کو روحانی تعلق حق سبحانہ سے
ہوگا جسکی وجہ سے حق سبحانہ اسوقت اسکی خصوصیت کے ساتھ محافظ ہونگے اور فلسفی اور
حکیم دنیا اور انکا پوزچہ کارروائی آپ کے خلاف کریگا آپ کا نور اسکو فنا کردیگا اب مولانا
فرماتے ہیں کہ جیسا حق سبحانہ نے وعدہ فرمایا تھا ویسا ہی کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سو گئے مگر آپ کا بخت و اقبال بیدار رہا۔

قرآن مجید کو عصائے موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو موسیٰ علیہ السلام کے

سو جانے سے تشبیہ دینا اور قرآن شریف مین تحریف کرنیوالونکو اُن ساحر بچون سے تشبیہ دینا جنھون نے کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام کو چورانا چاہا تھا جبکہ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطاف حق　　　گر بمیری تو نمیرد این سبق

یعنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے الطاف حق نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر آپ وفات بھی پا گئے تب بھی یہ درس قرآن نہ مریگا اسلئے کہ۔

من کتاب و معجزت را رافعم　　　بیش و کم کن راز قرآن مانعم

یعنی مین آپکی کتاب اور معجزہ (کے رتبہ) کو بلند کرنے والا ہون اور گھٹانے بڑھانے والیکو قرآن سے مانع ہون (اور کسیکو قدرت نہ ہونے دونگا)

من ترا اندر دو عالم حافظم　　　طاغیان را از حدیثت دافعم

یعنی میں آپ کا دونون عالم مین حافظ ہون اور نافرمانون کو آپکی حدیث سے دفع کرنیوالا ہون

کس نتاند بیش و کم کردن درو　　　تو بہ از من حافظے دیگر مجو

یعنی اسمیں کوئی شخص بیش و کم نہ کرسکیگا آپ مجھ سے بہتر کوئی اور محافظ نہ تلاش کرین۔

رونقت را روز افزون میکنم　　　نام تو بر زر و بر نقرہ زنم

یعنی آپ کی رونق کو دن پر دن زیادہ کروںگا اور آپ کے نام کو سونے اور چاندی پر لاؤںگا یعنی آپ کی سلطنت ہوگی اور آپکے نام کا سکہ چلیگا چنانچہ ہوا۔

منبر و محراب سازم بہر تو　　　در محبت قہر من شد قہر تو

یعنی میں آپکے لئے منبر اور محراب بناؤنگا اور محبت میں آپ کا قہر میرا قہر ہے مطلب یہ کہ آپ سے محبت ہونے کی وجہ سے اگر کسی پر آپ کا قہر ہوگا تو اسپر میرا قہر بھی ہوگا اور میں تمہارے لئے منبر و محراب جو کہ لوازم سلطنت سے ہیں بناؤنگا اور ابھی تو یہ حالت ہے کہ

نام تو از ترس پنہان میکنند　　　چون نماز آرند پنہان میشوند

یعنی آپ کے نام کو خوف کی وجہ سے پوشیدہ کرتے ہیں اور جب نماز پڑھتے ہیں تو پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔

خفتہ میگویند نامت راکنون　　　خفیہ ہم بانگ نماز ای ذی فنون

یعنی اب تو آپکے نام مبارک کو خفیہ لیتے ہیں اور آواز نماز کو بھی خفیہ رکھتے ہیں ای ذوفنون

از ہراس و ترس کفار لعین　　　دینت پنہان میشود زیر زمین

یعنی کفار لعین کے خوف اور ترس کی وجہ سے آپ کا دین ابھی تو (گویا کہ) زیر زمین دفن ہو رہا ہے (مگر عنقریب یہ ہوگا کہ)

من منارہ پر کنم آفاق را　　　کور گردانم دو چشم عاق را

یعنی میں آفاق میں اُس دین کو منارہ پر کرونگا اور منکر کی دونوں آنکھوں کو اندھا بنا دونگا۔

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ　　　دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ

یعنی آپکے غلام شہرون اور مرتبونکو لے لین گے اور آپ کا دین ماہی سے ماہ تک محیط ہوجائیگا
یعنی اسفل سے لیکر اعلےٰ تک آپ ہی کا دین ہوگا۔

تا قیامت باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دین ای مصطفےٰ

یعنی قیامت تک ہم اسکو باقی رکھیں گے اور اے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تم نسخ دین سے
خوف مت کرو مطلب یہ کہ آپ بیفکر رہیں آپ کے بعد نسخ حسی نہیں ہوسکتا۔

اے رسول ما تو جادو نیستی — صادق ہم خرقۂ موسیستی

یعنی اسے ہمارے رسول آپ جادوگر نہیں ہیں آپ صادق ہیں اور آپ موسےٰ کے ہم خرقہ ہیں

ہست قرآن مر ترا ہمچون عصا — کفرہا را درکشد چون اژدہا

یعنی تمہارے لئے قرآن مثل عصا کے ہے کہ وہ کفرونکو اژدہا کی طرح مار ڈالتا ہے۔

تو اگر در زیر خاکے خفتۂ — چون عصائش دان تو انچہ گفتۂ

یعنی اگر آپ زیر خاک سو رہے ہین تو جو کچھ کہ آپ نے فرمایا ہی اسکو عصا کی طرح جانو۔

گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک — چون عصا آگہ بود آن گفت پاک

یعنی اگرچہ آپ زیر خاک سو رہے ہون مگر اس قول پاک کو مثل عصا کے آگاہ سمجھئے کہ
جسطرح وہ عصا سارقون سے آگاہ ہوکر انکو بھگا دیتا تھا اسیطرح یہ قرآن بھی کسی کو اپنے
اوپر قدرت نہ ہونے دیگا۔

قاصدان را بر عصایت دست نے — تو بخسپ ای شہ مبارک خفتنے

یعنی (تحریف کے) قاصدونکو آپکے عصا پر قدرت نہیں ہے اسے شاہ دوجہان آپ مبارک سو سوئیے

یعنی آپ بیٹھکر سوویں اس پر کسیکو قدرت نہ ہوگی اسلئے کہ۔

تو بخفته نور تو بر آسمان   بهر پیکار توزه کرده کمان

یعنی آپ سورہے ہیں اور آپ کا نور آسمان پر آپکی طرف سے لڑائی کیلئے کمان زہ کئے ہوئے ہے

فلسفی و آنچه پوزش میکند   قوس نورت تیر دوزش میکند

یعنی فلسفی اور اسکا مُنہ جو کچھ کرتا ہے آپکے نور کی قوس اسکو تیر دوز کر دیتی ہے یعنی اسکو روک دیدیتی ہے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

آن چنان کرد و ازان افزون که گفت   او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

یعنی حق تعالے نے ویساہی کیا بلکہ اس سے زیادہ جیسا کہ کہا تھا آپ سورہے اور آپکا بخت و اقبال نہ سویا بلکہ بحمداللہ تاہنوز روز افزون ور و بترقی ہے اللہم زد فزد آگے پھر موسےٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

جان بابا چونکه ساحر خواب شد   کار او بے رونق و بے آب شد

هر دو از گورش روان گشتند و تفت   تا بمصر از بهر آن پیکار رفت

چون بمصر از بهر آن کار آمدند   طالب موسیٰ و خانه او شدند

اتفاق افتاد کان روز و رود — موسی اندر زیر نخلی خفته بود

پس نشان دادندشان مردم عیان — کش بنخلستان بجوئید این زمان

آمدند آن هر دو تا خرمابنان — خفته بود او لیک بیدار جهان

بهر نازش بسته بود او چشم سر — عرش و فرشش جمله در پیش نظر

ای بسا بیدار چشم خفته دل — خود چه بیند چشم اهل آب و گل

وانکه دل بیدار دارد چشم سر — گر بخسپد بر کشاید صد بصر

گر تو اهل دل نه بیدار باش — طالب دل باش و در پیکار باش

ور دلت بیدار شد می خسپ خوش — نیست غایب ناظرت از هفت و شش

گفت پیغمبر که خسپد چشم من — لیک کی خسپد دلم اندر وسن

شاه بیدارست و حارس خفته گیر — جان فدای خفتگان دل بصیر

وصف بیداری دل ای معنوی — در نگنجد در هزاران مثنوی

چون بدیدندش کہ خفت ست او دلان — بہر دزدیٔ عصا کردند ساز

ساحران قصد عصا کردند زود — کز پسش باید شدن آنگہ بود

اندکے چون پیشتر کردند ساز — اندر آمد آں عصا در اهتزاز

آنچنان بر خود بلرزید آن عصا — کان دو بر جا خشک گشتند از وجا

بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد — ہر دواں بگریختند و روئے زرد

رو درافتادن گرفتند از نهیب — غلط غلطان منہزم اندر نشیب

پس یقین شان شد کہ ہست از آسمان — زانکہ مے دیدند حد ساحران

پس ازیں رو علم سحر آموختن — نیست ممنوع و حرام و ممتہن

بعد ازاں اطلاق و تب شان شد پدید — کار شان تا نزع و جان کندن رسید

پس فرستادند مردے در زمان — سوئے موسیٰ از برائے عذر آن

کامتحان کردیم مارا کے رسد — امتحان تو اگر نبود حسد

مجرم شاہیم و مارا عذر خواہ ۔۔۔ ای تو خاص الخاص درگاہ الہ

عفو کرد و در زمان نیکو شدند ۔۔۔ پیش موسیٰ ساجد و دو تو شدند

درگذار از ما کہ ما کردیم بد ۔۔۔ اے ترا الطاف و فضل بیحد

گفت موسیٰ عفو کردم ای کرام ۔۔۔ گشت بر دوزخ تن و جان تان حرام

من شما را خود ندیدم اے دو یار ۔۔۔ اعجمی سازید خود را ز اعتذار

ہمچنان بیگانہ شکل و آشنا ۔۔۔ در نبرد آئید پیش بادشاہ

انچہ باشد مر شما را از فنون ۔۔۔ جمع آرید از برون و از درون

پس زمین را بوسہ دادند و شدند ۔۔۔ انتظار وقت فرصت مے بدند

اب مولانا پھر قصۂ خواب کی طرف رجوع فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مردہ نے کہا کہ بیٹا جب ساحر سو جاتا ہے تو اسکا کام بے رونق اور بے آب و تاب ہو جاتا ہے یہ سُنکر وہ دونوں اسکی قبر سے مصر کی طرف اُس جنگ عظیم کیلئے تیزی کے ساتھ روانہ ہوگئے جب وہ اس کام کے لئے مصر میں آئے تو انھوں نے موسیٰ علیہ السلام اور انکے دولت خانہ کو تلاش کیا اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ آئے اس روز موسیٰ علیہ السلام ایک کھجور کے درخت کے نیچے سو رہے تھے جب انھوں نے لوگوں سے دریافت کیا تو انھوں نے انکو صاف پتہ یہ بتایا کہ اسوقت وہ

تم کو نخلستان میں ملینگے وہان تلاش کر دیہ سنکر وہ نخلستان میں آئے تو معلوم ہوا کہ وہ سو رہے ہیں
لیکن یاد رکھو کہ انکی روح سوئی ہوئی نہ تھی بلکہ وہ بیدار تھی مگر انکی جسمانی آنکھیں بند تھیں اسلئے
انکو ایک ایسے معشوق سے تشبیہ دیجا سکتی ہے جو جاگتا ہو مگر ناز سے آنکھیں بند کرے وہ سونیکی
حالت میں عرش و فرش سب کو بچشم قلب دیکھ رہے تھے انکی تو یہ حالت تھی کہ سوتے میں بھی
جاگ رہے تھے اور بہت سے ایسے بھلے مانس ہیں کہ جاگتے میں بھی سوتے ہیں یعنی انکی چشم قلب
بند ہے اور جسمانی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں لیکن بیچارے جسمانی لوگون کی آنکھیں کھلی ہو کر بھی کیا خاک
دیکھ سکتے ہیں لیکن اگر یون کہا جاوے کہ وہ ظاہر ابھی سو رہے ہیں اور باطنا بھی تب بھی ایک حد
تک صحیح ہے کیونکہ یہ بیداری بھی بمنزلہ خواب کے ہے برخلاف ان لوگون کے جنکا دل جاگتا ہے
کیونکہ ایسے لوگون کا سونا بھی مثل بیداری کے ہے کیونکہ اگر جسمانی آنکھین بند ہو جاتی ہیں تو
روحانی آنکھیں بجائے ان دو کے سو کھل جاتی ہیں پس جب اہل دل کی فضیلت معلوم ہو گئی
تو اب تم اپنی حالت کو دیکھو اگر تم اہل دل نہیں ہو تو سونے کا موقع نہیں بلکہ تم کو ذکر اللہ کیلئے
راتوں کو جاگنا چاہیئے اور اصلاح قلب اور مخالفت نفس و شیطان کرنا چاہیئے اور اگر تمہارا دل
بیدار ہو چکا ہے تو مزے سے پاؤں پھیلا کر سوؤ اب تمہاری چشم قلب سے کوئی معتد بہ چیز
غائب نہ ہو گی نہ کم نہ زیادہ چنانچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سونے کی
حالت میں میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا اور جبکہ بادشاہ یعنی دل بیدار ہوا اور محافظ یعنی
جسم سوتا ہو تو سویا کرے کیا مضائقہ مصیبت تو جب ہے کہ بادشاہ سو جاوے ایسے وہ لوگ
قربان ہو جانے کے قابل ہین جو سوتے ہون مگر قلوب انکے مشاہدہ جمال حق میں مصروف ہون
واقعی بات یہ ہے کہ بیداری قلب بڑی دولت ہے اگر اسکی تعریف کیجاوے تو ہزاروں مثنویان
بھی اسکے لیے کافی نہ ہون اسلئے ہم اسکو مختصر کرتے ہیں اور اصل قصہ بیان کرتے ہیں جبکہ
انھون نے موسے علیہ السّلام کو دیکھا کہ پاؤں پھیلائے سو رہے ہین تو عصا کو چرانے پر
اتفاق کیا اسکے بعد اسکو چرانے کا قصد کیا اور چاہا کہ پیچھے سے جا کر چپکے سے
اڑا لیں جون ہی وہ کسیقدر آگے بڑھے فوراً عصا کو جنبش شروع ہوئی وہ کچھ اس طرح سے
ہلا کہ اسکو دیکھتے ہی وہ دونون خوف سے سوکھ گئے اسکے بعد وہ اژدہا بنا اور ان پر حملہ کیا

تو وہ بھاگے اور مارے خوف کے چہروں کی رنگت زرد ہو گئی فرط دہشت سے اچھی طرح بھاگ بھی نہ سکتے تھے بلکہ گر گر پڑتے تھے مگر وہ گرتے پڑتے کسی نشیب کے اندر بھاگ ہی گئے اب تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ تصرف حق سبحانہ ہے اسلئے کہ وہ ماہر فن تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ بات ساحروں کی طاقت سے باہر ہے پس اگر کوئی جادو اس غرض سے سیکھے کہ تصرف حق سبحانہ اور تصرف جادوگران میں امتیاز کر سکے تو نہ ممنوع و حرام ہے اور نہ ذلیل کام خیر یہ تو استطراداً مذکور ہو گیا اب سنو کہ اسکے بعد انکی کیا حالت ہوئی وہ بھاگ تو گئے مگر انکو دست لگ گئے اور بخار چڑھ آیا حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے جب یہ حالت ہوئی تو کسی شخص کو فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس معذرت کے لئے بھیجا اور کہا کہ ہم نے آپکا امتحان کیا لیکن اگر فی الجملہ حسد کی آمیزش نہ ہوتی تو ہم کو آزمایش کب زیبا تھی پس ہمارے حسد نے یہ نوبت پہنچائی پس اے درگاہ حق سبحانہ کے خاص الخاص بندے ہم اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہیں آپ ہم کو معاف فرما دیں موسےٰ علیہ السّلام نے انکا قصور معاف کر دیا اور وہ اچھے ہو گئے اسکے بعد خود حاضر خدمت ہوئے اور نہایت تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ ہم نے بُری حرکت کی آپ ہم کو معاف فرما دیں آپکے الطاف و افضال بے حد و نہایت ہیں لہذا اس خطا کو معاف کر دینا آپ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں موسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے معاف کیا اور میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اب تم پر دوزخ حرام ہو گئی ہے کیونکہ تم مسلمان ہو گئے ہو میں نے تم کو دیکھا بھی نہیں تھا پس اب تم معذرت کو بالکل بھول جاؤ اب میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم بادشاہ کے سامنے مقابلہ میں یوں آنا جیسے کہ تم مجھے جانتے ہی نہیں اور اپنے ہنر خوب دکھلانا اور بالکل کمی نہ کرنا کیونکہ اس سے فرعون پر کافی طور پر حجت قائم ہوگی ورنہ وہ خیال کریگا کہ اگر یہ لوگ پوری کوشش کرتے تو میں غالب ہو سکتا تھا لیکن یہ کمبخت دشمن سے مل گئے اور اپنے ہم پیشہ کی رعایت کر کے مجھے شکست دلا دی یہ سنکر وہ آداب بجالا کر روانہ ہو گئے اور موقع کے منتظر رہے

موسیٰ علیہ السّلام کی حکایت کا بقیہ

جان بابا چونکہ ساحر خواب شد ‌‌ ‌‌ ‌‌ کار او بے رونق و بے آب شد

یعنی (اس مردہ ساحر نے کہا کہ) اے جان پدر جب ساحر سو گیا تو اسکا کام بے رونق اور بے آب ہو گیا اسلئے کہ متصرف وہی تھا اب اسکا تصرف باطل ہو گیا۔

ہر دو از گورش روان گشتند تفت ‌‌ ‌‌ ‌‌ تا بمصر از بہر آن پیکار رفت

یعنی وہ دونوں اسکی قبر سے جلدی سے روانہ ہو گئے یہانتک کہ مصر میں اس مقابلۂ عظیم کیلئے آتے۔

چون بمصر از بہر آن کار آمدند ‌‌ ‌‌ ‌‌ طالب موسیٰ و جائے او شدند

یعنی جب مصر میں اس کام کے لئے آئے تو موسیٰ علیہ السلام اور انکی قیامگاہ کے متلاشی ہوئے۔

اتفاق افتاد کان روز ورود ‌‌ ‌‌ ‌‌ موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود

یعنی اتفاق ایسا پڑا کہ اس ورود (ساحران) کے دن میں موسیٰ علیہ السلام ایک کھجور کے نیچے سو رہے تھے۔

پس نشان دادند شان مردم بدو ‌‌ ‌‌ ‌‌ کہ برو زان سوئے نخلستان بجو

یعنی لوگوں نے ان ساحروں کو ان کا نشان بتایا کہ جاؤ اور اس نخلستان کے اس طرف تلاش کرو

چون بیامد دید در خرمانیان　　خفته کو بود بیدار جہان

یعنی جب وہ آئے تو انھون نے کہجور کی جڑ مین ایک سویا ہوا دیکھا جو کہ جہان کا بیدار تھا یعنی قلب کے اعتبار سے سارے جہان سے زیادہ بیدار تھا اسکو دیکھا کہ وہ سو رہا ہے اب یہان شبہ سا ہوا کہ جب بیدار تھے تو سو کیون رہے تھے اسکو فرماتے ہیں۔

بہر ناز ش بستہ او دو چشم سر　　عرش و فرشش جملہ در پیش نظر

یعنی ناز کی وجہ سے انھون نے سر کی دونون آنکھیں بند کر لی تھیں مگر عرش و فرش سب انکی پیش نظر تھا مطلب یہ کہ اگرچہ وہ ظاہر میں سو رہے تھے مگر حل میں وہ بیدار تھے اسلئے کہ انکا قلب بیدار تھا مگر جسطرح کہ بچہ مان کی گود مین لیٹ کر آرام اور ناز کی وجہ سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اسیطرح انھون نے ان دونون چشم سر کو بند کر لیا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ

اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل　　خود چہ بیند چشم اہل آب و گل

یعنی بہت سے ایسے ہیں کہ بیدار چشم ہیں اور دل سویا ہوا ہے تو آب و گل کی آنکھ خود کیا دیکھ سکتی ہے مطلب یہ کہ جب یہ چشم آب و گل کہلی ہو گی تو یہ سوائے ان ظاہری چیزون کے اور کیا دیکھیگی ظاہر ہے کہ اسکی نظر تو ان ہی پر رہیگی۔

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر　　گر بخسپد بر کشاید صد بصر

یعنی اور جو کہ دل بیدار رکھتا ہے تو اگر چشم سر سو بھی جاوے تو وہ سیکڑون آنکھیں کھول دے۔

گر تو اہل دل نہ بیدار باش　　طالب دل باش و در پیکار باش

یعنی اگر تو اہل دل نہیں ہے تو بیدار رہ اور دل کا طالب اور (نفس کی) لڑائی میں رہ مطلب یہ کہ اگر تم کو بیداری قلب نصیب نہیں ہے تو خیر ذرا تو ان آنکھون ہی کو کھو لے رکھو کہ اسی سے بہت کچھ ہو جاوے گا۔

ور دولت بیدار شد مے خسپ خوش   نیست غائب ناظرت از ہفت وشش

یعنی اور اگر تیرا دل بیدار ہوجاوے تو پھر خوب سو پھر تیری نظر تھوڑے بہت کسی سے غائب نہیں ہے مطلب یہ کہ بعد مجاہدہ و ریاضت کے اگر کچھ آرام زیادہ بھی کرو تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں ہے مگر قبل نفس کے رام ہونے کے تو ذرا مجاہدہ و ریاضت کرو اور اسکی تدبیر یہی ہے کہ حقوق نفس تو ادا کرے مگر حظوظ میں مبالغہ نکرے اسی سے سب کچھ انشاءاللہ حاصل ہوجاویگا ہاں اسکے ساتھ جو اور شرائط ہیں وہ ہیں ہی۔

گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من   لیک کے خسپد دلم اندر وسن

یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ تو سورہتی ہے مگر میرا قلب اونگھ میں کب سوتا ہے یعنی آپکی نیند بھی مشابہ اونگھ کے ہوتی تھی جیسے کہ ہم لوگون کا وضو اونگھ سے نہیں ٹوٹتا اسیطرح آپ کا وضو سونے سے نہ جاتا تھا اسلئے کہ آپکی نیند بھی مثل اونگھ کے ہے اسلئے کہ آپکا قلب بیدار ہی رہتا تھا۔

شاہ بیدار ست حارس خفتہ گیر   جان فدائے خفتگان دل بصیر

یعنی بادشاہ کو بیدار اور پاسبان کو سویا ہوا فرض کرو ہماری جان ان سوئے ہوؤں پر فدا ہو جنکا دل بصیر ہے مطلب یہ کہ قاعدہ تو یہ ہے کہ چوکیدار جاگتا ہے اور بادشاہ سوتا ہے مگر یہاں قلب جو کہ مشابہ بادشاہ کے ہے جاگتا ہے اور آنکھ جو کہ مثل پاسبان کے ہے سوتی ہے یہ عجیب الٹی بات ہے آگے فرماتے ہیں کہ۔

وصف بیداری دل اے معنوی   در نگنجد در ہزاران مثنوی

یعنی اے معنوی بیداری دل کا وصف تو ہزاروں مثنویوں میں بھی نہ سماویگا لہذا اسکو یہیں تک بیان کرکے آگے پھر ان ساحرون کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

چون بدیدندش کہ خفتست او دراز　　بہر دزدی عصا کردند ساز

یعنی جب انھون نے دیکھا کہ وہ لمبے لمبے سو رہے ہیں تو عصا کے چرانے کا سامان کیا۔

ساحران قصد عصا کردند زود　　کز پسش باید شدن آنگہ ربود

یعنی ساحرون نے جلدی سے عصا (کے چرانے) کا قصد کیا کہ انکے پیچھے سے جانا چاہیئے اور اسکو اچک لینا چاہیئے اسلئے کہ سامنے جانے میں تو خوف تھا کہ وہ شاید جاگتے ہون تو دیکھ لیں لہذا یہ تدبیر کی۔

اندکے چون بیشتر کردند ساز　　اندر آمد آن عصا در اہتزاز

یعنی جب تھوڑا سا زیادہ سامان کیا تو وہ عصا ہلنے میں آیا یعنی جب وہ ذرا اور قریب پہونچے تو اس عصا نے ہلنا شروع کیا۔

آنچنان بر خود بلرزید آن عصا　　کان دو بر جا خشک گشتند از وجا

یعنی وہ عصا خود بخود اس طرح ہلا کہ وہ دونون اپنی جگہ ہی پر ڈر کے مارے سوکھ گئے۔

بعد از ان شد اژدہا و حملہ کرد　　ہر دو آن بگریختند روئے زرد

یعنی بعد اس (ہلنے) کے وہ اژدہا ہوگیا اور اس نے حملہ کیا تو وہ دونون روئے زرد ہوکر بھاگے روئے زرد ہوکر بھاگنے سے مراد خائف ہوکر بھاگنا ہے۔

رو در افتادن گرفتند از نہیب　　غلط غلطان منہزم اندر نشیب

یعنی انھون نے ڈر کے مارے گرنا شروع کیا اور لڑکتے پڑکتے نشیب میں کو بھاگنے والے یعنی نشیب میں کو بھاگ رہے تھے تا کہ اس اژدہا کی نگاہ سے اوجھل ہو جاوین۔

پس یقین شان شد کہ ہست از آسمان زانکہ میدیدند حد ساحران

یعنی پس انکو یقین ہو گیا کہ آسمان ہی سے ہے اسلئے کہ انھون نے ساحرون کی حد تو دیکھی تھی مطلب یہ کہ وہ سحر کو تو پہچانتے تھے اور اس میں وہ علامات نہیں تھیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

پس ازین رو علم سحر آموختن نیست ممنوع و حرام و ممتہن

یعنی اس حیثیت سے علم سحر کو سیکھ لینا ممنوع اور حرام اور ممتہن نہیں ہے یعنی اس نیت سے کہ حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اگر سحر کو کوئی سیکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے ہاں اُسکے مقتضا پر عمل نہ کرے جیسے کہ فلسفہ کو پڑھا جاوے کہ اُن لوگون کے جواب دیگے مگر اسپر عمل نہ کرے مولانا خود اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

بہر تمیز حق از باطل نکوست سحر کردن شد حرام ای مرد دوست

یعنی حق کو باطل سے تمیز دینے کیلئے تو اچھا ہے (مگر) اے دوست سحر کرنا حرام ہے یعنی اسپر عمل نہ کرے صرف اُسکی حقیقت کے معلوم کرنے کو سیکھ لے خیر جب وہ بھاگے تو اُن کی یہ حالت ہوئی کہ۔

بعد ازان اطلاق و تپشان شد پدید کار شان تا نزع و جان کندن رسید

یعنی بعد اسکے اُن کو (ڈر کی وجہ سے) دست اور بخار ہو گیا اور اُن کا کام نزع اور جان کنی تک پہونچ گیا

پس فرستادند مردے در زمان سوئے موسیٰ از برائے عذر آن

یعنی پس انھون نے اسیوقت اُس فعل کی عذر خواہی کیلئے موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آدمی بھیجا

کامتحان کردیم مارا کے رسد امتحان تو اگر نبود حسد

یعنی کہ ہم نے امتحان کیا تو ہم کو آپ کا امتحان کرنا کب لائق تہا اگر حسد نہ ہوتا مطلب یہ کہ ہم نے جو یہ امتحان کیا یہ اسی لیئے تھا کہ ہمارے قلب میں آپ کی طرف سے کینہ تھا ورنہ اس امتحان کی کیا ضرورت تھی تو چونکہ ہم سے یہ خطا ہو گئی ہے لہذا ہم اب معافی کے خواستگار ہیں۔

مجرم شاہیم مارا عذر خواہ — اے تو خاص الخاص درگاہ الٰہ

یعنی ہم مجرم شاہ ہیں آپ ہماری عذر خواہی فرماویں اے وہ شخص کہ آپ درگاہ خداوندی کے خاص الخاص ہیں۔

درگذر از ما کہ ما کردیم بد — اے ترا الطاف و فضل بے عدد

یعنی ہم سے درگذر فرمایئے اس لیئے کہ ہم نے بُرا کیا ہے اے وہ کہ آپکے الطاف اور فضل بے نہایت ہیں غرضکہ اُن بچاروں نے بہت ہی عذر خواہی کی۔

عفو کرد و در زمان نیکو شدند — پیش موسیٰ بر زمین سر می زدند

یعنی موسےٰ علیہ السّلام نے معاف فرمایا تو وہ اسیوقت اچھے ہو گئے اور موسےٰ علیہ السلام کے آگے زمین پر سر مارتے تھے یعنی بہت ہی شرمندگی اور عاجزی کا اظہار کر رہے تھے۔

گفت موسیٰ عفو کردم ای کرام — گشت بر دوزخ تن و جان تا ن حرام

یعنی موسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے کرام میں نے تو معاف کر دیا اور اب دوزخ تمہاری جان اور تن پر حرام ہو گئی یعنی آپ نے ان کو مغفور و مرحوم ہونے کی بشارت دی مگر ان کی شرمندگی اس سے نہ گئی اس لیئے کہ اب تو ان کو موسےٰ علیہ السّلام کی قدر ہو گئی تھی تو اُنکی تسلی کے لیئے موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

من شمارا خود ندیدم ای دو یار — اعجمی سازید خود را از اعتذار

یعنی اے دونون یارو مین نے تو تم کو دیکھا بھی نہ تھا تم اس عذر خواہی سے اپنے کو اجنبی بنا لو
مطلب یہ کہ اب اس عذر خواہی میں اسقدر مبالغہ مت کرو اسلئے کہ زیادہ سخت بات تو ہوقت
ہوتی جبکہ مین تم کو دیکھتا اور میرا دل دکھتا مگر اب تو مجھے خبر بھی نہ ہوئی تم نے جب کہا ہے تب
خبر ہوئی ہے لہذا اس عذر خواہی کو ختم کرو کہ ہو چکی آگے فرماتے ہیں کہ ایک بات یہ کرنا کہ۔

ہمچنان بیگانہ شکل و آشنا — در نبرد آئید پیش بادشاہ

یعنی اسیطرح بیگانون جیسے شکل اور (اصل مین) آشنا ہو کر بادشاہ کے مقابلہ مین آنا۔

انچہ باشد مر شمارا از فنون — جمع آرید از درون و از برون

یعنی جو کچھ کہ تم کو فنون (جادو) سے (حاصل) ہو اسکو اندر سے باہر سے خوب جمع کرو مطلب
یہ کہ موسے علیہ السلام نے یہ تدبیر بتائی کہ اب تم مومن تو ہو گئے مگر اس ایمان کو کسی پر ظاہر
مت کرو بلکہ اسیطرح بیگانونکی طرح آکر مجھسے مقابل ہونا اور اپنے کرتب خوب کہانا اُسکے بعد میں
تم کو مغلوب کرونگا پھر سب کے سامنے ایمان کو ظاہر کرنا تو اس میں مصلحت یہ ہے کہ اور لوگونکو
بھی ترغیب ایمان کی ہو گی پس یہ سُنکر وہ چلدیتے۔

شہرون سے ساحرونکا فرعون کے سامنے جمع ہونا اور اُس سے خلعتین پانا اور موسیٰ علیہ السّلام کے مغلوب کرنے پر سینہ پر ہاتھ مارنا اور کہنا کہ اس کام کا دفعیہ ہم سے سمجھو

پس زمین را بوسہ دادند و شدند — انتظار وقت فرصت مے بدند

یعنی اُن دونونے زمین کو بوسہ دیا اور چلدئے اور وقت فرصت کے منتظر رہے (وہ وقت فرصت یہ تھا کہ)

تا بفرعون آمدند آن ساحران | داد شان تشریفہائے بیکران
وعدہاشان کرد و ہم پیشین بداد | بندگان اسپان و نقد و جنس و زاد
بعد از ان شان گفت ہین ای شایقان | گر فزون آئید اندر امتحان
بر فشانم بر شما چندین عطا | کہ بدرد پردۂ جود و سخا
پس بگفتندش باقبال تو شاہ | غالب آئیم و شود کارش تباہ
ما درین فن صفدریم و پہلوان | کس ندارد پائے ما اندر جہان

القصہ جادوگر فرعون کے پاس آئے اُس نے انکو اولاً بیش بہا خلعت عطا کئے اور وعدے بھی کئے اور بہت کچھ غلام گھوڑے نقد و جنس کھانے وغیرہ پیشگی بھی دیتے اسکے بعد ان سے کہا کہ اے شائقان فتحمندی یا فن جادوگیری یا انعام و اکرام اگر تم اس آزمائش میں کامیاب ہوتے اور ہوئے سے بڑھ گئے تو میں تم کو اسقدر انعام دونگا کہ جود و سخا کی حد سے بھی تجاوز کر جاویگا۔ اسپر انھوں نے کہا کہ حضور کے اقبال سے ہم یقیناً غالب ہونگے اور حریف کو کامل شکست ہوگی ہم تو اس فن مین صف شکن اور پہلوان ہیں عالم میں ہمارے مقابلہ کی کسیکو تاب نہیں موسیٰ بیچارہ کیا کریگا۔

تا بفرعون آمدند آن ساحران　　داد شان تشریفهائے سبکران

یعنی یہانتک کہ وہ سب ساحر فرعون کے پاس آئے تو اس نے انکو بے انتہا خلعتیں دین۔

وعدہا شان کردہ پیشین ہم بداد　　بندگان اسپان و نقد و جنس و زاد

یعنی اُن سے فرعون نے وعدے بھی کئے اور پیشگی بھی غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ (خوب) دیا۔

بعد ازان شان گفت ہین ای سابقان　　گر فزون آئید اندر امتحان

یعنی اسکے بعد اُن سے بولا کہ اے سبقت لیجانے والو اگر تم امتحان میں غالب آگئے تو۔

بر فشانم بر شما چندین عطا　　کہ بدرد پردۂ جود و سخا

یعنی تم پر اسقدر عطا کرونگا کہ وہ جود و سخا کے پردہ کو بھی پھاڑ دیگی مطلب یہ کہ جود و سخا سے بھی وہ عطا بڑھ جاویگی جود و سخا کو ایک پردہ فرض کرکے اس سے عطا کو بڑھاتے ہیں جب اسکو پردہ فرض کیا تو اس سے جب ہی بڑھ سکتی ہے جبکہ اس پردہ کو پھاڑے لہٰذا کہدیا کہ بدرد پردۂ الخ غرضکہ اس نے کہا کہ بے انتہا مال و دولت دونگا سبحان اللہ ذرا آپکی خدائی ملاحظہ ہو کہ جنکو کل بندے کہتا تھا آج ان ہی سے امداد کا قائل ہے تف ہے ایسے خدا پر اور اسکی خدائی پر نعوذ باللہ منہ۔

پس بگفتندش باقبال تو شاہ　　غالب آئیم و شود کارش تباہ

یعنی بس انہوں نے اُس سے کہا کہ اے بادشاہ آپکے اقبال سے ہم ہی غالب آوینگے اور اُنکا (موسے علیہ السلام کا) کام تباہ ہوگا اس مضمون کو حق تعالےٰ فرماتے ہیں کہ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ۔ بعزۃ کا ترجمہ باقبال ہی کرنا بہتر ہے اور بولے کہ۔

ما درین فن صفدریم وپہلوان کس ندارد پائے ما اندر جہان

یعنی ہم اس فن مین صف شکن (کامل) ہیں اور پہلوان ہیں اور جہان میں ہمارا مرتبہ کوئی نہیں رکھتا مطلب یہ کہ ہم سب سے بڑھے ہوئے ہیں آج کوئی ہمارے مقابلہ کا نہیں ہے مولانا نے اس حکایت کو یہیں تک بیان فرمایا ہے آگے کہیں پورا نہیں کیا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مولانا کو حکایت مقصود ہی نہیں ہے بالکل اسیطرح قرآن شریف میں بھی ہے کہ قصص پورے پورے بیان نہیں کئے گئے بلکہ اسیقدر بیان کیا گیا ہے جسقدر سے کہ نتیجہ نکل سکے اسیطرح مولانا نے اسکو یہانتک فرماکر آگے اُس مضمون کو جو کہ اس سے مقصود ہے اور جو اس سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے بیان فرماتے ہیں کہ۔

ذکر موسیٰ بند خاطرہا شدست کاین حکایتہاست کہ پیشین بدست

ذکر موسیٰ بہر روپوش است لیک نور موسیٰ نقد تست ای یار نیک

موسیٰ و فرعون در ہستی تست بایداین دو خصم را در خویش جست

تا قیامت ہست از موسیٰ نتاج نور دیگر نیست دیگر شد سراج

این سفال و این فتیلہ دیگر ست ۔ لیک نورش نیست دیگر زان سرست
گر نظر در شیشہ داری گم شوی ۔ زانکہ از شیشہ است اعداد دوئی
ور نظر بر نور داری وارہی ۔ از دوئی و اعداد جسم ای منتہی
از نظر گاہ است اے مغز وجود ۔ اختلاف مومن و گبر و جہود

قصہ بیان کرنے کے بعد مولانا مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صورت قصہ موسے میں تمہارا دل پہنسکر رہ گیا ہے اور تم نے سمجہ لیا ہے کہ یہ قصے ہیں جو گذر چکے لیکن یہ تمہاری غلطی ہے تم کو اس میں امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیئے اول یہ کہ صورت محض روپوشی کے لئے ہے ورنہ تمہارا حصہ اسمیں سے نور موسے ہے یعنی اس سے عبرت حاصل کرکے تم کو بھی اسی قسم کا نور حاصل کرنا چاہیئے جو موسے علیہ السلام کو حاصل تہا یعنی معرفت حق سبحانہ۔ دوم یہ کہ موسے و فرعون خود تیرے اندر بھی موجود ہیں یعنی نفس و روح پس تجھے انکو اپنے اندر ڈہونڈہنا چاہیئے اور موسے روح کی حمایت کرکے فرعون نفس کو شکست دینی چاہیئے تیسرے یہ کہ موسے صرف وہی نہ تھے جو گذر گئے بلکہ موسے قیامت تک پیدا ہوتے رہینگے اور اہل اللہ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا پس تجھکو انکے ساتھ وہ برتاؤ نہ کرنا چاہیئے جو فرعون نے موسے معروف کے ساتھ کیا تھا بلکہ انکی طاعت کرنا چاہیئے اہل اللہ کو ہم نے موسے اسلئے کہا کہ موسے اپنی جسمیت کے لحاظ سے موسے نہ تھے کیونکہ جسمیت کے لحاظ سے ان میں اور دیگر لوگوں میں امتیاز نہیں بلکہ وہ نور حق سبحانہ تھا جس نے موسے کو موسے بنایا تہا اور وہی نور اپنی قدر مشترک کے لحاظ سے ان میں بھی موجود ہے گو خصوصیات مختصہ کے ذریعہ سے انمیں فرق بھی

ہوا اسلئے وہ بھی حکماً موئے ہوگئے چراغ بتی یعنی اجسام متعدد ہیں مگر شعلہ یعنی نورحق سبحانہ
تو سب میں ایک ہے لہذا انکو متحد کہنا کچھ بیجا نہیں اب ہم تم کو اس سے بھی زیادہ واضح مثال
سے سمجھاتے ہیں مثلاً اگر ایک چراغ روشن ہو اور اسکا عکس مختلف شیشوں میں نظر آتا ہو
پس اس صورت میں اگر تم شیشون کے تعدد پر نظر کر کے نور کو متعدد کہوگے تو یہ تمہاری غلطی
اور راہ ثواب سے گم شدگی ہوگی کیونکہ تعدد فی الحقیقت نور میں نہیں بلکہ شیشوں میں ہے
اور اگر نور کو دیکھوگے تو توہم تعدد و اثنینیت سے رہائی پاؤگے اور ٹھیک راستہ پر چلوگے
یون ہی افراد اہل اللہ بھی بمنزلہ متعدد شیشوں کے ہیں جن میں حق سبحانہ کا نور واحد جلوہ نما
ہے اور تعدد محال سے متعدد نظر آتا ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب یہ مسئلہ صاف ہوگیا
کہ دیگر اہل اللہ بھی موئے ہیں لیکن اس اتحاد سے سب کے نبی اور رسول ہونے کا شبہ
نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اول تو یہ مثال تقریبی ہے تحقیقی نہیں لہذا مثال کے کل احکام کا ممثل لہ
کیلئے ثابت کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اسکے علاوہ مثال میں بھی من کل الوجوہ اتحاد نہیں کیونکہ شیشوں
کے تکدر اور شفافی کے اختلاف سے۔ نیز انکے رنگون کے مختلف ہونے سے مرتبہ ظہور میں
اس نور میں اختلاف ہوجاویگا کہیں وہ زیادہ روشن ہوگا کہیں کم کہیں اس سے کم کہیں
سُرخ ہوگا کہیں سبز کہیں زرد کہیں سفید پس نورحق سبحانہ میں اختلاف ہے کہیں وہ
نور نبوت ہے کہیں نور ولایت کہیں کم ہے کہیں زیادہ لیکن اس اختلاف کو بھی اس اختلاف
کی مثال تام نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ مثال تقریبی سمجھنا چاہیئے چونکہ الفاظ اصل حقیقت کو ظاہر
نہیں کرسکتے جیسا کہ مولانا بھی جابجا اسکی شکایت کرتے ہیں اسواسطے مدعا کو ایسے الفاظ میں ظاہر
کیا جاتا ہے جسکا مدلول مقصود سے فی الجملہ مناسبت رکھتا ہے یہ بڑی لغزش کی جگہ ہے
اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے اور دہوکا کھا کر گمراہی مین نہ پڑنا چاہیئے) چونکہ اختلاف حکم تعدد
و تعدد نور اختلاف محال نظر سے پیدا ہوا تھا اسکی مناسبت سے استطراداً ایک اور
اختلاف کو جتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مومن اور آتش پرست اور یہودی وغیرہ میں جو
اختلاف ہے اسکا منشا بھی اختلاف مواقع نظر ہے لیکن مومن کی نظر حقیقت پر ہے اسلئے
اسکا حکم یہ اعتقاد صحیح اور وہ مہتدی ہے اور دوسرونکی نظرین غیر حقیقت پر ہیں اسلئے انکے

اعتقادات و احکام غیر صحیح اور وہ گمراہ و ضال ہیں آگے اس اختلاف کو ایک مثال سے ظاہر کرتے ہیں مگر یہ مثال بھی تقریبی ہے تحقیقی نہیں وہو کا نہ کھانا چاہیئے۔

شرح شبیری

ذکرِ موسیٰ بند خاطر ہا شدست — کاین حکایتہاست کہ پیشین بدست

یعنی موسےٰ علیہ السّلام کا ذکر قلوب کے لئے قید ہو گیا ہے کہ یہ حکایتیں ہیں انکی جو کہ پہلے تھے مطلب یہ کہ لوگ صرف حکایت و ذکر موسےٰ کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو پہلوں کی حکایتیں ہیں جو کہ گذر چکے ہیں اب انکا کوئی اثر نہیں ہے حالانکہ۔

ذکر موسیٰ بہر روپوش است ولیک — نور موسےٰ نقد تست ای یار نیک

یعنی ذکر موسےٰ علیہ السّلام تو ایک روپوش ہے ولیکن نور موسےٰ تمہاری جانکا نقد ہے اے یار نیک مطلب یہ کہ یہ ذکر موسےٰ تو ایک واسطہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انکی حالت کو ظاہر کیا جاتا ہے یہ صرف پردۂ ذکر حالات موسوی ہے ورنہ وہ نور جو کہ موسےٰ علیہ السّلام کے اندر تھا تمہارے اندر بھی موجود ہے اور وہ ملکات حسنہ درجہ استعداد میں تمہارے اندر موجود ہیں انکو حاصل کرو اور انکو ترقی دو۔

موسیٰ و فرعون در ہستی تست — باید این دو خصم را در خویش جست

یعنی موسےٰ و فرعون خود تمہارے اندر موجود ہیں تو ان دونوں متخاصمین کو اپنے اندر تلاش کرنا چاہیئے موسےٰ سے مراد ملکات حسنہ اور فرعون سے ملکات سیئہ مطلب یہ کہ خود تمہارے اندر ملکات حسنہ اور سیئہ دونوں موجود ہیں تو تم کو چاہیئے کہ اپنے اندر ان دونوں چیزوں کو تلاش کرو اور ایک کو مغلوب اور دوسرے کو غالب کرو اب چونکہ یہاں شبہ ہوتا تھا کہ

اب موسے علیہ السلام کا نور کہاں ہے وہ تو مدت ہوئی ہے کہ گذر گئے ہیں اسکا جواب فرماتے ہیں کہ۔

تا قیامت ہست از موسیٰ نتاج ۔۔۔ نور دیگر نیست دیگر شد سراج

یعنی موسے علیہ السلام سے قیامت تک تولد ہوگا تو نور دوسرا نہیں ہے ہان چراغ دوسرا ہو گیا ہے مطلب یہ کہ قیامت تک موسے علیہ السّلام کی اولاد معنوی باقی رہے گی اور وہ نور موسوی قیامت تک قائم رہیگا تو جب انکی اولاد معنوی قیامت تک باقی ہے تو انکا وہ نور بھی اسیطرح باقی ہے اور تمہارے اندر بھی موجود ہے اسلئے کہ تم بھی مسلمان ہو ہان بوجہ تشخص بدل جانے کے ایسا ہو گیا ہے کہ جیسے دو چراغ ہون کہ انکا جو نور ہے وہ بالنوع تو ایک ہی ہے صرف تشخص بدل گیا ہے اسیطرح تمہارے اندر بھی بالنوع تو وہی نور ہے ہاں تشخص کے بدل جانے سے تشخصات مختلف ہوگئے ہیں مگر ہیں سب اسکی افراد آگے اور توضیح فرماتے ہیں کہ۔

این سفال و این فتیلہ دیگر ست ۔۔۔ لیک نورش نیست دیگر زان سر ست

یعنی یہ چراغ اور یہ فتیلہ دوسرا ہے لیکن نور اسکا دوسرا نہیں ہے وہ اسی طرف سے ہے سفال و فتیلہ سے مراد تشخص انسانی مطلب وہی کہ صرف تشخصات بدل گئے ہیں ورنہ تمہارے اندر بھی وہی نور ہے جو کہ موسٰے علیہ السلام میں تھا اور وہ نور بھی غیب سے تھا اور یہ بھی یہان تو مولانا نے اس نور کو تشخصاً دو اور حقیقۃً ایک کہا تھا آگے اور ترقی فرما کر کہتے ہیں کہ۔

گر نظر در شیشہ داری گم شوی ۔۔۔ زانکہ از شیشہ است اعداد دوئی

یعنی اگر تم نظر شیشہ میں رکھو تو گم ہو گئے اسلئے کہ تعدد اور دوئی تو شیشہ ہی کی وجہ سے ہے۔

ور نظر بر نور داری وارہی ۔۔۔ از دوئی و اعداد جسم اے منتہی

یعنی اور اگر نظر نور پر رکھو گے تو دوئی اور تعدد سے چھوٹ جاؤ گے اے منتہی۔ مطلب یہ کہ مثلاً ایک لیمپ کسی لالٹین کے اندر رکھا ہوا ہے تو جس شخص کی نظر اُس لالٹین کے شیشوں پر پڑ رہی ہے وہ تو سمجھتا ہے کہ ایک نور اس طرف ہے اور دوسرا نور اُس طرف اور تیسرا نور اسطرف علیٰ ہذا اور جو کہ خود اس لیمپ کو دیکھ رہا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ نور خود بذاتہ تو ایک ہی ہے مگر یہ سب اسکے مظاہر ہیں کہ یہ اس طرف سے بھی نظر آ رہا ہے اور اس طرف سے بھی علے ہذا تو اسیطرح وہ نور حق اپنی ذات کے اعتبار سے تو واحد ہی ہے جیسا کہ معلوم ہے مگر اسکے مظاہر مختلف ہیں لہذا ظاہر نظر میں وہ نور متعدد معلوم ہوتا ہے مگر اصل میں وہ ایک ہی ہے تو اوپر تو اس نور کو بھی تخمیناً متعدد کیا تھا یہاں پر اس نور کو بھی ایک فرما دیا۔ صرف اس کے مظاہر مختلف ہو رہے ہیں اسی لئے مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں اور یہ سب مظاہر اسماء کے ہیں کوئی کسی اسم کا ظہور ہے اور دوسری میں دوسرے کا مگر ہیں سب مظاہر حق ہی اب یہاں بھی مولانا نے مسلمانوں ہی کی بابت فرمایا کہ انمیں مختلف مظاہر کی وجہ سے مختلف فرقے ہو رہے ہیں آگے اس سے بھی ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ۔

از نظر گاہ است اے مغز وجود اختلاف مومن وگبر وجہود

یعنی اے مغز موجودات (یعنی انسان) یہ مومن وگبر وجہود کا اختلاف نظر گاہ کی وجہ سے ہو رہا ہے مطلب یہ ہے کہ مومنین میں تو وہ نور ایک ہے ہی مگر اس سے ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ کفار میں بھی وہی نور ہے اور مومنین اور کافرین میں جو اختلاف ہو رہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نظر گاہ مختلف ہے کسی کی نظر کہیں پہونچی اور کسیکی کہیں پس بجز مومن کے اور سب کی نظر غلط پہنچ گئی تو اگر سب کی نظر صحیح ہوتی تو پھر اختلاف کیوں ہوتا اسلئے کہ وہ ذات تو ایک ہی ہے یا اگر ذات تو مختلف ہوتی تب بھی اسقدر اختلاف نہ ہوتا اسلئے کہ ہر شخص اس نور کو اپنے اپنے کیلئے ثابت کرتا اختلاف تو زیادہ اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ باوجودیکہ وہ ذات ایک ہی ہے پھر اسکے بیان میں اختلاف ہو رہا ہے کوئی اسکو کسیطرح تعبیر کر رہا ہے کوئی کسیطرح اور وہ ایک ہی ہے تو بس جب وہ نور واحد ہے تو وہ تو ہمیشہ سے ہے

اور ہمیشہ تک رہے گا اور اُس ہمیشگی کے ضمن میں ہم بھی داخل ہیں لہذا وہ نور ہمارے اندر بھی موجود ہے لہذا چاہیئے کہ اُس نور کو حاصل کریں اور اسکو غالب کریں آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ چند آدمیون نے ہاتھی کو تاریکی میں ہاتھ سے چھوکر دیکھا تو کسی نے اسکو ستون کیطرح بتایا اور کسی نے کسیطرح اسلئے کہ جہان جسکا ہاتھ لگا وہ اسکو سارے کو ویسا ہی سمجھا اسلئے کہ ایک ہاتھ سارے ہاتھی کا احاطہ تو کرہی نہیں سکتا اسی طرح ہماری نظر کنہ ذات کا تو احاطہ کرہی نہیں سکتی لہذا جہانتک جسکی نظر پہونچی اس نے ویسا بیان کیا اسلیئے یہ سارا اختلاف واقع ہوا ہے اب حکایت سُنو۔

شرح حبیبی

پیل اندر خانۂ تاریک بود	عرضہ را آوردہ بودندش ہنود
از برائے دیدنش مردم بسے	اندران ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم چون ممکن نبود	اندر آن تاریکیش کف می بسود
آن یکے را کف بخرطوم اوفتاد	گفت ہمچون ناودانستش نہاد
آن یکے را دست بر گوشش رسید	آن برو چون بادبیزن شد پدید
آن یکے را کف چو بر پایش بسود	گفت شکل پیل دیدم چون عمود

آن یکے بر پشت او بنہاد دست
گفت خود این پیل چون تختے بدست

ہمچنین ہر یک بجزوے چون رسید
فہم آن میکرد ہر جا مے تنید

از نظرگہ گفت شان بد مختلف
آن یکے دالش لقب داد آن الف

در کف ہر کس اگر شمعے بدے
اختلاف از گفت شان بیرون شدے

چشم حس ہمچون کف دستست و بس
نیست کف را بر ہمہ آن دسترس

چشم دریا دیگرست و کف دگر
کف بہل ور دیدہ در دریا نگر

جنبش کفہا ز دریا روز و شب
کف ہمی بینی و دریا نے عجب

ما چو کشتیہا بہم بر مے زنیم
تیرہ چشمیم و در آب روشنیم

ایک ہاتھی ایک تاریک مکان مین تہا ہندوستانی لوگ اسے دکہانے کے لیے لائے
تھے اسکے دیکھنے کے لیے بہت سے آدمی گئے ہر شخص اندہیرے مین گہسا چلا گیا چونکہ
اندہیرے میں آنکھ سے تو دیکہا نہیں جا سکتا تھا اس سے ہاتھوں سے ٹٹولتے تھے
ایک شخص کا ہاتھ تو اس کی سونڈ پر پڑا اسنے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے پرنالہ دوسرے کا
ہاتھ کان پر پڑا اس نے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسا پنکہا کسیکا ہاتھ پاؤں پر پڑا اسنے
کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسا ستون کسی نے اسکی کمر پر ہاتھ رکھا اسنے کہا ہاتھی ایسا ہے

جیسا تخت غرض یون ہی ہر شخص اسکو ویسا ہی سمجھتا تھا جیسلو عضو جسپر اسکا ہاتھ پڑتا تھا اور ہر جگہ شیخی مارتا تھا کہ میں نے ہاتھی دیکھا ہے اور اختلاف موقع نظر کے سبب انکی گفتگو مختلف تھی ایک اسکو دال کہتا تھا دوسرا الف۔ لیکن اگر ہر شخص کے ہاتھ میں شمع ہوتی تو انکی گفتگو سے اختلاف دور ہوجاتا پس یہی حالت اختلاف مومن وگبر و یہود وغیرہ کی ہے کہ مومن کے ہاتھ میں شمع ہے یعنی نور باطن یا نور نبوت اسلئے وہ حقیقت سے واقف ہے اور اسکے احکام وعقائد صحیح ہیں اور دوسرون کے پاس دونون شمعین نہیں اسلئے وہ گمراہ ہیں اور انکے اعتقادات خلاف واقع اب تم ایک اور مفید بات سُنو وہ یہ کہ حواس جسمانی تو ایسے ہیں جیسے ہتیلی اور جس طرح ہتیلی نے حقیقت ہاتھی کی معلوم نہیں ہوسکتی تھی یوں ہی حواس جسمانیہ سے بھی ذات وصفات حق سُبحانہٗ کا صحیح طور پر ادراک نہیں ہوسکتا بلکہ دریا میں[ع] اور حق سبحانہٗ کا ادراک کرنے والی آنکھ اور ہے اور خس وخاشاک غیر اللہ کا ادراک کرنیوالی اور۔ پس تو خاشاک کو چھوڑ اور دریا میں آنکھ سے دریا (حق سُبحانہٗ) کو دیکھ یہ جس قدر خس وخاشاک یعنی غیر اللہ ہیں سب کی حرکت وغیرہ رات دن دریا یعنی حق سبحانہٗ ہی کی جانب سے ہے پس بھلے مانس بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو خس وخاشاک کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہیں دیکھتا اور اتنا نہیں سمجھتا کہ کف دریا کہیں بدون دریا کے بھی ہوتا ہے اور ممکن بدون واجب کے بھی ہوسکتا ہے پس ہم جو آپس میں اختلاف کر رہے ہیں اور گویا کہ کشتیو نکو آپس میں ٹکرا رہے ہیں اسکا منشا حق سبحانہٗ کا خفا نہیں کیونکہ وہ تو بمنزلہ آب روشن کے ہے بلکہ اس کا باعث ہماری بینائی کا قصور ہے کہ ہم کو دکہائی نہیں دیتا +

ع یا یون کہو کہ دریا بین آنکھ اور ہے اور ہتیلی یعنی چشم حس اور کہ اس سے غیر اللہ کا ادراک ہوتا ہے نہ کہ حق سبحانہٗ کا پس تو ہتیلی (چشم حس) کو چھوڑ اور چشم دریا بین (چشم قلب) سے دریا حق سبحانہٗ کو دیکھ۔

ہاتھی کی صورت اور اسکی ہیئت میں شب تاریک میں اختلاف کرنا

پیل اندر خانۂ تاریک بود　　عرضہ را آوردہ بودندش ہنود

یعنی ہاتھی ایک تاریک گھر میں تھا اسکو ہندی لوگ دکھانے کے لئے لاتے تھے۔

از برائے دیدنش مردم بسے　　اندران ظلمت ہمی شد ہر کسے

یعنی اسکے دیکھنے کے لئے بہت سے آدمی اس تاریکی میں جارہے تھے ہر ہر شخص۔

دیدنش با چشم چون ممکن نبود　　اندر آن تاریکیش کف می بسود

یعنی جبکہ اسکو آنکھ سے (بوجہ تاریکی کے) دیکھنا ممکن نہ تھا تو اس تاریکی میں اسپر ہاتھ ملتے تھے یعنے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھتے تھے۔

آن یکے را کف بخرطوم او فتاد　　گفت ہمچون ناودانست این نہاد

یعنی ایک کا ہاتھ تو سونڈ پر پڑا او بولا کہ یہ ذات تو مثل پرنالے کے ہے۔

آن یکے را دست بر گوشش رسید　　آن برو چون بادبیزن شد پدید

یعنی ایک کا ہاتھ اسکے کان پر پڑا تو اسپر وہ ہاتھی مثل ایک پنکھے کے ظاہر ہوا۔

آن یکے را کف چو بر پایش بسود　　گفت شکل پیل دیدم چون عمود

یعنی ایک شخص کا ہاتھ جو اسکے پاؤں پر ملا گیا تو وہ بولا کہ میں نے تو ہاتھی کی شکل مثل ایک ستون کے دیکھی۔

آن یکے بر پشت او بنہاد دست	گفت خود این پیل چون تختے بدست

یعنی ایک شخص نے ہاتھ اسکی پیٹھ پر رکھا تو وہ بولا کہ یہ ہاتھی تو مثل ایک تخت کے ہے۔

ہمچنین ہر یک بجزوے کو رسید	فہم آن میکرد ہر جا مے تنید

یعنی اسیطرح ہرایک کہ وہ جس جزو پر پہونچتا تھا وہ اسیکو سمجھتا تھا اور اسی جگہ پر تنتا تھا یعنی جو شخص جو سمجھے ہوئے تھا وہ اسی میں مست تھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

از نظرگہ گفت شان شد مختلف	آن یکے دالش لقب داد این الف

یعنی انکے اقوال نظرگاہ کی وجہ سے مختلف ہو رہے تھے کہ ایک تو اسکو دال کہتا تھا اور وہ الف یعنی مختلف عنوانات سے جو ہمکو بیان کر رہے تھے اسکی یہ وجہ تھی کہ جسکی نظر جہاں پہونچی وہ اسی کو ہاتھی سمجھے ہوئے تھا تو دیکھو ایک ہی ذات میں نظرگاہ کے اختلاف سے اختلاف ہو رہا ہے۔

در کف ہر کس اگر شمعے بُدے	اختلاف از گفت شان بیرون شدے

یعنی اگر ہر شخص کے ہاتھ میں ایک شمع ہوتی تو اُنکے اقوال سے اختلاف باہر ہو جاتا اسلئے کہ سب اسکے پورے جسم کو دیکھ لیتے آگے فرماتے ہیں کہ۔

چشم حس ہمچون کف دست ست وبس	نیست کف را بر ہمہ او دسترس

یعنی چشم حس بھی مثل کف دست ہی کے ہے اور بس کہ ہاتھ کو تمام جسم پر قدرت نہیں ہے مطلب یہ کہ جس طرح کہ ہاتھ سے ہاتھی کے پورے جسم کا احاطہ نہ کر سکے اور اس وجہ سے اختلاف واقع ہوا اسیطرح یہ ہماری چشم حس بھی حقائق کا احاطہ نہیں کرسکتی بس جسکی نظر جہان تک پہونچی

وہ اسپر رہ گیا تو جب چشم حس سے غلطی ہوتی ہے تو تم کو یہ چاہیئے کہ اس سے دیکھنا چھوڑ و بلکہ چشم حقیقت بین سے نظر کرو کہ حقائق اشیا منکشف ہون آگے اس چشم حس اور چشم حقیقت بین کی ایک مثال فرماتے ہیں کہ۔

چشم دریا دیگر ست و کف دگر　　کف بہل وز دیدۂ دریا نگر

یعنی چشم دریا تو اور ہے اور (چشم) کف اور ہے تو کف کو ترک کرو اور چشم دریا سے دیکھو۔ دریا سے مراد روح اور کف سے مراد ظاہر جسم وغیرہ مطلب یہ ہے کہ تم اس آنکھ سے دیکھو جو کہ روح مین اور حقیقت بین ہے اور اس ظاہر بین چشم کو چھوڑ و تب تم کو حقائق اشیار ظاہر ہوں گی اور اسوقت تم حقیقت بین ہو جاؤ گے۔

جنبش کفہا ز دریا روز و شب　　کف ہمی بینی و دریا نے عجب

یعنی کف کی جنبش روز و شب دریا ہی کی وجہ سے ہے تو تم کف کو تو دیکھتے ہو اور دریا کو نہیں دیکھتے تعجب ہے مطلب یہ کہ جسقدر تصرفات اور حرکات جسم کے ہیں یہ سب روح ہی کی بدولت ہیں مگر تعجب یہ ہے کہ تم ان تصرفات جسم کو تو دیکھتے ہو مگر ان تصرفات ز روح پر نظر نہیں کرتے سخت تعجب کی بات ہے آگے دوسری مثال فرماتے ہیں کہ۔

ما چو کشتیہا بہم بر مے زنیم　　تیرہ چشمیم و در آب روشنیم

یعنی ہم کشتیون کی طرح آپس میں ٹکر رہے ہیں اور خود تیرہ چشم ہیں اور آب روشن میں ہیں یعنی ہماری ایسی مثال ہے کہ جیسے کشتی کہ خود تو اندھی ہوتی ہے مگر ہوتی ہے آب روشن میں اسیطرح ہمارا یہ جسم ظاہری تو اندھا ہے۔ مگر روح کے پاس ہے لیکن اسے خود بھی خبر نہیں ہے۔

شرح حبیبی

اے تو در کشتیٔ تن رفتہ بخواب — آب را دیدے نگر در آب آب
آب را آبے ست کو میراندش — روح را روحی ست کو میخواندش
موسیٰؑ و عیسیٰؑ کجا بد کافتاب — کشت موجودات رامی داد آب
آدمؑ و حوا کجا بود آن زمان — کہ خدا افگند این زہ در کمان
این سخن ہم ناقص ست و ابتر ست — آن سخن کہ نیست ناقص زان سر ست
گر بگویم زان بلغزد پائے تو — ورنہ گویم ہیچ ازان ای وائے تو
ور بگویم در مثال صورتے — بر ہمان صورت بچسپی ای فتے
بستہ پائے چون گیا اندر زمین — سر بجنبانے بباد بے یقین
لیک پایت نیست تا نقلے کنی — یا مگر پا را ازین گل بر کنی

چون کنے پارا حیاتت زین گلست | این حیاتت را روش بس مشکلست

چون حیاتت از حق بگیری ای روی | پس غنی گردے ز گل در دل روی

شیر خواره چون ز دایه بگسلد | لوت خواره شد مر او را مے هلد

بستهٔ شیر زمینے چون حبوب | جو فطام خویش از قوت القلوب

قوت حکمت خور که شد نور ستیر | ای تو نور بے حجب را ناپذیر

تا پذیرا گردی اے جان نور را | تا ببینی بے حجب مستور را

چون ستاره سیر بر گردون کنی | بلکه بے گردون سفر بیچون کنے

آنچنان کز نیست در هست آمدی | هین بگو چون آمدی مست آمدی

راههاے آمدن یادت نماند | لیک رمزی با تو بر خواهیم خواند

هوش را بگذار انگه هوش دار | گوش را بر بند انگه گوش دار

مے نگویم زانکه تو خامے هنوز | در بهاری و ندیدستے تموز

این جہاں ہمچون درخت است ای کرام ما برو چون میوہائے نیم خام
سخت گیرد خامہا مر شاخ را زانکہ در خامے نشاید کاخ را
چون بہ پخت و گشت شیرین لب گزان سست گیرد شاخہا را بعد ازان
چون ازان اقبال شیرین شد دہان سرد شد بر آدمی ملک جہان
سخت گیری و تعصب خامی است تا جنینے کار خون آشامی است
چیز دیگر ماند اما گفتنش با تو روح القدس گوید نے منش

اُوپر سے مولانا لوگوں کی غفلت از حق سبحانہ کو بیان کرتے آرہے ہیں اَب اس غفلت کو دُور کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں ارے تو جو کشتی تن میں پڑا سو رہا ہے آخر تو نے پانی کو تو دیکھا ہے جس سے وہ کشتی تن چل رہی ہے یعنی رُوح کو تو تو جانتا ہی ہے پس تو اس پانی کو بھی تو دیکھ جو اس پانی کو چلا رہا ہے یعنی حق سبحانہ پر بھی تو نظر کر جو رُوح میں متصرف ہے اسلئے کہ اس پانی کیلئے بھی ایک پانی ہے جو اسکو چلا رہا ہے اور روح کیلئے بھی ایک رُوح ہے جو اسکو اپنی طرف بلاتی ہے اور صرف رُوح پر انتہا نہیں ہوگئی بلکہ منتہی رُوح الروح یعنی حق سبحانہ ہیں تو اسکو کیوں نہیں دیکھتا رُوح الروح کے وجود کی دلیل یہ ہی کہ روح کا وجود اور دیگر کمالات ذاتی نہیں چنانچہ ایک وقت میں وہ اپنے وجود اور تمام کمالات سے معرا تھی پس ضرور کوئی اور رُوح ہے جس نے اسکو وجود اور دیگر کمالات عطا کئے اور وہ ازلی قدیم ہے دیکھو تو سہی روح اسوقت کہاں تھے جبکہ وہ موجودات کو اپنے

فیوض سے مالامال کر رہے تھے اور آدم و حوا کہاں تھے جبکہ حق سبحانہ نے کہاں تصرف کوزہ کیا تھا اور ایجاد خلق اور دیگر تصرفات کا ارادہ کیا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ کہیں نہیں پس معلوم ہوا کہ ان تمام موجودات سے باہر ایک ذات ہے جو یہ سب تصرفات کرتی ہے اسیکو ہم خدا کہتے ہیں اور وہی روح الروح ہے اور وہی آب آب۔ یہ گفتگو ناقص اور ناتمام ہے اس سے پورا مدعا ظاہر نہیں ہوتا جوبات ناقص اور ناتمام نہیں وہ وہی ہے جو حق سبحانہ کی طرف سے ہو یعنی ذوق و وجدان صحیح وہ اصل حقیقت کو پورے طور پر ظاہر کر دیتی ہے جسمیں شک و شبہ کی گنجایش نہیں اور ایسی گفتگو میں تو شکوک و شبہات نکل سکتے ہیں لہذا اگر تم انکشاف حقیقت چاہتے ہو تو ذوق و وجدان حاصل کرو۔ اگر میں امور کشفیہ کو تجھسے ظاہر کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہے کہ تو اس راہ سے واقف تو ہے نہیں نہیں معلوم کیا سے کیا سمجھ جاوے اور گمراہ ہو جاوے اور اگر نہیں بیان کرتا تو یہ بھی تیرے لئے مصیبت ہے کہ تو بالکل ہی محروم رہا جاتا ہے پس میں عجب کشمکش مین ہوں کہ کیا کروں اگر مثالوں سے سمجھاتا ہوں تو اسمیں یہ خرابی ہے کہ صورت ہی کو لیکر رہجاتا ہے اور اس سے حقیقت کی طرف نہیں چلتا۔ بات یہ ہے کہ تو پابند صورت ہے اسلئے تیری ایسی مثال ہے کہ جیسے گھاس زمین میں جما ہوا ہو اور ہوا سے حرکت کرتا ہو یونہی تو بھی پابند صورت ہو کر اس سے مزہ لیتا اور جھومتا ہے مگر جس طرح گھاس کے پاؤں نہیں کہ وہ ایک انچہ جگہ سے ہٹ جاوے یون ہی تیرے بھی پاؤن نہیں کہ صورت سے حقیقت کی طرف ذرا سی بھی حرکت کرے ہاں تیری حرکت و انتقال کی ایک صورت ہے وہ یہ کہ تو صورت کو چھوڑ دے اور اس نے جو تیرے پاؤں پکڑ رکھے ہیں انکو چھڑا لے لیکن تو ایسا کریگا کیوں اسلئے کہ یہ حیات موجودہ تو تیری اسیکے دم سے ہے اور تو اس حیات کو چھوڑنا نہیں چاہتا پس حقیقت کی طرف انتقال کیونکر ہو مگر یہ بھی یاد رہے کہ اس حیات سے کام چلنا نہایت دشوار ہے جبتک یہ حیات ہے اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس جبتک یہ حیات موجود ہے یعنی تلذذات و تنعمات جسمانیہ وغیرہ موجود ہیں اسوقت تک تو تم سے صورت سے استغنا نہیں ہو سکتا اور جبکہ حق سبحانہ سے تو نے حیات حاصل کی اور یہ حیات تیرا غذائے روحانی ہوئی اسوقت تجھے گل کی ضرورت نہ ہوگی اور صورت سے تجھے کچھ

کام نہ رہے گا بلکہ تو اقلیم قلب میں پہونچ جاویگا اور تیری غذا حقائق و معارف ہونگے۔ دیکھو
جب بچہ دایہ سے قطع تعلق کر لیتا ہے تو وہ اغذیہ نفیسہ کھانے لگتا ہے اور دایہ سے کچھ
بھی واسطہ نہیں رکھتا پس یہی حالت تمہاری ہوگی نیز تم بھی غلّوں کی طرح پابند غذاے زمین اور
ناسوتی غذاؤں سے متغذی ہو لہذا اسکو چھوڑو اور غذائے دل حاصل کرو اور اسکی صورت یہ ہے
کہ چونکہ تم ابھی بیحجاب نور سے متغذی ہونے کی استعداد نہیں رکھتے اسلئے اولاً کلماتِ حکمت
اور پند و نصائح سے غذا حاصل کرو کہ یہ نور مستور ہے اور اسکو تم ہضم کر سکتے ہو اس سے
تمہارے اندر نور بے حجاب کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوگی اور تم اس پوشیدہ نور کو
بیحجاب دیکھنے لگوگے اور تمہاری یوں کایا پلٹ ہوگی کہ اب تو ایک انچہ بھی حرکت نہیں کر سکتے
اسکے بعد ستاروں کی طرح آسمان پر چلوگے (یعنی بسیر معنوی و روحانی) بلکہ آسمان تو کیا چیز ہے
لامکان میں بے کیف متعارف سیر کروگے سیر بے کیف اگر سمجھ میں نہ آئی ہو تو سمجھو کہ تم یونہی
سیر کروگے جیسے نیستی سے ہستی میں آئے تھے بھلا بتلاؤ تو سہی کیسے آئے تھے مست آئے اور
مست ہی جاؤگے تمہیں تو آنے کا راستہ یاد نہیں رہا اسلئے جا بھی نہیں سکتے مگر ہم اشارۃً
تم کو بتلاتے ہیں اچھا اب تم دنیاوی عقل کو خیرباد کہکر سمجھنے کیلئے تیار ہو جاؤ اور دنیاوی کام
بند کر کے سننے کیلئے مستعد ہو نہیں میں نہیں کہتا اسلئے کہ تو ابھی خام ہے اور ابھی تو تیار بھی نہیں
ہے یعنی تیری ابتدائی حالت ہے تو نے گرمیاں نہیں دیکھیں اور پختہ نہیں ہوا لہذا تو ابھی نہ
اسرار کو سن سکے گا نہ سمجھ سکے گا یہ جہان ایسا ہے جیسے درخت اور ہم اس میں ایسے ہیں جیسے
درخت پر گدرائے ہوتے میوے اور قاعدہ ہے کہ کچے میوے شاخ کو مضبوط پکڑتے
ہیں اسلئے کہ ہنوز وہ محلوں میں پہونچنے کے قابل نہیں ہوئے اور جب وہ پک گئے اور شیریں
اور مرغوب ہوگئے اسکے بعد وہ شاخ کو بہت ہلکے سے پکڑتے ہیں پس یہی حالت ہر انسان کی
ہے کہ جب وہ دولت باطنی سے شیریں دہن ہوتا ہے تو جہان اسکی نظروں میں بالکل بے وقعت
ہو جاتا ہے اس عالم ناسوت کو سخت پکڑنا اور اسکے لئے تعصب کرنا دلیل خامی ہے دیکھ لو
جبتک تم شکم مادر میں اور ناقص ہوتے ہو اسوقت تک خون حیض کھاتے ہو اور جب کامل
ہوگئے اسوقت تمہاری غذا دودھ ہوتا ہے اور جب اور کامل ہوتے اسوقت اور غذائیں کھاتے ہو

یوں ہی اسکو سمجھو کہ جب تک ناقص ہو اسوقت تک تمہاری غذا نا سوتی ہے جب کسیقدر کامل ہو گے یہ غذا بھی کم ہو گی اور دوسری غذا ملیگی بالآخر تمہاری غذا بالکل روحانی ہو جاویگی۔ ہاں وہ بات تو رہ ہی گئی جو ہم کہنا چاہتے تھے لیکن ہم نہیں کہتے وہ اگر خدا چاہے گا تو تم کو وسائط فیض حق سبحانہ سے معلوم ہو گی۔

شرح شبیری

اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب　　آب را دیدی نگر در آب آب

یعنی اے شخص کہ تو کشتی تن میں سو رہا ہے ارے تو نے پانی کو تو دیکھ لیا مگر اس پانی کے پانی کو بھی تو دیکھ مطلب یہ کہ اگر تمہاری نظر متنبہ کرنے سے روح پر بھی پہونچ گئی اور تم نے اسکو بھی دیکھ لیا تو کیا ہوتا ہے ارے اسپر نظر کر کہ جو اسکی بھی روح ہے یعنی حضرت حق کی طرف نظر کر کہ فلاح دارین حاصل ہو۔

آب را آبے ست کو میراندش　　روح را روحی ست کو میخواندش

یعنی پانی کیلئے بھی پانی ہے جو کہ اسکو چلا رہا ہے اور روح کی بھی ایک روح ہے جو کہ اسکو بلا رہی ہے اسلئے کہ روح کے جو تصرفات ہیں وہ تو آخر حضرت حق ہی کی طرف سے ہیں بس اسکو طلب کرنا چاہیئے آگے اُس ذات کا قدیم ہونا بتاتے ہیں کہ۔

موسئےؑ و عیسئےؑ کجا بُد کافتاب　　کشت موجودات را می داد آب

یعنی موسئےؑ اور عیسئےؑ کہاں تھے کہ وہ آفتاب حقیقی کشت موجودات کو پانی دے رہا تھا یعنی جبکہ حق تعالےٰ موجودات میں تصرفات فرما رہے تھے اسوقت بھلا کوئی بتا دے کہ موسئےؑ کہاں تھے جنکی روح آج ایسی ہے اور عیسئےؑ کہاں تھے پس جب کوئی نہ تھا تو وہ تھا اور جب کوئی

نہ ہوگا تو وہ ہوگا۔

آدم و حوا کجا بد آن زمان   کہ خدا افگند این زہ در کمان

یعنی اُسوقت آدم و حوا کہاں تھے جبکہ حق تعالےٰ نے اس زہ کو کمان میں ڈالا یعنی جبکہ عالم میں تصرفات فرمائے اور اسکو پیدا فرمایا تو یہ آدم و حوا کہاں تھے بلکہ عالم تو ان سے بھی پہلے ہی اگرچہ حادث ہے مگر پھر بھی ان سے تو پہلے ہی ہے لہذا اس ذات قدیم کو حاصل اور تلاش کرنا چاہئے اور انہیں عمر گنوا دے کہ سو شہیدوں سے اسکی دو قوت جو اس طلب میں ہو اولے ہے آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن ہم ناقص ست و ابترست   آن سخن کہ نیست ناقص زان سرست

یعنی یہ بات بھی ناقص و ابتر ہے اور جو بات کہ ناقص نہیں ہے وہ اسطرف کی ہے مطلب یہ کہ ہم نے جو آفتاب و آب سے تشبیہ دیدی ہے یہ بھی ناقص ہی ہے اور صرف مثال ہے مثل نہیں ہے اسلئے کہ مثال تو مشارک فی الوصف کو کہتے ہیں اور مثل مشارک فی النوع کو تو حق تعالیٰ کی مثال تو بیان ہو سکتی ہے مگر مثل کوئی بیان نہیں کرسکتا اور پھر مثال بھی جو بیان کرتے ہیں وہ بھی ناقص ہی ہوتی ہے وہ بھی پوری طرح بیان نہیں ہوسکتی ہے اسلئے اسکے بیان سے بھی عاجز ہیں

گر بگویم زان بلغزد پائے تو   ور نگویم ہیچ ازاں ای وائے تو

یعنی اگر میں اُس میں سے کچھ کہتا ہوں تو تیرا پاؤں لغزش کریگا اور اگر نہیں کہتا ہوں تو اے شخص تیری حالت پر افسوس ہی مطلب یہ کہ اگر مثال بیان کرتا ہوں تو ممکن ہے کہ تو اسکو مثل سمجھ جاوے اور پھر کفر میں مبتلا ہو اور اگر کچھ بھی بیان نہیں کرتا تو تیری حالت پر افسوس ہوتا ہے کہ تو بالکل ہی جاہل رہا جاتا ہے۔

ور بگویم در مثال صورتے   بر ہمان صورت بہ چسپی ای فتے

یعنی اور اگر میں کسی صورت کی مثال مین بیان کرتا ہون تو اے جوان تو اسی صورت پر چپک جاویگا
یعنی بس اسکو ذات سمجھ جاؤگے لہذا سخت مشکل آگئی ہے اور تمہاری یہ حالت ہے کہ

بستہ پائے چون گیاہ اندر زمین   سر بجنبانی بباد بے یقین

یعنی تو گھاس کی طرح زمین میں بستہ پا ہے اور بلا یقین کے ہوا سے سر ہلا رہا ہے۔

لیک پایت نیست تا نقلے کنی   تا مگر پا را ازین گل بر کنی

یعنی لیکن تیرا پاؤں نہیں ہے تاکہ تو کوئی نقل کرے تاکہ شاید تیرا پاؤں اس مٹی سے اکھڑ جاوے
مطلب یہ کہ تمہارا پاؤں تو اس دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور عمدہ مضامین کو سنکر فوراً سر ہلانے
لگتے ہو تو یاد رکھو کہ اس سر ہلانے سے تم اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے اس دنیا کی دلدل سے
تو جب رہائی ہوگی جبکہ اپنے پاؤں سے چلوگے ورنہ سر ہلانے سے کچھ نہیں ہوتا اور جب اپنے
پاؤں کو حرکت دوگے اسوقت تم کو اسکی بھی قابلیت ہو جاویگی کہ تم ان مضامین کو بھی سمجھ سکو
اور غلطی نہ ہو۔

چون کنی پا را حیاتت زین گل است   این حیاتت را روش بس مشکل است

یعنی تو اس سے کسطرح پاؤں اکھاڑے تیری حیات تو اسی مٹی سے ہے تو اس حیات سے تو روش
مشکل ہے مطلب یہ کہ دنیاوی حیات سے تو وصول الی الحق مشکل ہے بلکہ۔

چون حیات از حق بگیری ای روی   پس غنی گردی ز گل و ز دل روی

یعنی اے سیراب جب تو حق تعالے سے حیات کو حاصل کریگا تو اس گل سے غنی ہو جاویگا اور
دل میں چلا جاویگا۔ یعنی پھر اس دنیاوی تعلق سے چھوٹکر قلب کی راہ پر چلوگے جو کہ راہ حق
ہے۔ آگے اس چھوڑنے بعد وصل ہو جانے کی ایک مثال فرماتے ہیں کہ۔

شیر خوارہ چون ز دایہ بگسلد   لوت خوارہ شد مر اورا مے ہلد

یعنی شیر خوار بچہ جب دایہ سے الگ ہو جاتا ہے تو وہ غذا خوار ہو جاتا ہے اور اس (دودھ) کو چھوڑ دیتا ہے (اور اگر اس شیر مادر کو ترک نہ کرتا تو آج یہ قسم قسم کی غذائیں کہاں سے کھاتا)

بستۂ شیر زمینے چون حبوب   جوئے فطام خویش از قوت القلوب

یعنی تو اس زمین کے دودھ میں بندھا ہوا ہے دانوں کی مانند تو تو اس سے فطام کو قوت القلوب سے تلاش کر مطلب یہ کہ جس طرح حبوب زمین سے غذا حاصل کر کے نشو ونما حاصل کرتے ہیں اسیطرح تم اس دنیا سے غذا حاصل کر رہے ہو تو تم اس دودھ کے چھوٹنے کی تدبیر کو قوت القلوب یعنی حضرت حق سے تلاش کرو کہ پھر اسکے مقتضیات سے نکلکر دوسری غذا حاصل ہو گی۔

قوت حکمت خور کہ شد نور ستیر   اے تو نور بے حجب را نا پذیر

یعنی تو حکمت کی غذا کھا کہ وہ نور مستور ہے اے وہ شخص کہ تو نور بے حجاب کو نا پذیر ہے اور جب غذائے حکمت کھاؤ گے تو یہ ہو گا کہ۔

تا پذیرا گردی اے جان نور را   تا بہ بینی بے حجب مستور را

یعنی اے جانان تا کہ تم نور کے قابل ہو جاؤ اور تا کہ اس مستور کو بے حجاب ہو کر دیکھو یعنی اگر تم قوت حکمت کو حاصل کرو گے تو پھر تمہارے اندر اس نور کے قبول کی قابلیت ہو جاوے گی اور یہ ہو گا کہ۔

چون ستارہ سیر بر گردون کنی   بلکہ بے گردون سفر بیچون کنی

یعنی ستارہ کیطرح تم آسمان پر سیر کرو گے بلکہ بے سماں کے سفر بے کیف کرو گے مطلب یہ کہ پھر تم کو عالم ملکوت سے تعلق ہو جاویگا اور اسوقت تم کو عروج اور سیر میں کسی کیف کی ضرورت نہ ہو گی بلکہ بے کیف تمہاری سیر ہو گی آگے اس سیر کی ایک مثال بتاتے ہیں کہ

یہ سیر کوئی عجیب نہیں ہے بلکہ تم ایک دفعہ کر بھی چکے ہو فرماتے ہیں کہ۔

آنچنان کز نیست درہست آمدی ۔۔۔ ہین بگو چون آمدی مست آمدی

یعنی جس طرح کہ تو نیست سے ہست میں آیا ہاں ذرا کہہ کہ تو کسطرح مست آیا مطلب یہ کہ جسطرح اول عدم سے وجود میں آنے کہ اسکی کیفیت تم کو معلوم ہے کچھ بھی نہیں بس صرف تم اسوقت مست تھے کچھ خبر نہ تھی صرف حضرت حق پر نظر تھی اسیطرح اگر اب مست ہو جاؤ گے تو تم کو اب بھی اسیطرح سیر حاصل ہو جاوے گی ہاں اب اتنا ضرور ہو گیا ہے کہ۔

راہہائے آمدن یادت نماند ۔۔۔ لیک رمزے بر تو برخواہیم خواند

یعنی تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے لیکن ہم ایک رمز اس میں سے تجھے بتا دینگے یعنی ہم ان راہ کا کچھ پتہ دینگے۔ لہذا اب یہ کر کہ۔

ہوش را بگذار انگہ ہوش دار ۔۔۔ گوش را بربند وانگہ گوش دار

یعنی (اس) ہوش (ظاہری) کو چھوڑ اور پھر ذرا ہوش رکھہ اور (ان ظاہری) کان کو بند کر اسوقت کان لگا۔ مطلب یہ کہ ان رموز کے سننے کے لئے ان حواس ظاہری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حواس قلب اور حس باطن کی ضرورت ہے لہذا ان حواس کو کھول اور انکو بند کر چونکہ مولانا غایت جوش مین تھے اسلئے یہ تو کہدیا کہ ہم تم سے کہتے ہیں مگر پھر سنبھلے اسلئے آگے فرماتے ہیں کہ۔

می نگویم زانکہ تو خامی ہنوز ۔۔۔ در بہاری وندیدستی تموز

یعنی میں نہیں بتاتا اسلئے کہ تو ابھی خام ہے اور ابھی بہار میں ہے تموز کو نہیں دیکھا ہے مطلب یہ کہ چونکہ ابھی تم خام ہو اسلئے ہم تم سے بیان نہیں کرتے اسلئے کہ غالب احتمال غلطی کا ہے اب تم بہار میں تو آ گئے ہو مگر ابھی گرمی نہیں پڑی کہ تم کو سینک کر پختہ بنا دین اسلئے ابھی کچے

رہگئے ہو آگے اس خامی کی مثال فرماتے ہیں کہ۔

این جہان ہمچون درخست ای کرام ‏ ‏ ما برو چون میوہائے نیم خام

یعنی اے کرام یہ جہان ایک درخت کی مانند ہے اور ہم اسپر مانند ادکچرے میوؤں کے ہیں

سخت گیرد خامہا در شاخ را ‏ ‏ زانکہ در خامے نشاید کاخ را

یعنی کچے میوے شاخ کو مضبوط پکڑتے ہیں اسلئے کہ خامی کی حالت میں وہ محلوں کے لائق نہیں ہیں (لہذا درخت ہی کو خوب پکڑے ہوئے ہیں)۔

چون بپخت و گشت شیرین لب گزان ‏ ‏ سست گیرد شاخہا را بعد ازان

یعنی جبکہ پختہ ہوگیا اور شیرین تو (اپنی پہلی حالت خامی پر) لب کاٹتا ہوا اسکے بعد شاخون کو بہت سست پکڑتا ہے مطلب یہ ہی کہ یہ جہان تو درخت ہی اور ہم اسپر میوے ہیں تو میوہ جبتک خام رہتا ہی شاخ کو مضبوط پکڑے رہتا ہے اسلئے کہ وہ ابھی اس قابل نہیں ہوا ہے کہ محلوں میں جاکر نازنینوں کے منہ سے لگے اس طرح ہم جبتک خام ہیں اسوقت تک اس جہان مین خوب مضبوط جکڑے ہوتے ہیں اور اس سے الگ نہیں ہوتے اسلئے کہ ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ عالم غیب میں جاکر ملکوت میں ملیں تو اگر کوئی شخص اس میوۂ نیم خام کو درخت سے الگ کرکے محل میں لیجاوے تو یہ ہوگا کہ اسکے سے بھی جاویگا اور بالکل ہی سڑ جاویگا۔ اسیطرح اگر اس حالت میں ہم سے علوم و معارف بیان کردئے جاویں تو ابھی اس قابل تو ہوئے نہیں کہ انکو سمجھ سکیں بلکہ الٹے ایمان سے بھی جاوینگے اور شاید نوبت (نعوذ باللہ) کفر کی آجاوے ان جبکہ میوہ پختہ ہوجاتا ہے تب وہ شاخ سے ہمارے نام ہی لگا ہوا ہوتا ہے ذرا سی جنبش سے نیچے آرہتا ہے اسیطرح جب ہم پختہ ہوجاوینگے تو اسوقت ہم کو ذرا سی حرکت کی ضرورت ہوگی کہ اس حرکت سے سب اصل سے ہوجاویں اور میوہ پختہ جب ہوتا ہے کہ اسپر گرمی پڑے تو وہ گرمی اسکو سینک سینک کر پکادیتی ہے اسیطرح ہم

پختہ جب ہو سکتے ہیں جبکہ مجاہدات و ریاضات کریں لہذا مولانا نے یہاں سے مجاہدہ کی بھی ترغیب دی ہے لہذا جب مجاہدہ کرکے صفائی حاصل ہو گی اور فہم میں ترقی ہو جاوے گی اسوقت ذرا سے اشارہ سے یہ علوم حاصل ہو سکتے ہیں اور ذوق سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جس مضمون کو بیان کرتے کرتے ہماری خامی کی وجہ سے رک گئے ہیں وہ مضمون ظلیت کا ہے کہ تمام مخلوق ظل ہے حق تعالےٰ کی تو چونکہ یہ مضمون بہت ہی نازک تھا اس لئے بیان نہیں فرمایا کہ احتمال غالب غلطی کا تھا آگے اس مثال کو خود مثل لہ پر منطبق فرماتے ہیں کہ۔

چون ازان اقبال شیرین شد دہان ‌ ‌ ‌ سرد شد بر آدمی ملک جہان

یعنی جبکہ اس اقبال حق سے منہ میٹھا ہو گیا تو آدمی پر یہ ملک جہان سرد ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ جب انسان کو عالم غیب کی شیرینی میسر ہو جاتی ہے تو یہ تمام جہان اسکی نظر میں ہیچ ہو جاتا ہے اور اسکا دل اس سے سرد ہو جاتا ہے بس ذرا سے اشارہ میں وصل حق ہو جاتا ہے پھر یہ تمام علوم و معارف اسکے سامنے مثل آئینہ کے ہوتے ہیں۔

سخت گیری و تعصب خامی است ‌ ‌ ‌ تا جنینی کار خون آشامی است

یعنی (اس جہان کو) مضبوط پکڑنا یہ خامی ہے اور تم جبتک جنین ہو تمہارا کام خون پینا ہی ہے مطلب یہ کہ تم جو اس دنیا میں منہمک ہو یہ علامت ہی اسکی کہ ابھی خامی تمہارے اندر موجود ہو تب تو اس میوۂ خام کی طرح چپکے ہو اور جب تک اسمیں دنیاوی لذات میں ہو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جنین ہو کہ اس ناپاک شے کو استعمال کر رہے ہو ورنہ اگر تم پختہ ہوتے یا انسان کامل ہوتے تو کیوں اس دنیا میں اس طرح لگے ہوتے اور اس مردار کو کیوں منہ لگاتے تو بس مجاہدہ کرو کہ اس سے صفائی قلب میں پیدا ہو کر کام بنجاویگا آگے فرماتے ہیں کہ۔

چیز دیگر ماند اما گفتنش ‌ ‌ ‌ با تو روح القدس گوید بے منش

یعنی ایک اور چیز بھی رہگئی ہے لیکن اسکے نہ کہنے کی وجہ یہ ہو کہ تجھ سے اسکو روح القدس

بلا میرے فرماد بنگے روح القدس سے مراد وسائط فیض مطلب یہ کہ ہم ان علوم کو تو بیان نہیں کر سکتے مگر ہاں ایک چیز ہے کہ جو تم کو خود حاصل ہو جاوگی مگر اسمیں میرے واسطہ کی ضرورت نہیں ہے وہ تم کو خود حاصل ہو جاوگی اور وہ وجدان ہے کہ جسکے ذریعہ سے علوم و معارف کو حاصل کر سکتے ہو اب اسکا حاصل یہ ہوا کہ مجاہدہ کرو کہ اس سے قلب میں صفائی ہوگی اور پھر اس قابل ہو جاوگے کہ یہ علوم جنکو آج خامی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکتے ہو انشاء اللہ تم کو خود حاصل ہونگے یہاں تو مولانا نے فیض بذریعہ وسائط کی حاصل ہونے کو کہا ہے آگے بطور اضراب کے فرماتے ہیں کہ۔ نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن الخ

شرح حبیبی

نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن
بے من و بے غیر من اے ہم تو من

ہمچو آن وقتے کہ خواب اندر روی
تو زپیش خود بہ پیش خود شوی

بشنوی از خویش و پنداری فلاں
با تو اندر خواب گفتست آن نہاں

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق
بلکہ گردونی و دریائے عمیق

آن توی زفتست کان نہصد تو است
قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو است

خود چہ جائے حد بیداری و خواب
دم مزن واللہ اعلم بالصواب

اُوپر بیان کیا تھا کہ وہ اسرار تم کو وسائط فیض حق سبحانہ سے معلوم ہونگے اب ترقی کر کے
فرماتے ہیں کہ کیسے وسائط بلکہ تو خود اسرار کو اپنے کان میں بیان کریگا نہ میں بیان کرونگا
نہ میرا غیر تم یہ شبہ نہ کرنا کہ مین بھی تو آپ کا غیر ہون جب میں خود بیان کرونگا تو آپ کے
غیر نے تو بیان کیا پھر بے غیر من کہاں درست رہا کیونکہ تو میرا غیر نہیں بلکہ تو اور میں توافق
اغراض کے اعتبار سے یا اسلئے کہ ہم دونوں ایک ظاہر کے مظاہر اور ایک ہی حقیقت اصطلاحیہ
یعنی اسماء الٰہیہ کے افراد اصطلاحیہ یعنی مظاہر ہیں تو ہم اور تم متغائر نہ ہوتے پس اب کوئی اشکال
نہ رہا نیز یہ بھی شبہ نہ کرنا کہ میں اپنے کان میں کیونکر کہہ سکتا ہون اسلئے کہ تم جب خواب
دیکھتے ہو تو ہمیں دیکھتے ہو کہ میں فلاں کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے یہ کہا وہ دوسرا شخص
کون ہوتا ہے خود تمہاری ہی رُوح جو اس صورت میں متمثل ہو کر تم کو نظر آتی ہے پس دیکھو تم
خود اپنے پاس جاتے ہو علیٰ ہٰذا جو تم سے خواب میں کچھ کہتا ہے وہ کون ہوتا ہے وہ بھی تمہاری
روح جو اس شکل کے ساتھ متمثل ہوتی ہے پس دیکھو تم خود اپنے سے سنتے ہو لیکن تم کو اس
عینیت کا احساس نہیں تم یہی سمجھتے ہو کہ میں فلاں کے پاس گیا اور فلاں نے مجھ سے بیان
کیا پس یوں ہی سمجھ لو کہ وہ وسائط خود تم ہی ہوگے اسلئے کہ وہ واسطہ خود تمہاری حقیقت
اصطلاحیہ ہوگا یعنی اسم الٰہی تم کو واقعۂ خواب سے آگاہ ہو کر متحیر نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ تم ایک ہی
شے نہیں ہو بلکہ تم تو آسمان اور بڑے گہرے سمندر ہو کہ ہزاروں عجائبات کو اپنے اندر
لئے ہو مگر تمہیں اپنے کمالات کی خبر نہیں اسلئے ذرا سی عجیب بات سنکر متحیر ہو جاتے ہو۔
آدمی تو وہ بڑی تہ ہے جو سیکڑون تہیں اپنے اندر رکھتا ہے بلکہ وہ تو ایک سمندر ہے جسمیں
سیکڑوں تہیں غرق ہو جائیں یعنی انسان تو تمام حقائق موجودہ کا جامع ہے ایک بیداری
و خواب کیا چیز ہیں اور انکا اجتماع ایک وقت میں جیسا کہ واقعۂ خواب سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آدمی سوتا بھی ہے اور بیداری کا کام بھی کرتا ہے یعنی آتا جاتا بھی ہے بولنا اور سُننا بھی ہے
وغیرہ وغیرہ کیا تعجب کی بابت ہے اس سے تو اس سے بڑی عجائبات کا ظہور بھی تعجب خیز
نہیں پس تم کو ان واقعات میں شکوک و شبہات نہ کرنے چاہئیں اور خاموشی کے ساتھ
ان کو سُننا اور ماننا چاہیئے مضمون ختم ہوا اور خدا اسکی صحت سے خوب واقف ہے کہ

سب صحیح ہے یا کہیں لغزش ہوئی ہے اسکے بعد خاموشی کے نتائج بتلاتے ہیں۔

شرح شبیری

بے من و بے غیر من ای ہم تو من　　　تا تو گوئی ہم بگوش خویشتن

یعنی نہیں تو اپنے ہی کان میں کہے گا بے میرے اور بے میرے غیر کے اے وہ شخص کہ میں بھی تو ہے مولانا کی یہ ایک تعبیر ہے جسکا عنوان مولانا نے یہ اختیار کیا ہے اول معنوں کو سمجھ لو پھر یہ بھی سمجھ میں آجاویگا بات یہ ہے کہ صوفیہ اسکے تو قائل ہیں ہی کہ عالم میں جسقدر فیض جس کسی کو بھی ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی اسم الٰہی کا ظہور ہوتا ہے تو وہ اسم ظاہر اور یہ شخص اسکے لئے مظہر ہوتا ہے اور صوفیہ کی یہ بھی ایک اصطلاح ہے کہ وہ اس اسم ظاہر کو اس شخص کی حقیقت کہدیا کرتے ہیں مثلاً ایک شخص کو ہدایت ہوئی تو یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اسکے اندر اسم ہادی کا ظہور ہوا اور اسم ہادی اس شخص کی حقیقت ہے پھر ان اسماء کا جو ظہور ہوتا ہے اور ان سے جو فیض ہوتا ہے وہ اول تو بواسطہ مخلوق کے ہوتا ہے مگر ایک وہ وقت آتا ہے کہ اس شخص کو خود حق سبحانہ تعالے سے فیض ہونے لگتا ہے اور وہ اسماء بلا واسطہ کسی کے خود اس شخص کے اندر ظہور کرتے ہیں اور اسکو مستفیض کرتے ہیں تو اسوقت میں یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ شخص خود اپنی حقیقت سے یعنی اس اسم سے جو کہ اسکے اندر ظہور کر رہا ہے مستفیض ہو رہا ہے تو اس مرتبہ میں گویا کہ شخص یہ خود اپنی ہی ذات سے مستفیض ہو رہا ہے اور علوم و معارف خود بخود اسکو حاصل ہونے لگتے ہیں بس مولانا اسیکو فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کہا تھا کہ تم کو وہ وجدان حاصل ہوجاویگا اور اسمیں میری تو ضرورت نہ ہوگی مگر اور وسائط فیض کی ضرورت ہوگی اب فرماتے ہیں کہ ایک وہ مرتبہ آویگا کہ اسمیں نہ میری اور نہ میرے غیر کی کسیکی بھی ضرورت نہ ہوگی یعنے مخلوق کا واسطہ بھی نہ رہیگا پس بلا واسطہ حضرت حق سے فیض ہونے لگے گا اسیکو تعبیر اسطرح فرمایا کہ تم اپنے کان میں خود بات کہوگے یعنی اپنی اس حقیقت سے مستفیض ہوگے کہ وہ حقیقت خود تم ہی ہو

اسلئے کہ وہ تمہاری حقیقت ہے اور اس حقیقت کے وہ معنی نہیں جیسے کہ انسان کے لئے حیوان ناطق حقیقت ہوتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ تمہارے اندر ظہور کئے ہوتے ہوگا اور اُس سے تم کو فیض ہوگا اور اسیکی طرف مولانا نے اسمیں اشارہ کر دیا ہے فرماتے ہیں کہ اے ہم تو من یعنی اس مرتبہ حقیقت میں میں اور تو دونوں ایک ہیں مثلاً دو شخص ہیں اور دونوں میں اسم ہادی کا ظہور ہوا تو اس مرتبہ میں ان دونوں کی حقیقت کو ایک ہی کہا جاویگا اور کہیں گے کہ یہ دونوں مرتبۂ حقیقت میں ایک ہیں ہاں خصوصیات کے لحاظ کرنے سے ان میں تغایر آگیا ہے ورنہ وہ اس مرتبہ میں ایک ہی ہیں اور بعض بزرگ جو فرماتے ہیں کہ میاں شیخ کی حقیقت مرید کے ہر وقت ہمراہ رہتی ہے اب جو ان اصطلاحات سے ناواقف ہے اسکو تعجب ہوتا ہے اور وہ شیخ کو حاضر و ناظر سمجھکر کفر میں مبتلا ہوتا ہے حالانکہ انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ شیخ کی حقیقت جو کہ اسم ہادی ہے وہ انسان کے ہر وقت ہمراہ رہتی ہے اب دیکھو تو اسمیں کوئی اشکال نہیں ہے تو مولانا کی تعبیر اور ہے اور مقصود مولانا کا یہ ہے جو کہ اب تقریر کرنے سے بحمد اللہ واضح ہوگیا اصل تو اسکی یہ ہے اسمیں بعض نے غلو کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ شجر میں سے جو موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی تھی وہ بھی خود اُن کی حقیقت تھی وہ حق تعالےٰ کا نور نہ تھا یا اور کسی قسم کی باتیں کہتے ہیں تو یہ سب واہیات ہے بس اصل صرف یہ ہے جو بیان کی گئی ہے آگے تقریب کے لئے اسکی ایک مثال بھی فرماتے ہیں کہ۔

ہمچو آن وقتے کہ خواب اندر روی　　　تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی

یعنی جیسے کہ تم جس وقت کہ سو جاتے ہو تو اپنے ہی سامنے سے اپنے سامنے ہوتے ہو۔

بشنوی از خویش و پنداری فلان　　　با تو اندر خواب گفتست آن نہاں

یعنی اپنے ہی سے باتیں سنتے ہو اور سمجھتے ہو کہ فلاں نے تم سے خواب میں وہ پوشیدہ بات کہی ہے مطلب اسکا یہ سمجھو کہ یہ حال کل خوابوں کا نہیں ہے بلکہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ خواب میں یہ شخص دیکھتا ہے کہ خود یہی شخص سامنے سے آرہا ہے تو یہ اپنے وجود کو خود ہی

سامنے سے دیکھ رہا ہے وجہ اسکی یہ ہوتی ہے کہ روح اشکال متفرق میں متشکل ہوتی ہے اور وہ اسکی روح دوسری شکل میں متمثل ہوکر اسکے سامنے آجاتی ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص کسی دوسرے کو دیکھتا ہے کہ اس نے اس سے یہ کہا مگر وہ خود اسکی روح ہوتی ہے کہ وہ دوسری صورت میں متمثل ہوگئی ہے اور بعض مرتبہ جسکو اس نے دیکھا ہے خود اسکی روح ہی ہوتی ہے تو مولانا ان بعض حالات کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ یہ شخص خود اپنی رُوح کو دوسری شکل میں متمثل دیکھکر اسکو دوسرا سمجھے ہوئے ہے مگر وہ خود اسکی رُوح ہے اور یہ اکثر طلباء کو ہوتا ہے کہ وہ مثلاً ایک مضمون کا مطالعہ دیکھتے دیکھتے سوگئے اور وہ مطالعہ میں انکو حل نہ ہوسکا تو انکو خواب میں حل ہوجاتا ہے تو یہ جو حل کرنے والا ہے یہ خود اس شخص کی روح ہے کہ بعد سونے کے اسکے اندر یکسوئی پیدا ہوئی اور اس نے دوسری صورت میں متمثل ہوکر اسکو فیض پہنچایا تو دیکھو جسطرح کیہان خود اس شخص کی حقیقت اسکو فیض پہنچا رہی ہے اسیطرح وہاں بھی اسکی حقیقت اسکو فیض پہنچاتی ہے اور یہ تو عالم ملکوت کی حالت ہے اسمیں تو اگر ایسا ہوجاوے تو کچھ بعید نہیں ہے بزرگوں کے قصے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم ناسوت میں بھی انکو ایسا پیش آتا ہے ایک بزرگ کی بابت لکھا ہے کہ انکی شکایت قاضی کے یہاں سماع سننے کی ہوئی تو قاضی نے محتسب کو روانہ کیا تاکہ احتساب کرے جب وہ قریب آیا تو وہ حضرت سامنے تشریف لائے اور انکی ستر صورتیں تھیں اور بولے کہ لو اپنے مجرم کو پہچان لو تو دیکھو یہ جسقدر صورتیں تھیں ساری ان بزرگ کی رُوح کی شکلیں تھیں اور بہت سے قصے ایسے ہیں تو پھر اگر ملکوت میں کہا جاوے کہ رُوح انسان مختلف اشکال میں ظاہر ہوجاتی ہے تو کیا حرج ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان ایک نہیں ہے بلکہ اسکے اندر ایک بہت بڑا عالم ہے کہ جسکی مختلف اشکال ہیں اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق ۔۔۔ بلکہ گردونی و دریائے عمیق

یعنی تو ایک تو نہیں ہے اے اچھے ساتھی بلکہ تو تو گردون ہے اور دریائے عمیق ہے مطلب یہ کہ اے انسان تو مرتبۂ روح میں ایک تو نہیں ہے بلکہ تیرے اندر بہت سے اعتبارات ہیں۔

اور اوس کثرت کیوجہ سے تو مثل گرداں کے اور دریائے عمیق کے ہے کہ جس طرح ان چیزوں میں مختلف اشیار ہیں اسیطرح تو بھی تمام تجلیات اسمار کا مظہر ہے۔

آں تو ئی زفت است کہ آں نہ صد تو ست   قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست

یعنی تیرا وہ تو عظیم کہ جو نو سو تو میں ایک قلزم ہے اور سیکڑوں تو کا غرقہ گاہ ہے۔ مطلب کہ تیرا وجود مرتبۂ روح میں ایک وجود نہیں ہے بلکہ چونکہ اوسمیں بہ نسبت جسم کے مظاہر اسمار زیادہ ہیں بلکہ اکثر لوگ انسان کو حقیقۃ جامعہ کہتے ہیں کہ اوس کے اندر حق سبحانہ تعالی کے کل اسمار کا ظہور بدرجہ اتم بہ نسبت اور اشیار کے موجود ہے اگرچہ فی حد ذاتہ کامل ظہور نہو مگر بہ نسبت دیگر اشیار کے اسمیں ظہور کامل ہے تو جب وہ وجود درجہ روح میں تکثر رکھتا ہے تو اوسمیں سیکڑوں وہ وجود جو کہ ناقص ہیں غرق اور مستور ہیں اور وہ سارے وجودات اوس کے اندر موجود ہیں۔

خود چہ جائے حد بیداری و خواب   دم مزن واللہ اعلم بالصواب

یعنی خود کیا جگہ ہوشیاری اور بیداری اور خواب کی ہے پس چپ رہو اللہ درست بات کو زیادہ جاننے والا ہے۔ مطلب یہ کہ حالتِ بیداری و خواب جو کہ ہم بیان کرتے ہیں انکی بھی کیا حقیقت ہے لہذا بس چپ رہنا ہی مناسب ہے۔ اللہ ہی صواب کو خوب جانتا ہے اور ہمارے چونکہ یہ سب مکاشفات ظنیہ ہیں لہذا انمیں ممکن ہے کہ خطا ہو۔ آگے فرماتے ہیں ؎

شرح حبیبی

دم مزن تا بشنوی زاں مہ لقا   الصلا اے پاکبازاں الصلا

دم مزن تا بشنوی اسرارِ حال　　از زبانِ بے زبان کہ قم تعال

دم مزن تا بشنوی زان دم زنان　　آنچہ ناید در بیان و در زبان

دم مزن تا بشنوی زان آفتاب　　آنچہ ناید در کتاب و در خطاب

دم مزن تا دم زند بہر تو روح　　آشنا بگزار در کشتی نوحؑ

ہمچو کنعان کآشنا میکرد او　　کہ نخواہم کشتی نوحؑ عدو

توخاموشی اختیار کر ایسا کرنے سے محبوب حقیقی سے تو یہ سنے گا کہ اے پاکباز و تمکو صلائے عام ہے اور توخاموش رہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو بدون زبان کے تکلم کرنیوالے کو یہ اسرار بیان کرتے سنے گا کہ اٹھو اور ہماری طرف آؤ۔ دیکھ تو سکوت اختیار کرنا۔ اس کرنے سے تو حق سبحانہ کو وہ اسرار بیان کرتے ہوئے سُنے گا کہ جو بیان میں نہیں آسکتے اور زبان سے ادا نہیں ہو سکتے۔ خبردار تو بولنا ہی مت اس سے تجھے حق سبحانہ وہ راز سنائیں گے جو نہ احاطہ تحریر میں آسکتے ہیں اور نہ تقریر میں تو چپ ہی رہنا تا کہ بجائے تیرے روح حق سبحانہ سے کلام کرے یا تجھ سے روح حقیقی یعنی حق سبحانہ گفتگو کریں۔ خلاصہ یہ کہ اپنی عقل کو چھوڑ دے اور شکوک و شبہات مت نکال بلکہ شیخ جو کہے اوسکو تسلیم کر اور اپنی جد و جہد کو چھوڑ کر کشتی نوحؑ میں سوار ہو جا۔ ایسا نہ کرنا جیسا کنعان نے کیا تھا کہ وہ تیرنا جانتا تھا اسپر مغرور ہو کر اوس نے کہدیا کہ میں اپنے دشمن باپ نوحؑ کی کشتی میں نہ بیٹھونگا اگر تو تسلیم اختیار کریگا تو قرب حق سبحانہ سے بہرہ ور اور انکا راز دار رہے گا اور نہ کنعان کی طرح اس بحر ناپیدا کنار میں غرق ہو جاویگا۔ قد تم الربع الاول من الدفتر الثالث من المثنوی

وللہ الحمد

شرح شبیری

دم مزن تا بشنوی زان مہ لقا ۔۔۔ الصلا اے پاکبازان الصلا

یعنی چپ رہو تاکہ تم اُس مہ لقا سے یہ سنو کہ آؤ اے پاکبازو آؤ۔ مہ لقا سے مراد مرشد کامل مطلب یہ کہ تم خود چپ رہو اور اِن حقایق و علوم و معارف کے حصول کے درپے مت ہو بلکہ کام کئے جاؤ اور حالات کی اطلاع دیتے رہوگے تو بس جب مرشد دیکھے گا کہ تمکو ان علوم کے سمجھنے کی استعداد ہوگئی ہے اور تم کو جب اجمال ہیں کوئی علم منکشف ہوا ہے تو اُسوقت وہ تم کو اُسکی حقیقت خود بتلا دیگا۔ اور تم کو خود دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

دم مزن تا بشنوی اسرار حال ۔۔۔ از زبان بے زبان کہ قم تعال

یعنی چپ رہو تاکہ تم اسرار حال کو بے زبان کی زبان سے سنو کہ اُٹھو آؤ۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے ان علوم و معارف و کیفیات کے طالب مت ہو بلکہ اپنی حالت کو مرشد کامل کے سامنے پیش کرو وہ جو مناسب سمجھے گا تمہارے لئے تجویز کریگا۔ اور بلکہ خود زبان سے بھی چاہیئے کچھ نہ کہے بلکہ وہ ذریعہ القا کے تمکو اِن علوم و معارف کی تحصیل کرا دیگا اور اگر زبان سے بھی کہے گا تو وہ وقت اور موقع کو دیکھکر کہے گا اور تمہاری استعداد کا لحاظ کرے گا۔

دم مزن تا بشنوی از دم زنان ۔۔۔ آنچہ ناید در بیان و در زبان

یعنی چپ رہو تاکہ تم دم زنان (روحانی) سے وہ سنو جو کہ بیان اور زبان میں نہیں آ سکتا مطلب کہ وہ علوم و معارف اُن کی صحبت کے فیض سے حاصل ہوں گے کہ جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے اِس لئے کہ وہ امور دقیقہ و کشفیہ ہیں اُن کی صحبت میں رہنے سے حق تعالے کا

فضل ہوتا ہے اور اس شخص کو بھی منکشف ہو جاتے ہیں لہذا جب تک کہ یہ درجہ حاصل نہ ہو اُس وقت تک خاموشی ہی بہتر ہے۔

دم مزن تا بشنوی زان آفتاب   آنچہ ناید در کتاب و در خطاب

یعنی چپ رہو تاکہ اُس آفتاب سے وہ سنو جو کہ کتاب اور خطاب میں نہیں آسکتا۔ آفتاب سے مراد وہی مرشد کامل یعنی تم خاموش رہو اور خود کسی شے کے طالب مت ہو تو وہ چیزیں میسر ہوں گی کہ جو ان الفاظ ظاہری میں بیان نہیں ہو سکتیں۔

دم مزن تا دم زند بہر تو روح   آشنا بگزار در کشتی نوح

یعنی تم چپ رہو تاکہ تمھارے لئے روح بولے اور کشتی نوح میں تیرنے کو چھوڑ دو روح سے بھی مراد مرشد کامل مطلب یہ کہ تم خود دعوے اور اقتضاؤں کو مٹا دو اُس وقت مرشد تمھاری استعداد کے موافق خود تمکو تعلیم کر دے گا بس ترک دعوے ایک بہت بڑی چیز ہے کہ اُس سے فضل ہوتا ہے۔

ہمچو کنعان کاشنا میکرد او   کہ نخواہم کشتی نوح عدو

یعنی مثل کنعان کے کہ وہ شناوری کرتا تھا (اور کہتا تھا) کہ میں کشتی نوح عدو کی نہیں جانتا۔ مطلب یہ کہ تم دعوے کو ترک کردو ورنہ اگر تم دعوے کروگے تو تمھارا ایسا حال ہوگا جیسے کہ کنعان نے شناوری کا دعوے کیا کہ میں تیر کر بچ جاؤں گا اور نوح علیہ السلام کی نہ مانی تو ہلاک ہوا اسیطرح اگر تم مرشد کامل کی نہ سنوگے اور دعوے کروگے تو ہلاک ہوگے آگے کنعان کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

قد تم الربع الاول من الدفتر الثالث من المثنوی والحمد للہ